اِنَّ اللہ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ کُلِّہ (بخاری)

(بیشک اللہ تعالیٰ رفق ومہربانی کرنے کو ہر معاملہ میں پسند فرماتے ہیں)

حُسنِ سُلوک

(سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں)

تالیف
ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری

کتب بازار

حسن سلوک (سنت نبویؐ کے آئینہ میں)

آس پاس کی سماجی اور معاملاتی زندگی کا بغور جائزہ لیں تو ہر انسان ایک دوسرے سے شاکی و پریشان حال نظر آئے گا۔ عائلی زندگی میں بھی پیار، محبت اور شفقت کا فقدان سماج کے ہر طبقے میں ہے۔ کوئی معاشرہ اس برائی یا بیماری سے پاک نہیں ہے۔ بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت، اللہ پاک کی تمام مخلوقات سے انسیت و محبت، یہ وصفات ہیں جو آج ڈھونڈنے پر بھی نظر نہیں آتی ہیں۔ ظاہر ہے اس کا واحد سبب اسلامی تعلیمات سے دوری ہے، پیغمبر اسلام محمد رسول اللہؐ کے اسوہ کو اپنانے میں بے اعتنائی نے مسلم معاشرہ کو کہیں کا نہیں چھوڑا ہے، یہی وجہ ہے کہ اخلاقی بے راہ روی بڑھتی جا رہی ہے۔ حالانکہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہؐ کا واضح فرمان ہے کہ ''مسلمانوں میں کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو''۔ حالات حاضرہ میں حسن سلوک (سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینے میں) ایک ایسی کتاب ہے جسے، ہر گھر، ہر میز پر اور ہر ہاتھ میں ہونی چاہئے۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری الہ آبادی استاد شعبہ عربی وفارسی الہ آباد یونیورسٹی نے بہت ہی خلوص اور نیک جذبہ سے یہ کتاب لکھی ہے۔ کتاب کے نام سے ہی اس کی غیر معمولی افادیت واہمیت صاف جھلکتی ہے، یقینا اس مبارک کوشش کیلئے وہ دلی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ پوری کتاب میں انہوں نے اپنی بات تھوپنے کے بجائے اپنی بات کو قرآن وحدیث سے استحکام بخشی ہے، اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی روشنی میں نئی نسل کو ایک حسین تحفہ دیا ہے۔ انہوں نے اخلاق حسنہ جیسے اہم موضوع پر جس خوبصورتی سے سادہ اور عام فہم زبان میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اس سے عام لوگوں کے لئے بھی کتاب سے استفادہ آسان ہو گیا ہے۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ کسی بھی موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ ابتدائی صفحات میں حضرت مولانا سید غیاث الدین مظاہری اور پروفیسر شبیر احمد ندوی نے کتاب کے تعلق سے جو تاثرات پیش کیے ہیں وہ کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ پروفیسر شبیر احمد ندوی بالکل درست فرمایا ہے کہ یہ کتاب عصر حاضر کے شور وشغف میں خود غرضی اور مفاد پرستی کے ماحول میں نور بصیرت اور سرمہ بصارت کی حیثیت رکھتی ہے، اس دور میں جب کہ یہ مضمون نظر انداز ہوتا جا رہا ہے اس کی اہمیت روز بروز فراموش ہوتی جا رہی ہے، سخت ضرورت ہے کہ اس کو پھر سے زندہ کیا جائے۔

حسن سلوک (سنت نبویؐ کے آئینہ میں) مسعود پبلیشنگ ہاؤس دیوبند اور مکتبہ الاشرف کرامت چوکی آزاد نگر کریلی الہ آباد (یوپی) سے مناسب قیمت میں حاصل کی جا سکتی ہے۔■

رابطہ کا نمبر: ۹۴۱۵۶۳۰۸۷۹

اِنَّ اللہ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْأَمْرِ کُلِّہ (بخاری)

(بیشک اللہ تعالیٰ رفق ومہربانی کرنے کو ہر معاملہ میں پسند فرماتے ہیں)

حُسنِ سلوک

(سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں)

تالیف

ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری الہ آبادی

گیسٹ لکچرر شعبہ عربی وفارسی الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد

بن مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری الہ آبادی

بانی وناظم دار العلوم مرکز اسلامی الہ آباد

صدر فلاح العباد ٹرسٹ

ناشر

مکتبہ الاشرف

دار العلوم مرکز اسلامی ۴۴/ اے ۵۴۸ راجہ پور الہ آباد

تفصیلات

ISBN : 978-93-84036-24-9

نام کتاب	:	حسن سلوک ''سنت نبوی کے آئینہ میں''
تالیف	:	ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری الہ آبادی
		گیسٹ لکچرار شعبہ عربی وفارسی الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
		بن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	الاشرف کمپیوٹر ایجوکیشن سینٹر۔ راجہ پور الہ آباد، یوپی انڈیا
		موبائل نمبر9415630879
صفحات	:	۲۰۸
سن اشاعت	:	۱۴۳۸ھ ۲۰۱۷ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	350/=
ڈسٹری بیوٹرس	:	الہدی پبلی کیشنز، ۲۹۸۲، قاضی واڑہ، نئی دہلی ۲
پریس	:	یوروپین پرنٹرس، دریا گنج، نئی دہلی ۲
ناشر	:	مکتبہ الاشرف۔ دار العلوم مرکز اسلامی 548-A/4
		راجہ پور (اونچوا) الہ آباد، یوپی، انڈیا
ملنے کے پتے	:	(۱) مسعود پبلیشنگ ہاؤس دیوبند
		(۲) مکتبہ الاشرف کرامت کی چوکی آزاد نگر نزد ہڈی گودام، کریلی، الہ آباد

Distributor:

ALHUDA PUBLICATIONS

2982, Qaziwara, Daryaganj, New Delhi-2

Tel : 011 43259013, Mobile: 08459026205

E-mail : alhudapub@gmail.com

بسم الله الرحمن الرحيم

بنام آنکہ جان رافکرت آموخت
چراغ دل زنور جاں برافروخت

اُس کے نام سے شُروع کرتا ہوں
جِس نے عقل ودِماغ
کوسوچ اُور فکر سکھلائی
اور چراغِ دل کونورِ جان سے روشن کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنتساب ...

اُمت کے ان افراد کے

نام

جو خاتم الانبیاء

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

کی پرنور تعلیمات وہدایات پر عمل کر کے

اپنے تاریک دلوں

کو

روشن کرنا چاہتے ہیں

ڈاکٹر سیّد محمد ضیاء الدین مظاہری الہ آبادی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بُعِثتُ لِاُتَمِّمَ حُسنَ الأَخلاق

(مؤطا و احمد ۔ مشکوۃ شریف ص ۴۳۲)

میں حسن اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

اِنَّ مِن اَحَبِّکُم اِلَیَّ اَحسَنُکم اَخلاقاً

(بخاری۔ مشکوۃ شریف ص۴۳۱)

تم میں سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ ہے جس کے

اخلاق سب سے اچھے ہوں

قال صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الفَاحِشَ الْبَذِیَّ

(ریاض الصالحین ص ۲۷۲)

بیشک اللہ تعالیٰ فحش گوئی کرنے والے بدکلامی کرنے والے کو ناپسند رکھتے ہیں

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	تقدیم	۱۶
۲	تصدیر	۲۰
۳	رفق کی تعریف	۲۹
۴	رفق کی لغوی تعریف اور تحقیق	۲۹
۵	رفق کی اصطلاحی تعریف	۳۰
۶	رِفق کی مشروعیت، اس کے احکام اور سیرت نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام سے اسکے چند عملی نمونے	۳۲
۷	پہلی حدیث	۳۳
۸	دوسری حدیث	۳۵
۹	تیسری حدیث	۳۹
۱۰	چوتھی حدیث	۴۲
۱۱	پانچویں حدیث	۴۵
۱۲	چھٹی حدیث	۴۵
۱۳	ساتویں حدیث	۴۸
۱۴	آٹھویں حدیث	۴۹
۱۵	نویں حدیث	۵۱
۱۶	سیرت نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام	۵۴

	میں رفق کی چند جھلکیاں	
۱۷	خطا کاروں اور قصورواروں کی فہمائش کرنے میں آپ ﷺ کا رفق ونرمی کا سلوک	۵۵
۱۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطا کاروں کو راہ راست پر لانے کی تدابیر اوران کی رہنمائی کرنے میں رفق ونرمی کا طریقہ اختیار فرمانا	۵۷
۱۹	بعض مواقف اور حالات اور تصرفات میں لوگوں پر نکیر کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفق ومہربانی فرمانا	۵۸
۲۰	پردیسیوں اور مسافروں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفق ومہربانی	۵۹
۲۱	ازدحام اور بھیڑ میں چلنے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفق وآسانی کا برتاؤ فرمانا	۶۰
۲۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کو تنگی اور پریشانی سے بچانے کیلئے ایسے کام کا ترک فرمادینا جسکو آپ پسند فرماتے تھے	۶۲
۲۳	صحابہ کرام کی تعلیم وتذکیر اور وعظ ونصیحت کیلئے ایسے وقت کا انتخاب فرمانا جس میں ان کو سہولت اور آسانی ہو	۶۳
۲۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں پر رفق ونرمی اور شفقت ومہربانی کی وجہ سے کسی امر سے منع فرمادینا	۶۵
۲۵	رفق کے احکام	۶۶
۲۶	پہلی صورت	۶۶

۲۷	دوسری صورت	۶۶
۲۸	تیسری صورت	۶۸
۲۹	رفق کی قسمیں، اس کے ضوابط اور مقاصد	۷۱
۳۰	پہلی قسم ''رفق فطری''	۷۱
۳۱	دوسری قسم ''رفق اکتسابی''	۷۲
۳۲	محل رفق	۷۷
۳۳	پہلی قسم ''رفق ذاتی''	۷۷
۳۴	جان کی حفاظت کرنا اور قتل وغیرہ کسی بھی طرح سے اس پر ظلم وزیادتی کرنے کی حرمت	۷۸
۳۵	نفس کو اسکی ضرورت اور حاجت کی چیزیں فراہم کرنا	۸۰
۳۶	جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے جائز کیا ہے ان میں سے اچھی اور طیب چیز کو پسند اور اختیار کر کے نفس کو آرام پہنچانا اور خوش کرنا	۸۴
۳۷	دوسروں کے ساتھ رفق ونرمی، حسن سلوک اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا	۸۵
۳۸	رفق ونرمی کے اصول وضوابط	۸۸
۳۹	رفق ونرمی اس طرح ہو کہ دین پر عمل کرنے میں آسانی اور سہولت ہو	۸۹
۴۰	موقع ومحل پر بھی رفق ونرمی کا استعمال حکمت وتدبر سے کرنا چاہئے	۹۲
۴۱	رفق ونرمی سے کیا فوائد ومقاصد حاصل ہوتے ہیں	۹۵

میں رفق کی چند جھلکیاں
۱۷ خطا کاروں اور قصور واروں کی فہمائش کرنے ۵۵
میں آپ ﷺ کا رفق ونرمی کا سلوک
۱۸ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطا کاروں کو راہ راست پر لانے ۵۷
کی تدابیر اوران کی رہنمائی کرنے میں رفق ونرمی کا
طریقہ اختیار فرمانا
۱۹ بعض مواقف اور حالات اور تصرفات میں لوگوں پر نکیر ۵۸
کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفق ومہربانی فرمانا
۲۰ پردیسیوں اور مسافروں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ ۵۹
علیہ وسلم کی رفق ومہربانی
۲۱ ازدحام اور بھیڑ میں چلنے کے وقت ۶۰
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفق وآسانی کا برتاؤ فرمانا
۲۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کو تنگی اور پریشانی سے ۶۲
بچانے کیلئے ایسے کام کا ترک فرمادینا جسکو آپ پسند فرماتے تھے
۲۳ صحابہ کرام کی تعلیم وتذکیر اور وعظ ونصیحت کیلئے ایسے ۶۳
وقت کا انتخاب فرمانا جس میں ان کو سہولت اور آسانی ہو
۲۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں پر رفق ونرمی اور ۶۵
شفقت ومہربانی کی وجہ سے کسی امر سے منع فرمادینا
۲۵ رفق کے احکام ۶۶
۲۶ پہلی صورت ۶۶

۲۷	دوسری صورت	۶۶
۲۸	تیسری صورت	۶۸
۲۹	رفق کی قسمیں، اس کے ضوابط اور مقاصد	۷۱
۳۰	پہلی قسم ''رفق فطری''	۷۱
۳۱	دوسری قسم ''رفق اکتسابی''	۷۲
۳۲	محل رفق	۷۷
۳۳	پہلی قسم ''رفق ذاتی''	۷۷
۳۴	جان کی حفاظت کرنا اور قتل وغیرہ کسی بھی طرح سے اس پر ظلم وزیادتی کرنے کی حرمت	۷۸
۳۵	نفس کو اسکی ضرورت اور حاجت کی چیزیں فراہم کرنا	۸۰
۳۶	جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے جائز کیا ہے ان میں سے اچھی اور طیب چیز کو پسند اور اختیار کر کے نفس کو آرام پہنچانا اور خوش کرنا	۸۴
۳۷	دوسروں کے ساتھ رفق ونرمی، حسن سلوک اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا	۸۵
۳۸	رفق ونرمی کے اصول وضوابط	۸۸
۳۹	رفق ونرمی اس طرح ہو کہ دین پر عمل کرنے میں آسانی اور سہولت ہو	۸۹
۴۰	موقع ومحل پر بھی رفق ونرمی کا استعمال حکمت وتدبر سے کرنا چاہئے	۹۲
۴۱	رفق ونرمی سے کیا فوائد ومقاصد حاصل ہوتے ہیں	۹۵

۴۲	اسلام کو صحیح شکل میں وصورت میں پیش کرنا	۹۶
۴۳	لوگوں کی نظر میں اسلامی احکام کو مرغوب اور پسندیدہ بنانا	۹۶
۴۴	آسان طریقہ سے مقصد تک پہنچنا	۹۸
۴۵	رشتوں اور تعلقات کی مضبوطی	۹۹
۴۶	رفق ومہربانی کے نمونے ، مثالیں اور جھلکیاں	۱۰۲
۴۷	پہلی بحث	۱۰۳
۴۸	عبادات میں رفق ونرمی	۱۰۳
۴۹	نفس کے ساتھ رفق ونرمی کالحاظ کرتے ہوئے عبادت میں غلواور برداشت سے زیادہ کرنے کی ممانعت	۱۰۴
۵۰	نفس کی راحت کا خیال کر کے ظہر کی نماز گرمی کی شدت کی وجہ سے دیر کر کے پڑھنا	۱۰۹
۵۱	مقتدیوں کے خیال سے نماز کو ہلکی پھلکی پڑھنا اور لمبی نہ کرنا	۱۱۰
۵۲	صوم وصال سے ممانعت	۱۱۲
۵۳	سحری کی مشروعیت اور سحری کرنے میں تاخیر کا استحباب	۱۱۳
۵۴	افطار میں جلدی کرنا	۱۱۴
۵۵	پہلے اپنی ذات پر خرچ کرنا پھر دوسرے پر خرچ کرنا	۱۱۴
۵۶	عرفہ کے دن روزہ حاجی کے لئے مستحب نہیں ہے	۱۱۶
۵۷	حاجی کا دعا وغیرہ کرنے میں اپنی ذات کے ساتھ رفق وآسانی کا معاملہ کرنا	۱۱۷
۵۸	دوسری بحث	۱۱۸
۵۹	خانگی تعلقات میں رفق ونرمی کا برتاؤ	۱۱۸

۶۰	والدین کے ساتھ رفق ونرمی اور حسن سلوک کا برتاؤ	۱۱۹
۶۱	اولاد کے ساتھ رفق ونرمی	۱۲۳
۶۲	ماں پر بچہ کا حق ہے اس کو دودھ پلائے	۱۲۴
۶۳	بچہ کو چمٹا کر اسکے ساتھ شفقت و پیار کرنا	۱۲۵
۶۴	بچہ کو سرزنش نہ کرنا کیونکہ وہ مکلَّف نہیں ہے	۱۲۶
۶۵	بچوں کی باتوں پر توجہ اور دھیان دینا	۱۲۷
۶۶	بچہ کی اصلاح اور تنبیہ میں رفق ونرمی کرنا	۱۲۸
۶۷	بچوں کو سزا دینے کی شرائط اور ان کی اصلاح کا طریقہ	۱۲۹
۶۸	عورتوں کے ساتھ رفق ونرمی کرنا	۱۳۲
۶۹	بیوی کے ساتھ رفق کی ایک صورت اس کی دلجوئی کرنا ہے	۱۳۵
۷۰	بیوی کے ساتھ رفق ونرمی کی ایک صورت اسکے کاموں نیز اس کی ذمہ داریوں میں اس کا ہاتھ بٹانا	۱۳۶
۷۱	بیوی کے ساتھ رفق ونرمی کی ایک صورت اس کی بکواس وغیرہ لغزشوں کو معاف کردینا اور اس سے چشم پوشی کرنا ہے	۱۳۶
۷۲	بیوی کے ساتھ رفق کرنے کی ایک صورت اس کو خوشحال اور آسودہ رکھنا، اس کی جائز خواہشات کو پورا کرنا ہے	۱۳۷
۷۳	بیوی کے ساتھ رفق ونرمی کی ایک صورت اس کی معقول بات کا سننا اور اس کی موافقت کرنا ہے	۱۳۸
۷۴	بیوی کے ساتھ رفق ونرمی کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ اگر وہ نافرمانی کرے تو بتدریج اصلاح کی کوشش کرے	۱۴۰
۷۵	بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی ایک صورت یہ ہے کہ اسکو طلاق نہ دے	۱۴۱

۷۶	رشتہ داروں کے ساتھ رفق ونرمی اور حسن سلوک	۱۴۳
۷۷	سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ رفق اور حسن سلوک	۱۴۶
۷۸	عام تعلقات میں رفق ونرمی اور حسن سلوک سے پیش آنا	۱۴۹
۷۹	حاکم کا رعیت کے ساتھ رفق ونرمی کی ہدایت	۱۵۰
۸۰	رعیت کا حاکموں کے ساتھ رفق ونرمی اور اچھا برتاؤ	۱۵۵
۸۱	تعلیم میں رفق ونرمی	۱۵۷
۸۲	تعلیم کا انداز اور طور وطریق حالات کے لحاظ سے عمدہ اور اچھا اختیار کرنا	۱۴۹
۸۳	معلم کو متعلم کے فائدہ پہنچانے کا خواہشمند ہونا چاہیے اگرچہ متعلم بے ادبی ہی کرے	۱۵۸
۸۴	بتدریج تعلیم دینا، تعلیم دینے میں مبتدی کی حالت کی رعایت کرنا اہم اور ضروری چیزوں کی تعلیم پر اکتفاء کرنا اور خوب اچھی طرح سمجھانا	۱۵۱
۸۵	تعلیم کے لئے بشاشت اور چستی کا وقت مقرر کرنا	۱۶۲
۸۶	معلم متعلم کو اچھے انداز سے رغبت اور شوق دلائے	۱۶۲
۸۷	کامیاب تعلیم وہی ہے جو سختی اور تکلیف وغیرہ سے خالی ہو	۱۶۲
۸۸	غلطی کرنے والے کو اس کی غلطی پر اس کو ذلیل کئے بغیر تنبیہ کرنا	
۸۹	طالب علم کے بار بار سوال کرنے پر صبر کرنا	۱۶۵
۹۰	غلطیوں کی اصلاح رفق ونرمی اور عمدہ اور بہتر طریقہ سے کرنا	۱۶۸
۹۱	طالب علم کیلئے ادب یہ ہے کہ سوال تہذیب اور ادب سے کرے اور معلم کو چاہئے کہ جواب اہتمام اور توجہ سے دے	۱۶۸
۹۲	بہت زیادہ اور بار بار سوالات کرکے استاد کو تنگ نہ کرے	۱۶۹
۹۳	وعظ ونصیحت کرنے میں نرمی برتنا	۱۷۱

۹۴	کمزور کے ساتھ رفق ونرمی اور شفقت کا برتاؤ	۱۷۵
۹۵	خادم	۱۷۵
۹۶	مریض	۱۷۹
۹۷	آفت زدہ اور مصیبت میں مبتلا شخص سے رفق ونرمی کرنا	۱۸۱
۹۸	دشمن	۱۸۲
۹۹	قیدی	۱۸۳
۱۰۰	مالی معاملات میں رفق ونرمی کرنا	۱۸۵
۱۰۱	معاملات میں رفق ونرمی کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ دوسرے سے حق وصول کرنے اور مطالبہ کرنے میں نرمی برتے	۱۸۷
۱۰۲	سخت مزاج شخص کے ساتھ رفق ونرمی کرنا	۱۸۹
۱۰۳	بے وقوف کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا	۱۹۱
۱۰۴	راہ گیروں کے ساتھ رفق کرنا	۱۹۲
۱۰۵	اپنے ساتھ کھانے والوں کے ساتھ رفق ونرمی کرنا	۱۹۳
۱۰۶	مردہ کے ساتھ رفق ونرمی	۱۹۴
۱۰۷	جانوروں کے ساتھ رفق ونرمی کرنا	۱۹۶
۱۰۸	جانوروں کی تکلیف وآرام کا خیال رکھنا	۱۹۷
۱۰۹	جانوروں کا خرچ اس کے مالک پر واجب ہے	۱۹۷
۱۱۰	جانوروں کو کھلانا پلانا گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے	۱۹۸
۱۱۱	جانوروں سے کام لینے میں رحم وکرم کا برتاؤ کرنا	۱۹۹
۱۱۲	جانوروں کو آپس میں لڑانے کی ممانعت	۲۰۱
۱۱۳	جانوروں کو چہرہ پر داغنے اور ان کے چہرے پر مارنے کی ممانعت	۲۰۱
۱۱۴	جانور کو ذبح کرتے وقت یا اس کو جان سے مارتے وقت رفق ونرمی اور خوش اسلوبی مطلوب ہے	۲۰۲
۱۱۵	جانوروں کو سزا دینے اور ستانے کی ممانعت	۲۰۳

تقدیم

مفسرِ قرآن حضرت مولانا سید **محمد غیاث الدین** صاحب مظاہری دامت برکاتہم
بانی وناظم دار العلوم مرکز اسلامی۔ الہ آباد
صدر فلاح العباد ٹرسٹ۔ الہ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین اسلام کی ہدایات ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہیں جو انسان کی زندگی کے تمام گوشوں اور اس کی تمام ضروریات کو حاوی اور شامل ہیں۔ چنانچہ کتاب وسنت میں جس طرح عبادات وطاعات کی تاکید کی گئی ہے اور اس پر زور دیا گیا ہے اسی طرح باہمی معاملات، معاشرت وسماجی اصلاحات اور حسن اخلاق کے برتنے اور بداخلاقی وکج خُلقی سے بچنے کی بھی سخت تاکید کی گئی ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان کو حقوق العباد قرار دے کر ان کا درجہ بہت بڑھا دیا گیا ہے کیونکہ حقوق العباد کا درجہ حقوق اللہ سے بھی بایں معنی بڑھا ہوا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں دونوں ہی کے حقوق پر مشتمل ہیں۔ مگر آج صورت حال یہ ہے کہ جو لوگ دین واخلاق اور عام انسانی شرافت و اقدار سے عاری اور اس کی ضرورت سے غافل ہیں ان کا تو خیر ذکر ہی کیا، جو لوگ اچھے خاصے تعلیمیافتہ، مہذب بلکہ دیندار وعبادتگذار بھی سمجھے جاتے ہیں ان کے نزدیک بھی ان اخلاقی تعلیمات واقدار کی وہ اہمیت نہیں ہے جو کتاب وسنت کی تصریحات کے مطابق ہے اور جس پر ایک بہترین انسانی سماج کی تشکیل منحصر ہے۔

حضور اکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاق" (مؤطا واحمد) (میں حسن اخلاق کو مکمل کرنے کیلئے

بھیجا گیا ہوں) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ ''مومن اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ پالیتا ہے جو رات بھر نفل نماز پڑھتے ہوں اور ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں'' (ابو داؤد) ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب سے وزنی جو چیز رکھی جائے گی وہ حسن اخلاق ہے'' (ترمذی وابوداؤد) اور ارشاد فرمایا کہ ''لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ'' (ترمذی)

حسن اخلاق ہی پر زور دیتے ہوئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تم میں سب سے زیادہ مجھے محبوب اور مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے'' (ترمذی)

اور بد اخلاقی کی مذمت اور اس سے پرہیز کرنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''تم میں سب سے زیادہ مجھے ناپسند اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ ہے جس کے اخلاق برے ہوں گے'' (مسند احمد، طبرانی، ابن حبان) ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ برا اخلاق عمل کو اسی طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو'' (طبرانی وبیہقی) ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ''بد خلقی نحوست ہے'' (مسند احمد، ابوداؤد)

پھر یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہئے کہ حسن اخلاق کی بنیاد جس پر ایک بہترین معاشرہ اور سماج کی تشکیل کا انحصار ہے یہ ہے کہ آدمی کو اس کا ہمہ وقت پاس ولحاظ بلکہ اہتمام ہو کہ کسی کو اس کی ذات اور بات سے اذیت اور تکلیف نہ پہنچے۔ چنانچہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''مسلمان وہ ہے کہ جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں'' (بخاری) اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اخلاق کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے ''هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ وَ بَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَ كَفُّ الْأَذٰى''، یعنی حسن اخلاق یہ ہے کہ خندہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرہ کے ساتھ ملاقات

کرے اور جو کچھ بھلائی نیکی اور سلوک کر سکتا ہو اس سے دریغ نہ کرے اور تکلیف و اذیت نہ پہنچائے (ریاض الصالحین ص ۲۷۴ بحوالہ ترمذی) اس کی مزید توضیح کے لئے یہ واقعہ بھی پیش نظر رہے جو امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ''اربعین'' میں نقل فرمایا ہے کہ ''ایک مرتبہ مامون رشید (خلیفہ عباسی) کو ایک واعظ نے کسی بات کی نصیحت سختی کے ساتھ کی تو مامون رشید نے واعظ سے کہا کہ ذرا نرمی سے نصیحت کیا کرو۔ دیکھو تم سے بہتر ناصح حضرت کلیم اللہ پیغمبر مجھ سے بدتر بندہ فرعون مصر کی جانب ناصح بنا کر بھیجے گئے اور ان کو اللہ تعالی کا حکم ہوا ''وَ قُوْلَا لَہٗ قَوْلاً لَّیِّناً'' کہ اے موسیٰ وہارون، فرعون سے نرمی کے ساتھ باتیں کرنا۔

بہر حال اس تفصیل سے جو اگرچہ مختصر ہے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ خوش اخلاقی، حسن سلوک اور خلق خدا کے ساتھ رفق ولین، لطف ومہربانی اور نرمی کا برتاؤ، موقع ومحل کی مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے، وہ چیز ہے جس کی اساس پر ایک بہترین اور خوشگوار معاشرہ کا وجود موقوف ہے اب یہ الگ بات ہے کہ یہی رفق ونرمی اور حسن سلوک اپنے چھوٹوں کے ساتھ شفقت ورحم دلی اور پیار وہمدردی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور برابر والوں کے ساتھ خیر خواہی وغمگساری، تعاون ونصرت، حمایت اور مدد کہلاتی ہے اور بڑوں کے ساتھ ہو تو اس کو تعظیم واحترام، ادب واکرام اور عزت و خدمت اور اخلاص ومحبت کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ وہ اسلامی وانسانی اقدار ہیں جن کی ہر زمانے میں ضرورت رہی ہے لیکن آج کی اس خالص مادہ پرستانہ دنیا میں اور مفاد پرستی، خود غرضی، اغراض پسندی سے آلودہ فضاء میں اس کی ضرورت شاید سب سے زیادہ اور سب سے پہلے ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں تقریری وتحریری، علمی وعملی جس نوع کی بھی اور جتنی بھی سعی وکوشش کی جائے

وہ عصر حاضر کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل کا ایک مبارک حصہ ہوگی۔

پیش نظر تالیف ''حسن سلوک سنت نبوی کے آئینہ میں'' بھی اسی اہم ضرورت اور مبارک کوشش کا ایک حصہ ہے جس کی زبان عام فہم اور سلیس ہونے کے باوجود اسلوب علمی واستدلالی ہے اور کتاب وسنت کی نصوص اور سلفؒ کے آثار واقوال سے مدلل ومزین ہے۔ اور مضامین کے مختلف عنوانات کے ذیل میں درج ہونے کی وجہ سے عام ذہنی سطح کے لوگوں کے لئے اس سے استفادہ مزید آسان ہوگیا ہے۔

بصمیم قلب دعا ہے کہ حق تعالیٰ کتاب کو قبول عام عطا فرمائیں اور اپنی بارگاہ عالی میں بھی اس کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور عزیزم مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ و عافاہ فی الدارین کو مزید علمی و دینی خدمات کی توفیق ارزانی فرماتے رہیں اور روز افزوں دینی ودنیوی ترقیات سے نوازتے رہیں۔ (آمین)

احقر سید محمد غیاث الدین غفرلہ

خادم دارالعلوم مرکز اسلامی۔ الہ آباد

فلاح العباد ٹرسٹ۔ الہ آباد

۲۵ / جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ۔ ۲۵ / مارچ ۲۰۱۷ء

شنبہ

تصدیر

استاذ گرامی پروفیسر شبیر احمد ندوی حفظہ اللہ تعالیٰ
سابق صدر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زندگی بہت ہی قیمتی چیز ہے، یہ اللہ کی دی ہوئی ایک عظیم الشان نعمت ہے یہ قابل قدر بھی ہے اور قابل صد شکر بھی اور اسی اعتبار سے وہ ذات بھی اہم ہو جاتی ہے جسے خالق کائنات زندگی کی دولت سے مالا مال کرتا ہے، گویا یہ اس کیلئے اشارۂ غیبی ہوتا ہے کہ اس کے وجود کا کوئی مقصد ہے اور قدرت اس سے کوئی نہ کوئی کام لینا چاہتی ہے، بالفاظ دیگر زندگی حرکت ونشاط کا نام ہے یا اقدام وعمل پیہم کی جلوہ آرائی ہے، ہر ذی حیات کا فرض بنتا ہے کہ وہ زندگی کو صرف رات اور دن کی آمد وشد کے آئینہ میں نہ دیکھے بلکہ اسے ہمیشہ اور ہر وقت جاری و ساری رہنے والے سر چشمۂ عمل کے فیضانِ مسلسل کی شکل میں دیکھے جس سے ایک عالم سیراب اور آسودہ ہوتا رہتا ہے اور ہر لمحہ باہم تعاون اور ہمدردی کا دروازہ کھلا رہتا ہے، جن لوگوں نے اس راز کو پالیا اور اس کی نزاکتوں کو سمجھ لیا وہ اپنے لئے بھی اور اپنے ہمسایہ اور ہم جنسوں کے لئے بھی فلاح وبہبود کا مرکز ومحور بنے رہے لیکن جن لوگوں کو اس حقیقت کا عرفان نہیں ہوسکا وہ وقت اور حالات کا شکار بنے رہے اور گمنامی کے پردے میں غائب ہوگئے۔

خوش رہنا اور دوسروں کو بھی خوش رکھنا ایک اعلیٰ قسم کی ہنر مندی ہے ساتھ ہی ایک نفیس طرز زندگی کی علامت بھی ہے، حدیث نبوی میں وارد ہوا کہ ہے مومن خوش مزاج اور شیریں اخلاق ہوتا ہے، ترش رو اور سرد مہر نہیں ہوتا۔

اسی طرح قرآن حکیم نے بھی ہادئ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت وتربیت اور اصلاح وسدھار کے میدان میں اتارتے ہوئے انہیں رؤف ورحیم اور بشیر ومبشر کے منصب عالی سے سرفراز فرمایا اور کامیاب زندگی کی طرف دعوت دیتے ہوئے شہادت کے طور پر ایک سرمدی اعلان یہ بھی فرمایا کہ "رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے" بیشک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ترسٹھ سالہ حیات طیبہ میں انسانی زندگی میں پیش آنے والے تمام ہی منظر ناموں کو اپنی ایک ایک ادائے کریمانہ میں سمیٹ لیا ہے، نتیجتاً زندگی کے اس بحر بیکراں سے میٹھے اور ٹھنڈے پانیوں کی بہت سی سبک خرام ندیاں نکلتی ہیں، جن سے اخوت ومحبت، ایثار وقربانی کے نہ جانے کتنے تیز رفتار دھارے پھوٹ کر نکلتے اور بہتے ہیں اور انسانیت وشرافت خوش اخلاقی وخوش مزاجی کی ہری بھری کھیتیوں کو سیراب وشاداب کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں جا بجا مومن کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ کہیں تفصیل سے اور کہیں اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے، ان اوصاف میں بڑوں کے ادب واحترام چھوٹوں پر شفقت شیریں سخنی، نرم مزاجی عفو ودر گذر، امداد وتعاون، تواضع وانکساری ایثار وقربانی بے غرضی اور خلوص ہمدردی اور خیر خواہی ادب وسلیقہ وقار وشائستگی، نظافت وپاکیزگی کو نمایاں طور پر بیان گیا ہے، اسی طرح چغلی وغیبت، کذب وافتراء، مکر وفریب، سازش وفساد، شراب نوشی، جوئے بازی، زنا کاری، الزام تراشی سے پرہیز اور ان سے بچنے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے، بلکہ یوں کہئے کہ پورے کا پورا قرآن حکیم ایک صالح معاشرہ کی تشکیل، ایک مثالی مومن کی تربیت اور اخلاق حسنہ کے محکم اصول وضوابط کی تعریف وتعارف سے بھرا ہوا ہے، سورۂ بنی اسرائیل کے ابتدائی رکوع اور سورۂ حجرات کی روشن آیات کریمہ کے علاوہ پورے قرآن میں اخلاق حسنہ اور حسنِ سلوک کے ایسے صدہا بلکہ ہزارہا ہیرے جواہرات جگمگا رہے ہیں جو آدم گری اور سیرت سازی کے سلسلہ میں بہت مفید اور معاون ہو سکتے ہیں ”اِنَّ القُرآنَ یَهْدِی لِلَّتِی هِیَ أَقْوَم“۔

اخلاق حسنہ اور عادات شریفہ انسانی زندگی میں جوہر کی حیثیت رکھتے ہیں یہ اوصاف جس قدر انسانوں میں پائے جائیں گے اسی قدر انسان بلند مرتبہ اور محترم المقام ہوگا اخلاق حسنہ سے بسا اوقات انسان وہ مقام حاصل کر لیتا ہے جو سخت ریاضتوں اور شبانہ روز کی عبادتوں سے حاصل ہوتا ہے، بجا طور پر اسلام اخلاقِ حسنہ کو ایمان کی پہچان اور اس کے نتائج و ثمرات بتاتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص ایمان کا تو دعوی کرتا ہے اور خدا کی عبادت کا بھی اہتمام کرتا ہے مگر اخلاق کی دولت سے محروم ہے اور اہل وعیال، اعزاء واقرباء دوست واحباب پڑوسی واہلِ

وطن اور ساری انسانی برادری حتی کہ جانوروں تک سے جو اس کا تعلق ہے اسے بحسن وخوبی انجام نہیں دیتا ہے تو یہ عملی ثبوت ہوگا اس بات کا کہ اس کا ایمان اس کی زبان سے اتر کر اس کے نفس کی گہرائیوں تک نہیں پہنچا ہے گویا کہ ہمارے اخلاق ہماری ایمانی حالت کی کسوٹی ہیں ہم اپنے اخلاق کے آئینہ میں اپنی روح کا عکس دیکھ سکتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی اس طرح کے مضامین بکثرت آئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو''۔

فرمایا: ''تم میں میرے سب سے پیارے اور مجھ سے سب سے قریب وہ ہیں جو تم میں خوش خُلق ہیں اور مجھے ناپسند اور قیامت میں مجھ سے دور وہ ہوں گے جو تم میں بداخلاق ہوں گے''۔

فرمایا: ''میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں''۔

فرمایا: ''اچھے خُلق کو ہی اسلام کہتے ہیں''۔

ارشاد نبوی ہے: ''انسان حسنِ خلق سے وہ درجہ پا سکتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر نماز پڑھنے سے ملتا ہے''۔

''قیامت کے ترازو میں حسن خُلق سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہ ہوگی''۔

مذکورہ احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اخلاق حسنہ اسلام کا بنیادی رکن ہے یہ رواداری کی چیز نہیں نہ ہی لذتِ کام ودہن کا سامان ہے بلکہ اس کے چھوٹے بڑے تمام اجزاء اور عناصر پوری انسانی زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں جن کی بدولت مومن کی بنی سنوری زندگی میں وہ غیر معمولی کشش اور وہ اتھاہ جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے کہ نہ صرف اہل اسلام بلکہ اسلام سے ناآشنا بندگان خدا بھی بے اختیار اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں۔

''حسنِ سلوک اور اخلاقِ حسنہ'' اسلامی ثقافت اور دینیات کا ایک اہم سنجیدہ اور بامقصد موضوع ہے، یہ پوری انسانی زندگی کو بھرپور انداز میں متاثر کرتا ہے اور نشان راہ کو متعین کرتا ہے،

اس موضوع پر بہت کچھ اور بہت تفصیل سے لکھنے اور بار بار لکھتے رہنے کی ضرورت ہے، اس میں شک نہیں کہ اس موضوع پر علماء اسلام اور دانشوروں نے خوب خوب لکھا ہے، عربی، اردو، ہندی، فارسی اور انگریزی میں ایک اچھا ذخیرہ اس موضوع پر موجود ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اس موضوع کو جو اہمیت مغربی مفکرین نے دی ہے وہ مشرقی علماء خصوصاً مسلمان اہل قلم نے توجہ نہیں دی ہے، زندگی کے کچھ اہم گوشے اب بھی توجہ کے منتظر ہیں، آج بھی ضرورت ہے کہ معاشرتی برائیوں اور ان کے برے اثرات پر مزید لکھا جائے اپنی مادری زبان اردو میں حقوق العباد، حلال روزی، چھوٹے بچے اور بچیوں کی پرورش اور تربیت، انسانیت نوازی، انسانی ہمدردی بغض وحسد، نفرت وکینہ سے دوری پر خوب لکھا جانا چاہئے، رہا مغربی علماء کا معاملہ تو انھوں نے بیشک اس میدان میں بڑا کام کیا ہے، بڑی باریک بینی اور بڑی ژرف نگاہی سے کام لیا ہے لیکن روح سے زیادہ جسم کی آرائش وآسائش کا انھوں نے خیال رکھا، برائیوں کی وحشت کو کم کرنے کے بجائے ایک طرح سے انھوں نے اس کی جانب مزید رغبت پیدا کی ہے، آج برائی برائی نہیں رہی، تہذیب وثقافت کا ایک خوبصورت اور پرکشش جلوہ گاہ بن گئی ہے۔

مغربی علماء کی زیادتی یہ رہی ہے کہ جب وہ خوش مزاجی اور خوش اخلاقی کی تبلیغ وتشریح کرتے ہیں تو اس کے ڈانڈے آوارگی، فحاشی اور اباحیت سے ملا دیتے ہیں شاید یہ مغربی تشریحات ہی کا نتیجہ ہے کہ شراب نوشی، قمار بازی، بے پردگی اور مرد وزن کا اختلاط اب آزاد معاشرہ میں کوئی معیوب بات نہیں رہی بلکہ گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کا تصور اور کلچر ایک پسندیدہ طرز حیات بن گیا ہے، جو خوب پھل پھول رہا ہے اور ترقی پسندی کی علامت بن گیا ہے حالانکہ اس کے مہلک نتیجے بھی برآمد ہو رہے ہیں لیکن روزمرہ کے ہوش رُبا اور روح فرسا واقعات ہمیں متنبہ اور بیدار کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔

ستم بالائے ستم یہ کہ دانایانِ فرنگ اور عقلائے یورپ نے اپنے زور قلم اور افتراء پردازی کے بل بوتے پر ہمیشہ ہی اسلام کی ایک مکروہ اور وحشت ناک تصویر پیش کرنے اور اس کے بھونڈے تصور کو عام کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی اس ایجاد بندہ پر اصرار بھی کیا ہے

چنانچہ اس طرح کے مکروہ اور دل آزار لٹریچر سے دفتر کے دفتر انھوں نے سیاہ کر ڈالے ہیں لیکن "وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ" اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا چاہے یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گذرے، اسلام کی روشنی، اخلاق کی شیرینی، اسلامی تعلیمات کی کیمیا اثری کا اثر چار دانگ عالم میں ظاہر ہو کر رہا ہے، اسلامی اخلاق کی صداقت نے مذکورہ مکروفریب کے دبیز پردے کو چاک کر دیا ہے، اسلام کا یہ دعوی بے جا نہیں ہے کہ وہ اقوام عالم کو اندھیرے سے روشنی کی طرف، غلامی سے آزادی کی طرف اور ظلم و ستم سے ہٹ کر عدل و انصاف کی طرف لے جانے کے لئے آیا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ بلالؓ وصہیبؓ، سلمانؓ وسالم مولیٰ ابوحذیفہؓ نہایت آزادی اور خوش دلی سے رؤساء مکہ ومدینہ کے درمیان اٹھتے بیٹھتے اور سرگرم عمل رہتے تھے۔ یہ اسلامی حسنِ سلوک کا ہی نتیجہ تھا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم "کل کے غلاموں کو آج ہمارے آقا" کے الفاظ سے خطاب کرنے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتے تھے۔

پیش نظر کتاب "**حسن سلوک سنت نبوی کی روشنی میں**" عصر حاضر کے شور وشغب میں خود غرضی اور مفاد پرستی کے ماحول میں نور بصیرت اور سرمۂ بصارت کی حیثیت رکھتی ہے، اس دور میں جب کہ یہ مضمون نظر انداز ہوتا جا رہا ہے اسکی اہمیت روز بروز فراموش ہوتی جا رہی ہے، سخت ضرورت ہے کہ اس کو پھر سے زندہ اور تازہ کیا جائے اور ایک طاقتور پیغام کی شکل میں اس کو گھر گھر پہنچایا جائے، یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ جس مضمون کی جتنی زیادہ تشریح اور توضیح کی ضرورت تھی اس سے اتنی ہی زیادہ غفلت برتی جا رہی ہے حالانکہ عمر کے مختلف مراحل کے اعتبار سے ہر خورد وکلاں پر یہ مضمون خوب اچھی طرح روشن ہونا چاہئے تھا اور ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہونا چاہئے تھا، مگر وہ ہمیشہ اور ہر دور میں پیچیدہ اور گنجلک ہی رہا۔

مولانا ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری گیسٹ لکچرر شعبہ عربی وفارسی الہ آباد یونیورسٹی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس (رطل گراں مایہ) کو عوام کی ضیافت کے لئے عام کر دیا ہے، اور پھر سے اس فراموش سبق کو یاد دلانے کی سعی مشکور

کی ہے، ہمیشہ کی طرح اس کتاب میں بھی انھوں نے عام فہم مضامین کے ساتھ، سادہ اور دلنشیں اسلوب میں، شیریں اور مؤثر زبان میں اسلام کے اخلاق حسنہ کی دلکش اور پرکشش تصویر کھینچ دی ہے۔

یہ کتاب تقریباً دوسو صفحات پر مشتمل ہے اور حسن سلوک کی ایک اہم شاخ رِفق یعنی نرمی وسہولت کے موضوع پر بڑی ہمدردی سے بحث کرتی ہے اور قاری کو دعوت وفکر عمل دیتی ہے۔ کتاب میں رِفق کی لغوی واصطلاحی تعریف وتشریح کے ساتھ اس کی شرعی حیثیت کی تعیین اور اس کے دائرۂ عمل سے متعلق تفصیلی گفتگو کی گئی ہے، زندگی کے نہ صرف امور ومعاملات میں بلکہ عبادات میں بھی رِفق یعنی نرمی اور سہولت کا حکیمانہ استعمال، اس کے دائرۂ اثر ونفوذ کو بیوی، بچوں اور والدین سے لیکر اعزاء واحباب ، رشتہ داروں ، پڑوسیوں اور مسافروں حتی کہ جانوروں تک وسیع کر دیا ہے، شرعی حیثیت سے سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں اس کے محل استعمال اور عمل کی نہایت دلنشین توضیح کی ہے کہ ''اِنَّ مَعَ العُسرِ یُسراً'' کی تصویر واضح ہوکر سامنے آگئی ہے، زندگی کے اس لطیف اور نازک پہلو کو مصنف نے نہایت آسان زبان میں ایک ہمدرد اور مخلص ساتھی کی طرح پیش کیا ہے اور ایک ماہر نفسیات کی طرح اس مسئلہ کو برتا اور سلجھایا ہے۔

موضوع کی انفرادیت اور ندرت ، پیشکش کی سادگی و پرکاری **مولانا محمد ضیاء الدین** کے انداز نگارش کی خوبی ہے۔ یہ چیز ان کی تمام ہی تصانیف میں پائی جاتی ہے، امید ہے کہ یہ کتاب ہر عمر کے قاری کے لئے مفید ہوگی اور اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے گا انشاء اللہ۔

واللہ الموفق والمعین

پروفیسر شبیر احمد ندوی
سابق صدر شعبہ عربی، لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ
خرم نگر، لکھنؤ Mob:7706802560

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین و امام المھتدین و قدوۃ الصالحین سیدنا و حبیبنا محمد بن عبد اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً، ورضی اللّٰہ عن أصحابہ الکرام أعلام الھدی و مصابیح الظلام و من تبعھم باحسان الی یوم الدین. أما بعد.

جناب رسالت مآب سرور کائنات نجات دہندۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق گرامی اور آپ کے اوصاف کریمانہ وحلیمانہ کی شہادت خود ذات باری تعالیٰ نے قرآن کریم میں دی ہے، ارشاد ہے: ''وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم''

کسی بھی شے سے محبت، عقیدت اور اس کی عظمت اور پھر اس کے نتیجہ میں پائی جانے والی چیز یعنی اس کی ہمہ جہت اطاعت، اتباع اور پیروی کا اصل محور اور مطمحِ نظر عام طور پر تین چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ایک مال وجاہ، دوسرے کمال وہنر اور تیسری حسن وجمال۔یہی وہ تین اشیاء ہیں جو کسی سے عشق ومحبت کا ذریعہ ہوا کرتی ہیں، یہ تینوں فخرِ موجودات علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ذات میں اس طرح پیوست اور داخل ہیں کہ چشم بینا تو اپنے اندر بینائی ہی رکھتا ہے لیکن وہ جو نور ایمان سے اپنے قلب کو ابھی منور نہیں کرسکا ہے اس کے دل میں بھی عالم فانی کے بنی نوع انسان کے باکمال وباصفات، نطق وگویائی میں ایک عالم کو مسحور کردینے

والے بنی آدم میں سے ایک سو لوگوں کا انتخاب کرنا چاہتا ہے تو اس کا قلم بھی اس پیکر حسن و جمال، اعلیٰ کمال وصفات اور اکمل جاہ وجلال رکھنے والے کے اسم گرامی سے پہلے کسی کا نام لکھ دینے کو بالکل آمادہ نہیں ہے اور اس نے ثبت کر دیا کہ سب سے اول اور سب سے اعلیٰ رسول عربی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات وبابرکات ہو سکتی ہے۔ فداہ قلبی وروحی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ سب کے لئے کھلا ہوا نمونہ ہے اور آپ کے ارشادات ایسی کھلی ہوئی کتاب ہے جس کی روشنائی کبھی مدھم نہیں ہو سکتی۔ آپ کے قلب اطہر اور مزاج گرامی میں سختی، درشتگی کا دور دور تک گذر نہیں، انسان تو بہر انسان ہے جانوروں تک سے آپ کے رفق ونرمی کا وہ بر تاؤ روز روشن کی طرح منور اور مجلّٰی ہے جس کی کوئی مثال آج تک نہ کوئی دے سکا ہے اور نہ دے سکے گا۔

زیر نظر رسالہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رِفق ونرمی، اخلاقِ کریمانہ اور حسنِ سلوک اور اس سلسلہ میں آپ کے ارشادات کو مرتب کر کے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اپنے لئے ذخیرۂ آخرت کی سعی۔

آخر میں اپنے تمام کرمفرماؤں کا شکریہ ادا کرنا واجب سمجھتا ہوں خاص طور سے حضرات والدین مکرمین فیوضہما واطال اللہ عمرہما کا جو میرے لئے مثل شمس وقمر ہیں، استاد محترم عالیجناب پروفیسر شبیر احمد ندوی سابق صدر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی جن کی سرپرستی ہمارے لئے باعث فخر ہے اور برادران عزیزانم مولانا سید محمد عماد الدین سعد مظاہریؔ ایم، اے۔ مولانا حافظ سید محمد راشد ایم، اے۔ مولانا حافظ سید محمد زید، مولانا حافظ سید محمد اشرف سلمہم اللہ تعالیٰ کا اور عزیز

بہنوں کا جو ہمہ وقت ہم سب کے لئے دعا گو رہتی ہیں اور رفیقہ ءحیات کا جن کی رفاقت میرے لئے حوصلہ افزا ہے اور بیٹے سید محمد حُریث ضیاء اور بیٹی فاطمہ میسرہ ضیاء، بھانجے سید محمد فوزان، سید محمد حسان، سید محمد عفان اور بھانجیوں کا جن کی معصومانہ حرکتیں روح و جسم کو تازگی بخشتی ہیں اور جامعہ کے اپنے احباب بالخصوص محترم ڈاکٹر فیروز اختر صاحب، محترم ڈاکٹر محمد عمر صاحب محترم ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب اور ڈاکٹر عابدہ خاتون کا جن میں سے ہر ایک اپنے اپنے میدان کا شہسوار ہے۔ اللّٰھم احفظنا من جمیع الشرور و الفتن۔

آپ کا مخلص دوست

محمد ضیاء الدین مظاہری

بن مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب

مظاہری دامت برکاتہم

۲۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رِفق کی تعریف

رفق کی لغوی تعریف اور تحقیق

''اَلرِّفْق '' ''راء'' کے کسرہ اور ''فاء'' کے سکون کے ساتھ۔ نرمی، مہربانی، آہستگی، لطف، لچک، خوش مزاجی، ہروہ چیز جس سے مدد لی جائے، حسنِ سلوک۔

''رِفق'' کی ضد ''اَلعُنُف'' ہے یعنی سختی، تشدد، سختی کا برتاؤ کرنا، تشدد کرنا۔

''رِفق''، فعل ثلاثی کا مصدر ہے۔ رَفِقَ یَرْفَقُ رفقاً (س) اور رَفُقَ یَرفُق رفقاً (ک) اور رَفَقَ یرفُقُ رفقاً (ن)۔

یہ فعل لازم ہے اور حرف جر کے ذریعہ متعدی بنایا جاتا ہے، جیسے ''رفق به، رفق له، رفق علیه'' مہربانی کا برتاؤ کرنا اور لطف ومہربانی سے پیش آنا۔

اور جب یہ ''ثلاثی مزید فیہ'' سے ہو تو اس وقت خود بھی متعدی ہوتا ہے اور حرف جر کے ذریعہ بھی ہوتا ہے، جیسے ''ارفقه، ترفق به'' مہربانی کا برتاؤ کرنا، نفع پہنچانا، شفقت ونرمی برتنا، ترس کھانا۔

اور جب کسی سے ''رفق'' یعنی مہربانی اور رحم کی درخواست کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے: ''رِفقا'' یعنی ''ارفق'' (مہربانی فرمائیے)۔ اس کا مصدر ''رفقا، مرفقاً، مِرفقاً، مَرفقاً'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ملاحظہ ہو: ''وَیُهَیِّئْ لَكُمْ مِنْ

اَمْرِکُمْ مِرْفَقاً'' (اور بنادے تمہارے واسطے تمہارے کام میں آرام) (سورۂ کہف:۱۶) یعنی آرام وراحت کا سامان۔

''الرافقة'' لطف ومہربانی، بہتر سلوک، کہتے ہیں: ''أولاه رافقة'' وہ اس کے ساتھ نرمی سے پیش آیا۔

''رفیق'' اور'' رافق'' مہربان، شفیق۔ یہ دونوں الفاظ حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ان اللہ رفیق یحب الرفق'' (بیشک اللہ تعالیٰ مہربان اور شفیق ہیں اور نرمی ومہربانی کو پسند فرماتے ہیں)۔

(مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، حدیث نمبر ۷۷(۲۵۹۳))

اور دوسرا ظہیر بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں مستعمل ہے۔ آپ کا قول ہے:

''لقد نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن امر كان بنا رافقاً'' (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو شفقت ومہربانی کی بناپر ایسے معاملہ سے منع فرمایا جو ہم کو لاحق تھا۔

(بخاری: کتاب الحرث والمزارعۃ (۲۳۳۹)۔ مسلم: کتاب البیوع ۱۱۴(۱۵۴۸))

رفق کی اصطلاحی تعریف

''رفق'' کا اصطلاحی معنی بھی لغوی معنی ہی کا مفہوم رکھتا ہے۔

(۱) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ رفق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لين الجانب بالقول والفعل والأخذ بالأسهل ،وهو ضد

العنف ‘‘(قول اور فعل میں نرمی کا پہلو اور آسان تر کو اختیار کرنا یہ عنف یعنی سختی کی ضد ہے)۔

ان تعریفات سے مندرجہ ذیل نتائج نمایاں طور پر اخذ ہوتے ہیں:

۱ رفق اعتدال کی راہ ہے۔

۲ رفق مل جل کر رہنے سہنے کا ذریعہ ہے۔

۳ رفق یعنی لطف و نرمی اور مہربانی کا شریفانہ برتاؤ ہے۔

۴ رفق جس طرح قول میں ہوتا ہے اسی طرح فعل و عمل میں بھی ہوتا ہے۔

۵ رفق زیادہ بہتر اور زیادہ آسان راہ عمل کو اختیار کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

رِفق کی مشروعیت، اس کے احکام اور سیرت نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام سے اسکے چند عملی نمونے

معاشرتی، معاملاتی اور سماجی زندگی میں رفق ونرمی، حسنِ سلوک اور اچھے برتاؤ کا دین اسلام میں کیا مقام ومرتبہ ہے اور کتاب وسنت کی تعلیمات میں اس کی کیا حیثیت اور کیا درجہ ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حدیث و سنت کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہوگی جس میں رفق ونرمی اور حسنِ سلوک نیز حسنِ معاشرت سے متعلق احادیث شریفہ مذکور نہ ہوں بلکہ اکثر اہم ترین اور بڑی کتابوں میں تو اس کے لئے مستقل باب (Chapter) قائم کر کے اس میں رفق ونرمی کے متعلق احادیث کو یکجا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الادب کے پینتیسویں باب کا عنوان یہ قائم کیا ہے: ''باب الرفق فی الامر کلہ '' (یعنی تمام معاملات میں نرمی کا برتاؤ کرنے کا بیان) اور اس کے تحت دو حدیثیں روایت فرمائی ہیں۔

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح مسلم میں رفق ونرمی کے سلسلہ کی احادیث نقل فرمائی ہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں ان احادیث کے لئے ''رفق ونرمی کی فضیلت کا بیان'' کا عنوان قائم فرمایا ہے۔(۱)

(۱) امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں احادیث مرتب فرمائی ہیں لیکن عنوانات نہیں قائم فرمائے ہیں۔ عنوانات امام نوویؒ نے قائم فرمائے ہیں۔

اسی طرح امام ابوداؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن کے ''کتاب الادب'' میں ''باب الرفق'' کا عنوان قائم فرمایا ہے۔

اسی طرح امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ترمذی میں ''کتاب البروالصلۃ'' کے اندر ''باب ماجاء فی الرفق'' کا عنوان قائم فرمایا ہے۔

اور امام ابن ماجہ نے بھی سنن ابن ماجہ میں ''باب الرفق'' کا مستقل باب قائم فرمایا ہے۔ اور ان سب ہی حضرات نے ان ابواب میں رفق سے متعلق بہت سی احادیث روایت فرمائی ہیں۔ اور بعض حضرات محدثین نے اگر ''رفق'' کی احادیث کا کوئی مستقل باب نہیں ذکر کیا ہے تو پھر ان کو مختلف ابواب کے تحت ذکر فرمایا ہے مثلاً سنن نسائی میں امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع میں ایک باب ''باب حسن المعاملة والرفق فی المطالبة'' کا عنوان قائم فرمایا ہے۔ اور کتاب آداب القضاۃ میں ''باب اشارة الحاكم بالرفق'' کا باب قائم کیا ہے اور ان میں رفق سے متعلق احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

اس تمہید کے بعد اب ہم رفق ونرمی اور حسن سلوک سے متعلق کچھ ایسی احادیث شریفہ درج کرتے ہیں جن میں شریعت اسلامیہ کے اندر اس کے مقام ومرتبہ کو واضح کیا گیا ہے اور اس کو ایک مومن کو اپنی زندگی میں اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے:۔

پہلی حدیث:

''ان اللّٰہ یُحِبُّ الرِّفْقَ فی الْاَمْرِ کلہ'' (بیشک اللہ تعالیٰ نرمی کو ہر

معاملہ میں پسند فرماتے ہیں)

(۱) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: استأذن رهط من اليهود على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا: "السام عليكم" فقالت عائشة: بل عليكم السام و اللعنة. فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا عائشة، "ان اللّٰه يحب الرفق فى الامر كله" قالت: ألم تسمع ماقالوا؟ قال: قد قلت: وعليكم"

(بخاری: باب الرفق (۶۰۲۴) ـ مسلم: باب النهی عن ابتدا اهل الکتاب بالسلام ۴:۱۷۰۶ (۱۰ـ۲۱۶۵))

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ یہود کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ ان لوگوں نے (السلام علیکم کے لام کو حذف کر کے) کہا: "السام علیکم" (یعنی تم پر موت ہو) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: بلکہ تمہارے ہی اوپر موت اور لعنت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عائشہ، بیشک اللہ تعالیٰ رفق ونرمی کو ہر معاملہ میں پسند فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا: کیا آپ نے سنا نہیں کہ ان لوگوں نے کیا کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور میں نے بھی تو کہا کہ "تم پر بھی"۔

ایک روایت میں ہے کہ "مهلا يا عائشة عليك بالرفق و اياک و العنف و الفحش" چھوڑو عائشہ، تم پر تو نرمی ہی لازم ہے، تم سختی اور فحش سے پرہیز کرو۔ (بخاری: باب لم یکن النبی فاحشاً.....(۶۰۳۰))

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ "يا عائشة ان اللّٰه رفيق يحب

الرفق فی الامر کلہ "اے عائشہ، بیشک اللہ تعالیٰ نرمی برتنے والے ہیں اور نرمی کو ہر معاملہ میں پسند فرماتے ہیں۔ (بخاری: باب اذا عرض الذمی أوغیرہ...(۶۹۲۷))

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے محبت فرماتے ہیں جو اپنے تمام معاملات اور حالات میں سب لوگوں کے ساتھ یہاں تک کہ دشمنوں اور مخالفین کے ساتھ بھی رفق ونرمی نیز حسن سلوک کا معاملہ کرے چنانچہ جس طرح رفق اور نرمی کا برتاؤ کرنا اپنوں کے ساتھ مطلوب ہے اسی طرح غیروں کے ساتھ بھی مطلوب ومحمود ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحم وکرم کے پیکر ہیں اپنے اصحاب کرام کو رفق ونرمی اور حسن سلوک کا برتاؤ کرنے کی تربیت فرمارہے ہیں اورام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسے بدترین اور بد اخلاق قوم یہود کے ساتھ بھی جن کی زبان سے موت کی بددعا جیسی تکلیف دہ بات سن رہی تھیں نہ صرف رفق ونرمی کا برتاؤ کرنے کا حکم فرمارہے ہیں بلکہ ان کو ان ہی کے غیر شریفانہ انداز میں ترکی بہ ترکی جواب دینے سے منع فرمارہے ہیں۔ تاکہ یہ نرمی کا برتاؤ اور حسن سلوک اسلامی معاشرت کا ایک بلند نمونہ قرار پاکر ایک مسلمان کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کردے۔ مگر افسوس کہ آج مسلمان حسنِ اخلاق کے بجائے اپنی بد اخلاقی کا نمونہ بنا ہوا ہے۔

دوسری حدیث:

"ان اللہ رفیق یحب الرفق، ویعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف و مالا یعطی علی ما سواہ"

بیشک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والے ہیں نرمی کرنے کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی وشفقت کرنے پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو تشدد اور سختی کرنے پر نہیں دیتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں پر نہیں عطا فرماتے۔

(۲) ''عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها ان رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال : ''یا عائشة ، ان اللّٰہ رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف ، و مالا یعطی علی ما سواہ'' (مسلم: باب فضل الرفق۔۷۷(۲۵۹۳))

اے عائشہ، بیشک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والے ہیں نرمی کرنے کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی وشفقت کرنے پر وہ انعام عطا فرماتے ہیں جو تشدد اور سختی کرنے پر نہیں دیتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں پر بھی نہیں عطا فرماتے ہیں۔

(۳) عن عبد اللّٰہ بن مغفل رضی اللّٰہ تعالی عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال : ان اللّٰہ عز و جل رفیق یحب الرفق و یعطی علیه مالا یعطی علی العنف''

عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ عز وجل نرمی فرمانے والے ہیں نرمی کرنے کو پسند فرماتے ہیں اور اس پر وہ کچھ انعام عطا فرماتے ہیں جو سختی کرنے پر نہیں دیتے۔ (احمد وابوداؤد: کتاب الادب باب فی الرفق (۴۸۰۷))

(۴) ''عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالی عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال : ان اللّٰہ رفیق یحب الرفق و یعطی علیه مالا یعطی

علی العنف"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والے ہیں اور نرمی کرنے کو پسند فرماتے ہیں اور اس پر وہ کچھ عطا کرتے ہیں جو سختی کرنے پر نہیں عطا فرماتے۔

(ابن ماجہ وابن حبان باسناد حسن: باب فی الرفق (۳۶۸۸) ابن حبان: (۲:۳۰۹_۵۴۹)

(۵) "عن علی بن أبی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف"

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: بیشک اللہ تعالیٰ رفیق ہیں رفق کو پسند فرماتے ہیں اور رفق پر وہ عطا ونوازش فرماتے ہیں جو عنف یعنی سختی کرنے پر نہیں دیتے۔

(۶) "عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والے ہیں نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی پر وہ عطا فرماتے ہیں جو سختی پر نہیں دیتے۔

(مختصر الزوائد، مسند البزار: ۲:۱۹۰،۱۹۱ (۱۶۷۱_۱۶۷۳))

(۷) عن خالد بن معدان عن أبیہ عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم قال : ان اللّٰہ عز و جل رفیق یحب الرفق و یرضاہ و یعین علیه مالا یعین علی العنف...''

حضرت خالد بن معدان اپنے باپ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نرمی فرمانے والے ہیں، نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور اس سے راضی ہوتے ہیں اور اس پر مدد فرماتے ہیں جو کہ سختی کرنے پر نہیں فرماتے۔

(طبرانی، معجم الکبیر: ۲۰: ۳۶۵ (۸۵۲)

(۸) عن أبی امامة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم : ان اللّٰہ عز و جل یحب الرفق و یرضاہ و یعین علیه مالا یعین علی العنف''

بیشک اللہ عزوجل نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور اس سے راضی ہوتے ہیں اور اس کی مدد فرماتے ہیں جو کہ سختی کرنے پر نہیں فرماتے ہیں۔

(طبرانی، معجم الکبیر: ۸: ۹۵ (۷۴۷۷) قال الہیثمی: فیہ صدقۃ بن عبداللہ السمین، وثقہ ابوحاتم الرازی، وضعفہ الجمھور، وبقیۃ رجالہ ثقات۔ (مجمع الزوائد: ۸: ۱۹)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''معنی یعطی علی الرفق'' أی یثیب علیه مالا یثیب علی غیرہ ''(''نرمی کرنے پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ اس پر وہ ثواب عطا کرتے ہیں جو دوسری چیزوں پر نہیں دیتے) (شرح مسلم: ۱۴۵۱۶)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:'' معناہ یتأتی به من الأغراض و یسهل من المطالب مالا یتأتی بغیرہ ''اس کے معنی یہ ہیں

کہ اس کے ذریعہ وہ اغراض و مقاصد ایسی آسانی سے حاصل کر دیتے ہیں کہ ایسی آسانی اور سہولت سے اس کے بغیر نہیں حاصل ہو پائے۔ (مصدر السابق)

ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی نے اپنے قول میں ان سابقہ دونوں اقوال کو جمع فرما دیا ہے وہ فرماتے ہیں:

"یعطی علیه :ای فی الدنیا من الثناء الجمیل ، و نیل المطالب و تسهیل المقاصد و فی الآخرة من الثواب الجزیل"

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ایسے شخص کو ثنائے جمیل، مطالب اور مقاصد کو بہ سہولت عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں ثواب جزیل عطا فرماتے ہیں۔

(عون المعبود: ۱۳:۱۱۲)

تیسری حدیث:

"ان الرفق لا یکون فی شئی الا زانه و لا ینزع من شئی الا شانه"

(رفق جس چیز میں ہوتا ہے اس کو زینت بخشتا ہے اور جس سے رفق نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے)

(۹) "عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال : ان الرفق لا یکون فی شئی الا زانه و لا ینزع من شئی الا شانه"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رفق جس کے اندر ہوتا

ہے اس کو زینت بخشتا ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔
(مسلم: باب فضل الرفق، حدیث ۷۸ (۲۵۹۴))

اور ایک روایت میں ہے کہ ''ركبت عائشة بعيراً فكانت فيه صعوبة فجعلت تردده، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم عليك بالرفق، فان الرفق ... الى أخره''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اونٹ پر سوار ہوئیں تو اس میں کچھ دشواری ہوئی تو........ اسکو کرنے لگیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ نرمی کرو۔ نرمی کی عادت جس میں ہوتی ہے اس کو آراستہ کر دیتی ہے... آخر تک۔

(مسلم: باب فضل الرفق ۱-۷۹ (۲۵۹۴))

اور مقدام ابن شریح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ''سألت عائشة عن البداوة'؟ فقالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبدوا الى هذه التلاع و انه اراد البداوة مرةً فارسل الى ناقة محرمة من ابل الصدقة فقال لى: يا عائشة ارفقى، فان الرفق لم يكن فى شئى قط الا زانه و لا تنزع من شئى قط الاشانه''

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ''بداوۃ'' (بدوی زندگی، دیہاتوں کی طرف تفریحاً نکلنا) کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جھرنوں کی طرف تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادیہ کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تھا تو آپ نے میرے پاس صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک ایسی اونٹنی بھیجی جس پر ابھی تک

سواری نہیں کی گئی تھی اور فرمایا: عائشہ، نرمی برتنا، نرمی جب بھی کسی چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت دیتی اور جب بھی کسی چیز سے نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔ (ابوداؤد: کتاب الادب۔ باب فی الرفق (۴۸۰۸)۔ ابن حبان (۵۵۰))

اور امام احمد نے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: ”یا عائشة علیک بتقوی اللہ عز و جل و الرفق ، فان الرفق لم یک فی شئی قط الا زانه و لم ینزع من شئی قط الا شانه“۔

عائشہ، اللہ عزوجل کا تقویٰ اور نرمی لازم پکڑو، کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت عطا کرتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔ (الاحسان: ۲: ۳۱۰ (۵۵۰))

(۱۰) عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال : ما کان الرفق فی شئی الا زانه و لا کان الفحش فی شئی قط الا شانه“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسکو زینت عطا کرتی ہے اور فحش جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔

اور بزار نے اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے: ”ما کان الرفق فی شئی قط الا زانه و لا کان الخرق فی شئی الا شانه و ان اللہ رفیق یحب الرفق“

جس چیز میں رفق ہوتی ہے اسکے اندر زینت دیتی ہے اور جس میں جہالت اور حماقت ہوتی ہے وہ اس کو عیب دار کر دیتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ رفیق

ہیں رفق کو پسند فرماتے ہیں۔ (مختصر زوائد مسند البزار:۲:۱۹۰(۱۶۷۲))

ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رفق ونرمی، شفقت ومہربانی اور حسن سلوک سے معاشرت میں آراستگی اور خوشگواری پیدا ہوتی ہے اور معاملات میں سہولت وآسانی حاصل ہوتی ہے۔ اسکے برخلاف سختی اور تشدد سے معاملات بگڑ جاتے ہیں۔

چوتھی حدیث:

"من یحرم الرفق یحرم الخیر" (جو شخص نرمی سے محروم ہوتا ہے وہ بھلائی سے محروم ہوتا ہے)

(۱۱) عن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من یحرم الرفق یحرم الخیر"

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص رفق نرمی، مہربانی سے محروم کردیا جاتا ہے وہ بھلائی سے محروم کردیا جاتا ہے۔

(بخاری فی ادب المفرد:۱:۱۵۵(۴۶۳) مسلم باب فضل الرفق:۴:۱۵۷(۲۵۹۲))

(۱۲) عن أم الدرداء عن أبی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من أعطی حظہ من الرفق فقد أعطی حظہ من الخیر و من حرم عظہ من الرفق فقد حرم حظہ من الخیر"

حضرت ابوالدرداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو نرمی، مہربانی اور شفقت سے اس کا حصہ دیا گیا تو اس کو اس کی بھلائی کا حصہ دیا گیا اور جو شخص نرمی وشفقت کے اپنے

حصہ سے محروم کیا گیا وہ بھلائی کے اپنے حصہ سے محروم کیا گیا۔

(ترمذی: باب ماجاء فی الرفق (۲۰۱۳))

اور امام احمدؒ نے اس روایت کی تخریج ان الفاظ سے کی ہے: "من اعطی حظه من الرفق اعطی حظه من الخير ، و ليس شئی أثقل فی الميزان من الخلق الحسن' '(جس شخص کو نرمی سے اس کا حصہ دیا گیا تو اسکو بھلائی سے اس کا حصہ دیا گیا اور میزان عمل میں حسن اخلاق سے وزنی کوئی چیز نہیں ہے۔ (مسند: ۶: ۴۵۱)

بخاری نے ادب المفرد میں ان الفاظ سے اسکو نقل کیا ہے: "من أعطی حظه من الرفق فقد أعطی حظه من الخير ، و من حرم حظه من الرفق فقد حرم حظه من الخير أثقل شئی فی ميزان المومن يوم القيامة حسن الخلق ، و ان الله ليبغض الفاحش البذئ"

جس شخص کو نرمی سے اس کا حصہ دیا گیا اس کو خیر سے اس کا حصہ دیا گیا اور جو نرمی میں سے اپنے سے حصہ محروم کر دیا گیا وہ خیر کے اپنے حصہ سے محروم کر دیا گیا۔ قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن اخلاق سب سے زیادہ وزنی ہوگا اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بے ہودہ گو کو دشمن رکھتے ہیں۔

(ادب المفرد: ۱: ۵۵۲ (۴۶۴))

(۱۳) عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها أن النبی صلی الله عليه وسلم قال : انه من أعطی حظه من الرفق فقد أعطی حظه من خير الدنيا والآخرة و صلة الرحم و حسن الخلق و حسن الجوار يعمران الديار و يزيدان فی الاعمار"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص جس کو رفق اور نرمی میں سے اس کا حصہ مل گیا تو اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی میں سے اس کا حصہ دیا گیا۔ صلہ رحمی، حسن اخلاق اور پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک کرنا یہ دونوں گھروں کو آباد کرتے اور عمروں کو بڑھاتے ہیں۔ (مسند:۶:۱۵۹)

اس روایت میں تین چیزیں بیان کی ہیں:

''صلة الرحم''

''وحسن الخلق''

''وحسن الجوار''

لیکن اس کی خبر جو جمع ہونی چاہیے تھی تثنیہ لائی گئی ہے، شاید طباعت کی غلطی ہو اس لئے کہ اصل روایت میں یہ نہیں ہے۔ امام منذریؒ نے اس کو اس طرح نقل کیا ہے: ''و صلة الرحم و حسن الجوار أو حسن الخلق يعمران الديار و يزيدان فی الأعمار ''حسن جوار یا حسن خلق'' و'' یعنی ''اور'' کے بجائے ''او'' یعنی ''یا'' ہے۔ اور بعض روایتوں میں ''و حسن الخلق و صلة الرحم و حسن الجوار يزدن فی الاعمار و يعمرن الديار'' کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی فعل بجائے تثنیہ کے جمع کے صیغے کے ساتھ آیا ہے۔

ان احادیث سے رفق کی فضیلت اور اس پر زندگی کے ہر موڑ پر عمل کرنے کی ترغیب معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ رفق و نرمی، شفقت و مہربانی اور حسن سلوک دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں ہر خیر اور بھلائی کے حاصل ہونے کا ذریعہ اور سبب ہے۔

پانچویں حدیث:

''الرفق يمن ، والخرق شؤم''(رفق ونرمی کرنا برکت ہے اور جہالت وحماقت کرنا نحوست ہے)

(۱۴) عن ابی مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم '' الرفق يمن الخرق شؤم''

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رفق برکت ہے اور جہالت وحماقت نحوست ہے۔

(طبرانی،معجم الاوسط ۵۷۵ (۴۰۹۹))

چھٹی حدیث:

''ان اللّٰه اذا أراد بأهل بيت خيراً دلهم على باب الرفق''

(بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والوں پر بھلائی کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو انہیں رفق ونرمی کے دروازہ کی طرف رہنمائی فرمادیتے ہیں)

(۱۵) عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها أنها قالت : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : ''یاعائشة ارفقی، فان اللّٰه اذا أراد بأهل بيت خيراً دلهم على باب الرفق''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ، رفق کرو، اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والے پر بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو انہیں رفق ونرمی کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''اذا أراد اللّٰہ عز وجل باھل بیت خیراً دخل علیھم الرفق ''(جب اللہ عز وجل کسی گھر والے پر خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو ان سب لوگوں پر رفق مہربانی داخل فرما دیتے ہیں)

(ان دونوں روایتوں کی تخریج امام احمد نے کی ہے۔ مسند: ۶:۷۱ ۱۰۴۰)

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت کے راوی صحیح کے رجال ہیں۔ (مجمع الزوائد: ۱۹۸)

(۱۶) عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال : اذا اراد اللہ بقوم خیراً دخل علیھم الرفق''

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان پر رفق ونرمی داخل فرما دیتے ہیں۔

(بزار، مختصر زوائد، مسند البزار ۲:۱۹۱(۱۶۷۵))

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی صحیح کے ہیں (مجمع الزوائد: ۸:۱۹) اور امام منذری احمد اور بزار دونوں روایتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے راوی صحیح کے ہیں (ترغیب ۴۱۶۳) علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بزار کے اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔

(مختصر الزوائد: ۲:۱۹۱)

(۱۷) عن جریر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال : ان اللّٰہ عز و جل لیعطی علی الرفق مالا یعطی علی الخرق و اذا أحب اللّٰہ عبداً أعطاہ الرفق . ما من أھل

بیت یحرمون الرفق الا قد حرموا"

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ عزوجل رفق ونرمی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو جہالت اور حماقت کرنے پر نہیں دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو رفق کی دولت عطا فرماتے ہیں۔ کوئی گھر والے ایسے نہیں ہیں جو رفق سے محروم ہوں۔ مگر یہ کہ وہ لوگ محروم ہی کردئے گئے ہوں۔ (طبرانی، معجم الکبیر ۲:۳۰۶ (۲۲۷۴)) علامہ ہیثمی نے فرمایا اس کے رواۃ ثقہ ہیں۔

(۱۸) عن عبد اللّٰہ ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "ما اعطی أھل بیت الرفق الا نفعھم"

جس گھر والے کو رفق کی دولت عطا کی گئی اس نے اس کو نفع دیا۔

(طبرانی، معجم الکبیر ۱۲: ۳۳ (۱۳۲۶۱))

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے ابراہیم بن حجاج شامی کے اور یہ ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ۸:۱۹)

یہ سب احادیث مبارکہ یہ بتلاتی ہیں کہ رفق جس گھر میں ہو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گھر والوں سے محبت فرماتے ہیں اور ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ رفق ان کے دلوں میں داخل فرمادیتے ہیں تو وہ لوگ رفق ونرمی کے ساتھ لوگوں سے بات چیت اور معاملہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اسی کی دعوت دیتے ہیں۔ جس شخص کو رفق کی عادت نصیب ہوجاتی

ہے اسکو بھلائی اور خیر کی کنجیاں مل جاتی ہیں اور جو اس سے محروم رہتا ہے وہ بہت بڑے خیر سے محروم رہتا ہے۔

ساتویں حدیث:

''ارفق یا انجشة'' (اے انجشہ، نرمی برتو)

(۱۹) عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی مسیر له، فحدا الحادی، فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم :ارفق یا أنجشة ویحک با لقواریر''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے، ایک حدی پڑھنے والے نے حدی پڑھی (حدی ایک قسم کا شعر ہے جس کے پڑھنے سے اونٹ اپنی رفتار تیز کر دیتا ہے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انجشہ، شیشوں کے ساتھ نرمی برتو، تیرا برا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو شیشہ سے تشبیہ دی اور ان کے ساتھ نرمی کرنے کی وصیت فرمائی کیونکہ اونٹوں کی تیز رفتاری سے عورتوں کو تکلیف ہوتی۔

(بخاری : باب المعاریض، مندوبة عن الکذب (۶۲۰۹) مسلم : باب الرحمة النبیؐ للنساء ۴-۱۱-۱۱۰ (۲۳۲۳))

(۲۰) عن ام سُلیم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما أنها کانت مع نساء النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و هذا یسوق بهن سواق فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم : یاانجشة رویدک سوقک با لقواریر''

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی ازواج کے ساتھ تھیں اور ایک اونٹوں کا چلانے والا ان کو لیکر چل رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجشہ، شیشوں کے ساتھ (سواریوں کو) آہستہ چلاؤ۔ (مسند احمد:۶:۳۷۶)

حدیث شریف میں عورتوں کے ساتھ خاص طور سے نرمی اور مہربانی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ان کے ساتھ رحمت وشفقت کا معاملہ کرنے کو کہا گیا کہ کہیں اونٹوں کے تیز چلنے سے ان کو تکلیف نہ ہو یا وہ سواری سے گر نہ پڑیں۔

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ان القوارير هنا كناية عن النساء الذين على الابل أمره بالرفق فى الحداء و الانشاد ، لان الحداء يحث الابل حتى تسرع السير ، فاذا مشيت الابل رويداً أمن على النساء السقوط''

(یہاں پر قواریر ان عورتوں سے کنایہ ہے جو اونٹ پر سوار ہوں اوراشعار پڑھنے میں نرمی اور آہستگی کا حکم اسلئے دیا کہ ''حداء'' (اشعار پڑھنے) سے اونٹ تیزی سے چلتے ہیں اور جب اونٹ اعتدال کی رفتار سے چلیں گے تو عورتیں گرنے سے محفوظ رہیں گی) (شرح صحیح البخاری لابن بطال:۹:۳۲۴)

آٹھویں حدیث:

''من ولى من أمر أمتى شيئاً فشق عليهم ، فا شقق عليه و من ولى من أمر أمتى شيئاً فرفق بهم فارفق به''

(جس شخص کو میری امت کا کوئی معاملہ سپرد ہو اور وہ لوگوں کو مشقت اور

پریشانی میں ڈالدے تو آپ بھی اس پر مشقت اور پریشانی ڈالدیں۔ اور جس شخص کو میری امت کا کوئی معاملہ سپرد ہو اور اس نے لوگوں کے ساتھ نرمی برتی تو اس کے ساتھ آپ بھی مہربانی اور نرمی کریں)

(۲۱) ''عن عائشة قال: سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في بيتي هذا: اللّٰهم من ولي من أمر أمتي شيئاً فشق عليهم فاشقق عليه، ومن ولي من أمر أمتي شيئاً فرفق بهم فارفق به''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اس گھر میں کہتے ہوئے سنا کہ: اے اللہ، جس شخص کو میری امت کا کوئی معاملہ سپرد ہو اور وہ لوگوں پر سختی کرے تو آپ بھی اس پر سختی فرمایئے۔ اور جس کو میری امت کا کوئی معاملہ سپرد ہو اور وہ لوگوں سے نرمی کا معاملہ کرے تو آپ بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں۔

(احمد: مسند احمد: ۶: ۹۳۔ مسلم: باب فضیلة الامام العادل: ۳: ۱۴۵۸۔ ۱۹ (۱۸۲۷) ابن حبان فی الاحسان: ۲: ۳۱۳ (۵۵۳))

اس حدیث میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی برتنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ جو شخص اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی اور آسانی کا معاملہ نہیں کرے گا تو اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعاء ہے کہ اے اللہ، تو بھی ایسے انسان پر مہربانی اور نرمی نہ فرما۔ ظاہر ہے کہ اس شخص سے زیادہ بد نصیب کون ہوگا جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی بد دعا ہو۔ اور جس نے اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی اور رحم کا برتاؤ کیا تو اسکے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ، تو بھی اسکے ساتھ مہربانی اور رحم وکرم کا معاملہ فرما۔ اب

ظاہر ہے کہ اس شخص سے زیادہ خوش نصیب بھی کون ہوگا جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت اپنے آغوش میں ڈھانپ لے۔

نویں حدیث:

''ان هذا الدين متين فأوغلوا فيه برفق ''(بیشک یہ دین مضبوط ہے لہذا اس میں خوب نرمی اور سہولت برتو)

(۲۲) ''عن جابر رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال: ان هذا الدين متين فأوغلوا فيه برفق و لا تُبَغِّض الى نفسك عبادةَ الله، فان المُنبَتَّ لا أرضاً قطع و لا ظهراً أبقى''

بیشک یہ دین مضبوط ہے لہذا اس میں خوب نرمی اور سہولت برتو اور اللہ کی عبادت کو اپنے لئے مبغوض وناپسندیدہ نہ بناؤ اس لئے کہ جو شخص اپنی سواری کو ہلاک کردیتا ہے نہ وہ کسی زمین کا سفر طے کرسکتا ہے اور نہ کوئی سواری زندہ رکھ سکتا ہے یعنی وہ اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

حدیث شریف میں عبادت کی ادائیگی میں رفق ونرمی اور سہولت وآسانی کا طریقہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور عبادت میں غلو کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اسلام آسانی لے کر آیا ہے، مشقت اور دشواری لے کر نہیں آیا ہے اور نہ غلو اور تکلف لے کر آیا ہے تو پھر سلامتی کی راہ اس کی پیروی کرنے اور اس راہ پر قائم رہنے میں ہے۔

ان احادیث سے اجمالی طور پر درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:۔

۱ رفق ونرمی ایک ایسی اچھی عادت ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔

۲ رفق ونرمی کا برتاؤ کرنا ہر چیز میں مطلوب ہے۔

۳ رفق قول اور فعل دونوں میں ہونا چاہئے۔ یعنی گفتگو اور بات چیت میں نرمی اور خوش اخلاقی کرے اور فعل عمل میں سہولت اور آسانی اختیار کرے۔

۴ رفق کرنے پر اللہ تعالیٰ وہ جزاء اور ثواب عنایت فرماتے ہیں جو اس کے نہ کرنے پر نہیں عطا فرماتے۔

۵ رفق کرنے کا نفع دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں رفق کرنے والے کو مل جاتا ہے۔

۶ رفق کے ذریعہ انسان ایسے بہت سے فائدے حاصل کر پاتا ہے جو رفق کے علاوہ دوسرے طریقوں سے نہیں حاصل کر سکتا۔

۷ رفق ونرمی سے معاملات میں زینت اور حسن وخوبی آتی ہے اور اس کے برخلاف تشدد اور سختی سے معاملات خراب ہوتے ہیں۔

۸ رفق ونرمی آپس میں میل ملاپ اور حصول مقصد کا ایک بہترین وسیلہ ہے۔

۹ رفق سب کا سب خیر ہی خیر ہے اور جو شخص اس سے محروم ہے وہ بہت بڑے خیر سے محروم ہے۔

۱۰ گھر والوں کا آپس میں رفق و مہربانی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر والوں کے ساتھ بھلائی اور خیر کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔

۱۱ رفق و نرمی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے بندوں تک لطف و کرم سے پہنچنے کا راستہ ہے۔

۱۲ رفق و نرمی اور سہولت و آسانی عبادات کے اندر بھی مطلوب ہے۔

سیرت نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام میں رفق کی چند جھلکیاں

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم ''(اور بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں)۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کاملہ کے ہر شعبہ میں عظیم الشان مقام ومرتبہ پر فائز ہیں۔

آپ عظیم ہیں اپنے حلم وبردباری اور درگذر میں۔

آپ عظیم ہیں اپنے لطف وکرم اور جود وسخاوت میں۔

آپ عظیم ہیں اپنی رأفت ورحمت اور شفقت ومہربانی میں۔

آپ عظیم ہیں اپنے حسن معاشرت میں۔

آپ عظیم ہیں اپنے رفق ونرمی اور حسن سلوک میں۔

اور پھر آپ کے حسن اخلاق کا برتاؤ آپ کے انداز گفتگو میں بھی ہے، آپ کے اقوال وافعال میں بھی ہے اور آپ کے تمام حالات میں ہے۔

ذیل میں آپ کے اخلاق کریمانہ کی کچھ جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں:۔

خطا کاروں اور قصورواروں کی فہمائش کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفق ونرمی کا سلوک

''عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبابا و لا فحاشا و لا لعانا ، کان یقول لاحد ناعندالمعتبة : مالہ ، ترب جبینہ''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بدکلام تھے نہ فحش گو تھے اور نہ ہی لعنت کرنے والے تھے۔ ہم میں سے کسی کو سرزنش کے وقت فرماتے: اس کو کیا ہو گیا، اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

(بخاری: باب لم یکن النبیؐ فاحشاً... (۶۰۳۱)

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا قال : صنع ا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً فترخص فیہ، فتنزہ عنہ قوم . فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخطب فحمد اللہ ثم قال : ما با ل أقوام یتنزھون عن الشئی اصنعہ فوا للہ انی لأ علمھم با للہ و أشدھم لہ خشیة ''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو کیا اور اس میں رخصت پر عمل فرمایا، کچھ لوگوں نے اس پر (عمل کرنے) سے پرہیز کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اس چیز سے

پرہیز کرتے ہیں جو میں کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم بیشک میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں، اور میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(بخاری: باب من لم یواجہ الناس بالعتاب (٦١٠١) مسلم: کتاب الفضائل (٢٣٥٦))

عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان نفراً من أصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سألوا أزواج النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم عن عملہ فی السر فقال بعضهم ، لا أتزوج النساء ، وقال بعضهم : لا آکل اللحم ، و قال بعضهم لا أنام علی فراش ، فحمد اللّٰہ و أثنی علیہ ، فقال : "مابال أقوام قالوا کذا و کذا . لکننی اصلی و أنام و أصوم و أفطرو اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے اندرون خانہ آپ کے عمل کے بارے میں دریافت کیا۔ تو ان اصحاب میں سے بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا۔ بعض نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا۔ بعض نے کہا: میں بستر پر نہیں سوؤں گا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ اس اس طرح کہتے ہیں۔ لیکن میں تو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں۔ جو شخص میری سنتوں سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(بخاری: کتاب النا کاح (۵٠٦٣) مسلم: کتاب النکاح (١٤٠٢٦))

بخاری کے الفاظ یہ ہے: "فجاء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ

وسلم فقال انتم الذين قلتم كذا و كذا ، أما و الله انى لأخشاكم لله و اتقاكم له و لكنى ... "۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: تم ہی لوگوں نے اس اس طرح کہا ہے؟ سن لو، میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں لیکن میں ....

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطا کاروں کو راہ راست پر لانے کی تدابیر اور ان کی رہنمائی کرنے میں رفق ونرمی کا طریقہ اختیار فرمانا

عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال : قام أعرابى فبال فى المسجد فتناوله الناس فقال لهم النبى صلى الله عليه وسلم "دعوه و هريقوا على بوله سجلاً من ماء أو ذنوبا من ماء فانما بعثتم ميسرين و لم تبعثو معسرين"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو کھڑا ہوا اور اس نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اس کو پکڑا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی بہادو، یا پانی کا بڑا ڈول بہادو۔ تم لوگ تو آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو دشواری کرنیوالے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔ (بخاری کتاب الوضوء۔ (۲۲۰)

ابن حجر فرماتے ہیں: "فيه رافة النبى صلى الله عليه و سلم و حسن خلقه قال ابن ماجه و ابن حبان فى حديث أبى هريرة :

”فقال الأعرابی بعد أن فقه فی الاسلام : فقام الی النبی صلی اللہ علیه وسلم بأبی و أمی فلم یؤنِب و لم یَسُبّ“

(اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق اور رفق و مہربانی کا بیان ہے۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ: اس بدو نے اسلام میں سمجھ اور علم حاصل ہو جانے کے بعد کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کھڑے ہوئے اور آپ نے نہ تو سزا دی اور نہ ہی برا بھلا کہا) (فتح الباری: ۳۳۸)

بعض مواقف، حالات اور تصرفات میں لوگوں پر نکیر کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفق و مہربانی کا طرز اختیار فرمانا

عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنه قال : کنا فی سفر مع النبی صلی اللہ علیه وسلم .... الحدیث و فیه ، ثم نزل فدعا با لوضوء فتوضأ و نودی با لصلاۃ فصلی با لناس ، فلما انفتل من صلاته اذا هو برجل معتزل لم یصل مع القوم ، قال : ما منعک یا فلان أن تصلی مع القوم ؟ قال : اصابتنی جنابة و لا مآء، قال :”علیک با لصعید فانه یکفیک..“

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے لمبی حدیث ہے اور آگے ہے پھر ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور وضو کے لئے پانی مانگا، وضو کیا اور نماز

کے لئے اذان دی گئی اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص الگ بیٹھا ہے جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں تجھ کو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ اس شخص نے کہا: مجھے جنابت ہوگئی اور پانی موجود نہیں ہے (کہ پاک ہو جاؤں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ پر پاک مٹی (سے تیمّم کرنا) لازم ہے یقیناً وہ تجھے کافی ہے۔ (بخاری: کتاب التیمم (۳۴۴)

دیکھئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کیسے مشفقانہ طریقہ سے تنبیہ کے ساتھ مسئلہ کی تعلیم بھی فرمادی۔ (فتح الباری:۱:۵۳۸)

پردیسیوں اور مسافروں کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفق ومہربانی

عن مالک بن حویرث رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال : أتینا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و نحن شیبۃ متقاربون ، فأقمنا عندہ عشرین لیلۃ فظن أنا اشتقنا أھلنا . و سألنا عمن ترکنا فی أھلنا . فأخبرناہ ، و کان رقیقاً رحیماً . فقال: "ارجعوا الی أھلیکم فعلِّموھم و مروھم ..."

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب چند ہم عمر نوجوان تھے۔

ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیس رات ٹھہر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ ہم لوگوں کو اپنے گھر والوں (سے ملنے) کا اشتیاق ہو گیا ہے اور آپ نے ان لوگوں کے بارے میں دریافت فرمایا جن کو ہم اپنے گھر والوں میں چھوڑ آئے ہیں۔ ہم لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی مہربان اور نرم دل تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ اور انہیں (دین کی) تعلیم دو اور انہیں حکم دو..... ۔

(بخاری: باب رحمۃ الناس والبہائم۔ (۶۰۰۸))

ازدحام اور بھیڑ میں چلنے کے وقت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفق و آسانی کا برتاؤ فرمانا

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما انه دفع مع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم عرفة، فسمع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وراء ہ زجراً شدیداً و ضرباً و صوتاً للابل. فأشار بسوطه الیهم و قال: "أیها الناس، علیکم بالسکینة فان البر لیس بالایضاع"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ کے دن تیزی سے چلے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے تیز (اونچی آواز میں) مار، ڈانٹ اور آواز سنی جو کہ اونٹ کو تیز بھگانے کے لئے تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: لوگو، تم پر سکون اور اطمینان سے چلنا ضروری ہے، تیز چلنے میں

نیکی نہیں ہے۔ (بخاری: کتاب الحج: (۱۶۷۱))

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قوله "عليكم بالسكينة" اى فى السير، المراد: السير فى الرفق و عدم المزاحمة" اى: السير السريع" (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا "علیکم بالسکینۃ" سے مراد یہ ہے کہ چلنے میں آہستگی ہو، دھکم دھکا نہ ہو۔) (فتح الباری: ۳: ۶۰)

و قال جابر رضى اللّٰه تعالىٰ عنه فى صفة حجة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم: و دفع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اى: من الموقف و قد شنق للقصواء الزمام، حتى أن رأسها ليصيب مَورِك رحله، و يقول بيده اليمنى: ايها الناس السكينة السكينة "الحدیث۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے موقف سے) تیزی سے چلے اور قصواء (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام ہے) کی گردن میں لگام ڈال کر کھینچی یہاں تک کہ اسکا سر اس کے کجاوے کے پاس پہنچ جاتا اور اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ فرما کر کہتے: لوگو، سکون اور اطمینان سے چلو۔ لوگو، سکون اور اطمینان سے چلو۔ (مسلم: کتاب حج النبیؐ ۱۴۷ (۱۲۱۸))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"و فى هذا استحباب الرفق فى السير من الراكب بالمشاة و بأصحاب الدواب الضعيفة قوله" و يقول بيده

السكينة السكينة" مرتين منصوباً ، اى الزموا السكينة وهى الرفق والطمانينة"

(اس سے پیدل چلنے والوں اور کمزور سواری پر چلنے والوں کے ساتھ سوار کا رفق اور نرمی کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے ۔ اور السکینۃ السکینۃ دومرتبہ نصب کے ساتھ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سکون اور اطمینان کو لازم پکڑو۔ (شرح صحیح مسلم:۱۸۶۸)

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے اپنی سواری پر پیچھے بیٹھایا تھا پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ سے واپس ہوئے تو کیسے چل رہے تھے؟ تو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "كان يسير العنق فاذا وجد فجوة نص "(ہلکی تیز چال چلتے تھے، جب راستہ میں کشادگی پاتے تو تیز چلتے)

(مسلم: کتاب الحج ۲۸۳ (۱۲۸۰)

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "عنق" اور "نص" تیز چلنے کی دو قسمیں ہیں اور عنق کی رفتار میں ایک طرح کی رفق پائی جاتی ہے، اس میں یہ فقہ کی بات ہے کہ ازدحام کے وقت چلنے میں رفتار میں نرمی رکھنا مستحب ہے اور جب راستہ کشادہ پائے تو تیزی سے چلنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم:۹: ۳۴-۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کو تنگی اور پریشانی سے بچانے کیلئے ایسے کام کا ترک فرمادینا جسکو آپ پسند فرماتے تھے

عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى

اللّٰہ علیہ وسلم قال :" لو لا أن أشق علی أمتی أو علی الناس لأمرتهم بالسواک مع کل صلاۃ"

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میری امت پر یا یہ فرمایا کہ لوگوں پر مشقت نہ پڑتی تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(بخاری: باب السواک یوم الجمعۃ (۸۸۷) مسلم: باب السواک: ۱:۲۰-۴۳ (۲۵۲))

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" وفیہ ما کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علیہ من الشفقة علی أمته" (اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت کا حال مذکور ہے) (فتح الباری: ۲:۴۳۷)

صحابہ کرام کی تعلیم وتذکیر اور وعظ ونصیحت کیلئے ایسے وقت کا انتخاب فرمانا جس میں ان کو سہولت اور آسانی ہو

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال : کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتخولنا بالموعظة فی الایام ، کراهة السآمة علینا .

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقفہ اور ناغہ دے کر ہم کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے کیونکہ آپ ہماری

اکتاہٹ کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری: کتاب العلم (۶۸))

عن شقيق قال كان عبد الله بن مسعود بذكر الناس فی كل خميس فقال له رجل : يا أبا عبد الرحمٰن ، لوددت أنك ذكرتنا فی كل يوم ، قال : أما انه يمنعنی من ذلك أن أكره ان أملكم و ان أتخولكم بالموعظة كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتخولنا بها مخافة السآمة علينا "

حضرت شقیق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ اور نصیحت کیا کرتے تھے۔ ان سے ایک شخص نے کہا کہ: اے ابوعبدالرحمٰن، میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ و نصیحت کردیا کریں۔ انھوں نے کہا: سن لو، مجھ کو اس سے یہ بات روکتی ہے کہ میں یہ ناپسند سمجھتا ہوں کہ میں تم کو اکتاہٹ میں ڈالدوں اور میں وقفہ وقفہ سے تمہیں وعظ و نصیحت کرتا ہوں جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر اکتاہٹ کے اندیشہ سے فرمایا کرتے تھے۔

(مشکوۃ: کتاب العلم)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" فيه رفق النبی صلى الله عليهوسلم بأصحابه وحسن التوصل الىٰ تعليمهم و تفهيمهم ليا خذ وا عنه بنشاط ، لا عن ضجر و لا ملل و يقتدى به فی ذلك ، فان التعليم با لتدريج اخف مؤنة و أدعى الىٰ الثبات من اخذه بالكد و المغالبة "۔

اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کے ساتھ رفق و نرمی کا برتاؤ کرنا ثابت ہوتا ہے اور صحابہ کو سکھانے اور سمجھانے کے لئے بہترین تدبیر

کا بیان ہے۔ تاکہ صحابہ کرام نشاط اور چستی کے ساتھ تعلیم حاصل کریں نہ کہ تنگدلی اور اکتاہٹ کے ساتھ اور تاکہ اس طریقہ کی اتباع کی جائے کیونکہ بتدریج تعلیم حاصل کرنا غیر معتدل محنت ومشقت کی بہ نسبت زیادہ آسان اور سہل ہے اور اس پر ثابت قدم رہنے میں زیادہ مؤثر ہے۔ (فتح الباری: ١١: ٢٣٢ (٦٤١١))

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں پر رفق و نرمی اور شفقت و مہربانی کی وجہ سے کسی امر سے منع فرما دینا

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قدم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و أصحابہ، فقال المشرکون: انہ یقدم علیکم و قد وھنھم حمّی یثرب، فأمرھم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أن یر ملوا الاشواط الثلاثۃ، و أن یمشوا ما بین الرکنین، ولم یمنعہ أن یأمرھم ان یرملوا الاشواط کلھا الایفاء علیھم"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (صلح حدیبیہ کے بعد مکہ معظّمہ جب عمرۃ القضاء کیلئے) آئے تو مشرکوں نے کہا کہ وہ آئے ہیں، انہیں یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ تین شوطوں میں رمل کریں اور یہ کہ دو رکنوں کے درمیان چلیں اور تمام شوطوں میں رمل کرنے کا صرف اسی لئے نہیں حکم فرمایا کہ صحابہ کے ساتھ نرمی اور سہولت منظور تھی۔

(بخاری: کتاب الحج باب بدء الرمل (١٦٠٢)۔ مسلم: استحباب الرمل فی الطواف۔ ٢٤٠ (١٢٦٦))

رفق کے احکام

رفق سے متعلق مذکورہ احادیث مبارکہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ شریعت میں رفق ونرمی اور تمام حالات میں سہولت اور آسانی کا پہلو ملحوظ رکھنے کی ایک خاص اہمیت ہے اور انسان کی زندگی کے تمام حالات اور معاملات میں مطلوب ہے۔ ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں رفق ونرمی، محبت وشفقت اور حسن سلوک کی راہ پر عمل پیرا ہو، اس لئے کہ حسن سلوک مجموعہ خیر اور حصول مقصد کا کامیاب ترین وسیلہ ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ رفق ونرمی اور حسن سلوک کا حکم اور درجہ اسلام میں کیا ہے؟ کیا وہ فرض وواجب ہے، یا سنت ومستحب ہے وغیرہ وغیرہ؟

اس کا جواب حالات کے اختلاف کے اعتبار سے مختلف ہے یعنی بعض حالات میں واجب ہے اور بعض حالات میں مستحب ہے اور بعض حالات میں ممنوع بھی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:۔

پہلی صورت:

جب رفق ونرمی کرنے سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ حاصل ہونے کا یقین یا گمان ہو اور اس کے نہ کرنے سے کسی دینی یا دنیوی فساد اور خرابی کا اندیشہ اور خطرہ نہ ہو تو ایسی صورت میں نرمی کا برتاؤ کرنا مندوب اور مستحب ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث اور نصوص سے معلوم ہوتا ہے۔

دوسری صورت:

جب رفق ونرمی کے برتاؤ سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ ہو اور اس کے نہ

کرنے سے کوئی دینی یا دنیوی نقصان اور فساد ہوتا ہو یا کوئی شرعی مقصد فوت ہوتا ہو یا اس کا غالب گمان ہو تو ایسی صورت میں نرمی کا برتاؤ کرنا واجب ہے۔ مثلاً مریض کے ساتھ رفق ونرمی کرنا، اور خصوصاً جب مریض کے مرض بڑھ جانے اور تکلیف زیادہ ہوجانے کا خدشہ ہو یا مریض کے صحت یاب ہونے میں تاخیر ہونے کا امکان ہو یا اس کے فوت ہوجانے کا گمان ہو۔

اس پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث دلیل ہے وہ فرماتے ہیں:

"خرجنا فی سفر أصاب رجلا منا حجر فشجه فی رأسه، ثم احتلم فسأل أصحابه فقال: هل تجدون لی رخصة فی التیمم؟ فقالوا: ما نجد لک رخصة وأنت تقدر علی الماء، فاغتسل فمات، فلما قدمنا علی النبی صلی الله علیه وسلم أخبر بذلک، فقال: قتلوه قتلهم الله..."

ہم لوگ ایک سفر میں نکلے ہم میں سے ایک صاحب کو پتھر کی چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے ان کے سر میں زخم ہوگیا۔ پھر ان کو غسل کی حاجت ہوگئی۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کیا میں تیمّم کرسکتا ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ آپ پانی استعمال کرنے پر قادر ہیں تو ہمیں آپ کے لئے رخصت نظر نہیں آتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے غسل کرلیا اور اس کی وجہ سے ان کی موت ہوگئی پھر جب ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو اس کی خبر دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں نے اسکو مارڈالا اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے....

(کتاب الطہارت: ابوداؤد، باب فی المجروح یتیمم (۳۳۶)

اور مثلاً کسی کافر کے ساتھ اس امید سے نرمی کا برتاؤ کرنا کہ مسلمان اس کے ضرر سے محفوظ ہو جائیں گے یا وہ اسلام قبول کر لے گا اور خاص طور سے اس وقت جب کہ اس کے اسلام قبول کر لینے میں کوئی مصلحت ہو۔ جیسے وہ کافر شخص اپنے قوم کا سردار یا بااثر آدمی ہو۔

اس کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثمامہ بن اثال کے ساتھ نرمی کا برتاؤ فرمانا ہے جس وقت وہ آپ کی قید میں تھے، اور اس وقت وہ کافر تھے چنانچہ اس رفق ونرمی اور خوش اخلاقی نے ان کو سچا پکا دین اسلام کا مددگار اور خادم مسلمان بنا دیا اور ان کے اسلام قبول کر لینے کے نتیجہ میں یہ فائدہ ہوا کہ وہ مع اپنی پوری قوم مسلمان ہو گئے۔

اور جیسے والدین کے ساتھ رفق ونرمی اور حسن سلوک کرنا کیونکہ والدین کے ساتھ رفق ونرمی کرنا ایسی نیکی ہے جو ایک واجب شرعی کی ادائیگی کا ذریعہ ہے اور جو واجب کو ادا کرنے کا ذریعہ بنے وہ خود بھی واجب ہوتا ہے اسلئے کہ کسی چیز کے وسائل اور ذرائع کا وہی حکم ہے جو خود اس چیز کا حکم ہے۔

تیسری صورت:

جب رفق پر عمل کرنے سے دینی یا دنیوی اور فساد ہوتا ہو یا کوئی شرعی مقصد فوت ہوتا ہو تو اس وقت رفق ونرمی کرنا ممنوع اور حرام ہے۔

اس قسم کی بعض صورتیں یہ ہیں جیسے جنگجو سرکش کافر یا اس منافق کے ساتھ رفق اور نرمی کا برتاؤ کرنا جو مسلمانوں کے خلاف سازش کرتا ہوا اسلئے کہ ایسے

شخص کے ساتھ رفق کرنے سے اس کا بغض وعناد، سرکشی اور ظلم بڑھے گا اس لئے ایسے لوگوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا ہی مطلوب ہے نہ کہ رفق اور مہربانی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''یَا اَیُّھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم''

(اے نبی، کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان سے سختی کیجئے) (سورۂ توبہ:٧٣)

اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''قَاتِلُوا الَّذین یَلونکم من الکفَّار ولیَجِدوا فِیکم غلظة''

(ان کفار سے قتال کرو جو تمہارے قریب ہیں اور لازم ہے کہ تمہارے اندر سختی (اور مضبوطی) پائیں) (سورۂ توبہ:١٢٣)

اور جیسے ایسے شخص کے ساتھ رفق ومہربانی کرنا جو شریعت کے حدود کا پاس ولحاظ نہ رکھتا ہو اور فخر وغرور اور گھمنڈ وتکبر کے ساتھ اعلانیہ گناہ میں ملوث ہو ایسے شخص کے ساتھ رفق ومہربانی اور حسن سلوک کرنے سے باطل پر، اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پامال کرنے اور شریعت کی بے حرمتی کرنے پر جری ہو جائے گا۔ اس لئے ایسے شخص پر رفق کرنا حرام اور ممنوع ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: **''ما خیر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بین أمرین قط الاأخذ أیسرھما مالم یکن اثماً، فان کان اثماً کان ابعد الناس منه. و ما انتقم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لنفسه فی شئی قط الاان تُنتَھک حرمة اللّٰہ فینتقمَ بھا اللّٰہ''**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دو امروں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان

میں سے آسان کو اختیار فرماتے تھے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ لوگوں میں سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے کسی سے کبھی انتقام اور بدلہ نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمت پامال کی جارہی ہوتو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے اس کا بدلہ لیتے۔

(بخاری: کتاب الادب: (۶۱۲۶) مسلم: کتاب الفضائل: ۷۷ (۲۳۲۷)

اور جیسے کسی شخص میں رخصت (شریعت نے مسافر اور معذورین کو احکام میں جو چھوٹ دی ہے اس کو رخصت کہتے ہیں) کے اسباب نہ پائے جانے کے باوجود اس کو رخصت پر عمل کرنے کو کہنا۔ مثلاً کسی شخص پر نرمی اور شفقت کرتے ہوئے بغیر عذر شرعی کے تیمّم کو جائز کہہ دینا اور مثلاً کسی کو حالت اقامت میں نماز کے اندر قصر کرنے کے لئے کہنا اور مثلاً کسی کے لئے بلا عذر شرعی رمضان میں روزہ نہ رکھنے کو مباح اور جائز قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔

رفق کی قسمیں، اس کے ضوابط اور مقاصد

رفق سے متعلق جو احادیث مطالعہ میں گذریں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رفق کی کئی قسمیں ہیں اور یہ تقسیم دو اعتبار سے ہے:۔

(۱) رفق و نرمی کے سبب اور جذبہ کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) فطری (۲) اکتسابی

(۲) رفق و نرمی محل کے اعتبار یعنی اس لحاظ سے کہ رفق و نرمی کا سلوک کس کے ساتھ کیا جائے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) ذاتی (۲) متعدی

پہلی قسم ''رفق فطری''

فطری رفق و نرمی انسانی فطرت اور طبیعت کا تقاضا ہے اور یہ انسان کی جبلت میں داخل ہے اور ہر انسان میں کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا ہے اگر چہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان سے ایسے افعال اور اقوال صادر ہوتے ہیں جو رفق و نرمی کے منافی اور ضد ہوتے ہیں تاہم اصل رفق اور مہربانی کا وجود انسان کے اندر پوشیدہ ہے اسی وجہ سے کبھی نہ کبھی رحم و کرم کا وہ مادّہ اس کے اندر عود کر آتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی کسی کے قلب سے رحمت و مہربانی ختم فرمادیں تو پھر ایسے شخص سے رحم و کرم، شفقت و رحمت کی امید اور توقع نہیں رکھنی چاہئے۔

دوسری قسم ''رفق اکتسابی''

یہ بات تو ظاہر ہے کہ سب لوگوں کے اخلاق یکساں نہیں ہوتے ہیں، بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے مزاج میں نرمی اور مہربانی، رحم وکرم، شفقت و عنایت غالب ہوتی ہے اور بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں جن پر تشدد، سختی، گرم مزاجی، سخت دلی غالب ہوتی ہے ایسے لوگوں کو حکم ہے کہ مجاہدہ کر کے نفس کو رفق و نرمی اور شفقت ومہربانی کا عادی بنائیں اور ایسے حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں جو لطف ومہربانی اور رفق ونرمی کی راہ پر چلتے ہیں، یہ رفق اکتسابی ہے۔

رفق کی ان دونوں قسموں رفق طبعی اور رفق اکتسابی کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آپ نے حضرت اشج عبد القیس سے فرمایا تھا کہ:

''ان فیک خلتین یحبھما اللہ : الحلم والأناۃ ، قال : یا رسول اللہ ، أنا أتخلق بھما ام اللہ جبلنی علیھما ؟ قال : بل اللہ جبلک علیھما . قال : الحمد للہ الذی جبلنی علی خلتین یحبھما اللہ ورسولہ''

تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہیں۔ حلم وبردباری اور سکون ووقار۔ حضرت اشج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، میں ان دونوں خصلتوں کو خود اختیار کئے ہوئے ہوں یا اللہ تعالیٰ نے میری فطرت اور عادت ہی ایسی بنائی ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جبلت اور فطرت ہی ایسی بنائی ہے۔ حضرت اشج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھ کو ایسی دو عادتیں فطرۃً نصیب فرمائی ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول پسند فرماتے ہیں۔ (ابوداؤد: کتاب الادب (۵۲۲۵)

حضرت اشجؓ کے اس سوال اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رفق ونرمی، صبر وتحمل، اوراسی طرح حلم وبردباری اور تمام اچھے اچھے اخلاق میں سے کچھ فطری اور طبعی ہوتے ہی اور کچھ اکتسابی ہوتے ہیں، واللہ اعلم۔

رفق فطری وطبعی کی صورتوں میں سے ماں کا اپنے اولاد سے رفق ونرمی اور پیار کرنا ہے اور یہ تو ایسی صفت ہے جو انسان میں تو کیا حیوانوں تک میں موجود ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

''سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: جعل اللّٰہ الرحمة فی مئة جزء فأمسک عندہ تسعة و تسعین جزءً و أنزل فی الارض جزءً واحداً فمن ذلک الجزء تتراحم الخلق حتی ترفع الفرس حا فرھا عن ولدھا خشیة أن تصیبھا''

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے، اپنے پاس ننانوے حصے روک لئے اور ایک حصہ زمین میں اتارا۔ اسی ایک حصے سے مخلوق آپس میں ایکدوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑا اپنا کھر اس خوف سے اٹھالیتا ہے کہ کہیں اس کے بچہ کو نہ لگ

جائے۔ (بخاری: کتاب الادب (۶۰۰۰) مسلم: کتاب التوبۃ:۱۷(۲۷۵۲)

اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان اللہ خلق یوم السماوات والأرض مئة رحمة، کل رحمة طباق مابین السماء و الارض . فجعل منها فی الأرض رحمة فبها تعطف الوالدة علی ولدها والوحش والطیر بعضها علی بعض ،فاذا کان یوم القیامة أکملها بهذه الرحمة''

بیشک اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو سو رحمتیں بھی پیدا کیں، ہر ایک رحمت کی وسعت آسمانوں اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے برابر ہے، اسی میں سے ایک رحمت زمین کے لئے خاص فرمایا اسی رحمت کے ذریعہ ماں اپنے بچہ پر رحم وشفقت کا معاملہ کرتی ہے اور چرند و پرند ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں۔ پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس رحمت سے مکمل کردیں گے۔ (مسلم:۲۱:(۲۷۵۳)

رفق کی اس فطری اور طبعی قسم کا سبب اور باعث طبعی اور نفسیاتی جذبہ ہے جس میں انسان اور تمام مخلوقات برابر ہیں۔ لیکن جب رفق کا استعمال انسان شریعت کے موافق کرے گا تو اس وقت اسکو اسکے اکتساب، اس کے علم اور اس کی نیت کی ضرورت ہوگی اور پھر اس اعتبار سے وہ رفق ایک حکم شرعی ہو جائے گا۔

اور جب کسی وجہ سے انسان کے اندر فطری رفق کا جذبہ کمزور ہو جائے تو اس وقت اس کو اس کی یاددہانی کرانا ضروری ہے۔ اس کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے وہ فرماتی ہیں:

''سمع رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم صوت خصوم بالباب عالية أصواتها و اذا أحدهما يستوضع الآخر و يسترفقه فى شئى وهو يقول: والله لا افعل ، فخرج عليهما رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : اين المتألى على الله لا يفعل المعروف ؟ فقال أنا يا رسول الله و له أى ذلك احب''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ پر جھگڑنے کی آواز سنی اس حال میں کہ ان دونوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں، اور ان میں سے ایک دوسرے سے کسی چیز میں رعایت اور نرمی طلب کر رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم میں نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ پر قسم کھانے والا کہاں ہے کہ وہ بھلائی نہیں کرے گا؟ انھوں نے کہا میں ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے لئے اس میں سے کون سی چیز زیادہ پسندیدہ ہے۔ (بخاری: کتاب الصلح (۲۷۰۵) مسلم: کتاب المساقاۃ ۲۰(۱۵۵۸)

اس قول اذا أحدہما یستوضع ...... کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے یہ طلب کر رہا تھا کہ وہ قرض میں سے کچھ معاف کر دے اور مطالبہ میں کچھ مہلت اور نرمی برتے۔ (نووی: شرح مسلم: ۱۰: ۲۲۰)

اور قول ''ولہ ای ذلک اُحب'' کا مطلب یہ ہے کہ قرض میں سے کچھ معاف اور کم کر دینا پسند ہے یا مطالبہ میں نرمی اور مہلت۔ (فتح الباری: ۵: ۳۶۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

''ان زوج بريرة كان عبدا يقال له: مغيث، كأني أنظر اليه

يطوف خلفها يبكى ، ودموعه تسيل على لحيته ، فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم لعباس : يا عباس ، ألا تعجَب من حب مغيث بريرة، و من بغض بريرة مغيثاً ، فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم : لو راجعته قال : يا رسول اللّٰه تأمرنى ؟ قال : انما أشفع ، قالت : لاحاجة لى فيه"

بریرۃ کے شوہر ایک غلام تھے جن کو مغیث کہا جاتا تھا۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بریرہ کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے چکر کاٹ رہے ہیں اور ان کے آنسوان کی ڈاڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: اے عباس، کیا آپ تعجب نہیں کرتے ہیں بریرۃ کے ساتھ مغیث کی محبت پر اور مغیث سے بریرۃ کی نفرت پر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بریرہ) اگر تو اس سے یعنی مغیث سے رجعت کر لے تو اچھا ہے۔ بریرہ نے کہا: اے اللہ کے رسول، کیا یہ آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تو سفارش کر رہا ہوں۔ بریرہ نے کہا: تو پھر مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

(بخاری: کتاب الطلاق۔ باب شفاعۃ النبیؐ فی زوج بریرۃ (۵۲۸۳)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کے لئے مستحب ہے کہ فریق کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کی سفارش کرے جب کہ کوئی ضرر اور الزام نہ ہو اور جو شخص اس سفارش کے خلاف عمل کرے اس پر بھی کوئی ملامت نہیں ہے اور نہ غصہ ہونا چاہئے اگر چہ سفارش کرنے والا جاہ و مرتبہ میں بڑا ہی ہو۔

یہ دونوں حدیثیں اور اسی طرح کی دوسری حدیثیں اس کی دلیل ہیں کہ جو شخص تشدد اور سختی کے جذبات سے مغلوب ہو گیا ہو اس کو رفق ونرمی کی نصیحت کرنا چاہئے اور جب وہ اس کی نصیحت کو قبول کر کے نرمی کا برتاؤ اختیار کر لے تو اسی کا نام ''رفق اکتسابی'' ہے۔

محل رفق

محل رفق یعنی جن لوگوں کے ساتھ رفق کا برتاؤ کیا جائے، ان کے اعتبار سے بھی رفق کی دو قسمیں ہیں:۔

رفق ذاتی اور رفق متعدی۔

پہلی قسم ''رفق ذاتی''

رفق ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ انسان خود اپنے ساتھ رفق اور نرمی کا برتاؤ کرے اور عبادات وغیرہ میں اپنے نفس کو بیجا مشقت میں نہ ڈالے اور رفق متعدی سے مراد انسان کا دوسرے کے ساتھ رفق ومہربانی کا برتاؤ کرنا۔

گذشتہ صفحات میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ رفق ونرمی میں سراسر خیر ہی خیر ہے اور جب ایسا ہے تو اس خیر کا سب سے پہلا حق خود اپنے نفس کا ہے، جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ابدأ بنفسک'' (خود اپنی ذات سے شروع کرو)

(مسلم: کتاب الزکوۃ: ۴۱ (۹۹۷)

چنانچہ اسلام کی تعلیمات وہدایات میں جابجا اپنی ذات کے ساتھ رفق و نرمی اور آسانی وسہولت کا طرز اختیار کرنے کی تاکید آئی ہے۔ اپنی جان وجسم اور صحت وتندرستی کی حفاظت اور اس کی ضروریات کے خیال رکھنے اور اس کے اہتمام کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اس پر ایسے ہی احکام واجب قرار دئے گئے ہیں جن میں مشقت اور پریشانی نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث شریفہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:۔

جان کی حفاظت کرنا اور قتل وغیرہ کسی بھی طرح سے اس پر ظلم وزیادتی کرنے کی حرمت

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من تردى من جبل فقتل نفسه فهو فى نار جهنم يتردى فيه خالداً مخلداً فيهاأبداً . و من تحسى سماً فقتل نفسه ،فسمه فى يده يتحساه فى نار جهنم خالدا مخلداً فيها أبداً ، و من قتل نفسه بحديدة فحديدته فى يده يجأ بها فى بطنه فى نار جهنم خالداً مخلداً فيها أبداً''

جو شخص کسی پہاڑ سے گرا کر اپنے کو مار ڈالے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیش ایسے ہی گرتا رہے گا اور جو شخص زہر پی کر اپنی جان کا خاتمہ کرلے تو اسکا زہر اس کے ہاتھ میں رہے گا، جہنم کی آگ میں اسکو ہمیشہ ہمیش پیتا رہے گا۔ اور جس

شخص نے اپنے کو کسی لوہے سے قتل کرلیا تو وہ لوہا اسکے ہاتھ میں رہے گا اس کو اپنے پیٹ میں بھونکتا رہے گا جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیش ایسا ہی کرتا رہے گا۔

(بخاری: کتاب الطب باب شرب السم (۵۷۷۸) مسلم: کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الانسان نفسہ ۱۷۵۔۱۰۹)

یہ حدیث خودکشی کرنے کی حرمت کے بارے میں ہے وہ قتل کرنا خواہ کسی بھی سبب سے یا کسی بھی طریقہ سے ہو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپنی جان کو مارنا تشدد اور بے رحمی ہے جو رفق و نرمی کی بالکل ضد ہے۔ اسی وجہ سے اس فعل کی حرمت وارد ہے اور جو شخص ایسا فعل کرے اس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَ لا تَقتُلُوا انفُسَکم، اِن اللّٰہ کان بکم رحیماً، وَ مِن یَفعَل ذٰلک عُدوَانا وَّ ظُلماً فَسوفَ نُصلِیه ناراً و کان ذٰلک علی اللّٰہ یسیراً"

(اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو، بیشک اللہ تم پر بہت مہربان ہے، اور جو شخص یہ کرے گا تعدی (زور) اور ظلم سے، پس عنقریب ہم اس کو آگ میں ڈال دیں گے، اور یہ اللہ پر آسان ہے) (سورۂ نساء: ۳۰)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ "لاتقتلوا انفسکم" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"لفظهما يتناول أن يقتل الرجل نفسه يقصد منه للقتل في الحرص على الدنيا و طلب المال بان يحمل نفسه على الغرر المؤدي الى التلف ويحتمل ان يقال: "ولا تقتلوا انفسكم" في

حال ضجر أو غضب فهذا كله يتناوله النهى ‘‘

’’لا تقتلوا انفسکم ‘‘(اپنی جانوں کو قتل نہ کرو) کا لفظ اس صورت کو بھی شامل ہے کہ آدمی اپنے کو دنیا کی حرص اور مال کی طلب میں اپنے قصد وارادہ سے اس طرح قتل وہلاک کر ڈالے کہ اپنے کو ایسے خطرہ کے کام پر آمادہ کرے جو اس کو ہلاکت میں ڈالدے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حالات سے تنگ ہو کر یا غصہ میں آکر اپنے کو قتل نہ کرو۔ ممانعت ان سب صورتوں کو شامل ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ۵:۱۵۶۔۱۵۷)

نفس کو اسکی ضرورت اور حاجت کی چیزیں فراہم کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’الم اخبر انک تقوم الليل و تصوم النهار ؟ قلت انی افعل ذلک قال: فانک اذا فعلت ذلک هجمت عينک و نفهت نفسک ،و ان لنفسک حقاً و لأهلک حقاً فصم و أفطر ، وقم و نم‘‘

کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم رات بھر جاگتے ہو (اور عبادت میں مشغول رہتے ہو) اور دن میں روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی، میں یہ کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم یہ کرو گے تو اس سے تمہاری آنکھ دھنس جائے گی اور تمہارے اندر کمزوری آجائے گی، بیشک تیرے نفس کا حق ہے، اور تیری بیوی کا حق ہے لہذا تم روزہ بھی رکھو اور نہ بھی رکھو۔ اور قیام بھی کرو

اور سوؤ بھی۔ (بخاری: کتاب التہجد: (۱۱۵۳) مسلم: کتاب الصیام: ۱۸۲(۱۱۵۹))

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:

"ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذکر له صومی فدخل علی، فالقیت له وسادة من أدم حشوها لیف، فجلس علی الأرض، و صارت الوسادة بینی و بینه، فقال: "أمایکفیک من کل شهر ثلاثة أیام؟ قال: قلت یارسول اللّٰہ، قال: خمسا؟ قلت یا رسول اللّٰہ، قال: سبعاً؟ قلت یا رسول اللّٰہ، قال: تسعاً؟ قلت یارسول اللّٰہ، قال: احدی عشر. ثم قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: لاصوم فوق صوم داؤد علیه السلام شطر الدهر، صم یوماً و أفطر یوماً"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے روزے کے بارے میں ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کیلئے چمڑے کا ایک تکیہ لگادیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے، اور تکیہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم کو ہر مہینہ میں تین دن کا روزہ کافی نہ ہوگا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول... آپ نے فرمایا:

پانچ۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول... آپ نے فرمایا:

سات۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول... آپ نے فرمایا:

نو۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول... آپ نے فرمایا:

گیارہ۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: داؤد علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا روزہ نہیں ہے۔ زمانہ کا دو حصہ کرو۔ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن روزہ نہ رکھو۔

(بخاری: کتاب الصوم (۱۹۸۰) مسلم: کتاب الصیام: ۱۹۱ (۱۱۵۹))

مسلم کی روایت میں ہے کہ: ''قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : یاعبد اللہ بن عمر ، بلغنی أنک تصوم النهار و تقوم اللیل ، فلا تفعل فان لجسدک علیک حظا و لعینک علیک حظا و ان لزوجک علیک حظا صم و افطر . صم من کل شهر ثلاثةایام فذلک صوم الدهر ، قلت یا رسول اللہ ،انی بی قوة ، قال : فصم صوم داؤد علیه السلام صم یوماً و أفطر یوماً''

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد اللہ بن عمر، مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو (یعنی نماز و عبادت میں مشغول رہتے ہو) ایسا مت کرو۔ تمہارے اوپر تمہارے جسم کا ایک حصہ ہے اور تیری آنکھ کا ایک حصہ ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر ایک حصہ ہے۔ روزہ رکھو اور افطار کرو، ہر مہینہ تین دن روزہ رکھو۔ یہی صوم دہر ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر طاقت اور قوت ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا: تو تم داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو۔ ایک

دن روزہ رکھواور ایک دن روزہ نہ رکھو۔ (مسلم: کتاب الصیام: ۱۹۳(۱۱۵۹)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے فوائد میں بیان فرمایا ہے کہ: اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر شفقت ومہربانی کا بیان ہے نیز ان کو اسی راستہ پر چلنے کی رہنمائی ہے جس میں ان کی بھلائی ہے، اس میں اس کام کے کرنے پر ترغیب ہے جس کو وہ پابندی کے ساتھ کر سکتے ہوں اور عبادت میں غلو کرنے سے ممانعت ہے، کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس سے ایسی اکتاہٹ اور تھکاوٹ پیدا ہو جائے گی جس کی وجہ سے وہ سب نہ سہی تو کچھ حصہ ہی چھوڑنے کا سبب بن جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جنھوں نے عبادت کو لازم کرلیا تھا پھر اس میں کوتاہی کی۔ (فتح الباری:۲۶۵۴)

اور مہلب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: داؤد علیہ السلام شروع رات میں سوکر اپنے جسم کو آرام پہنچاتے تھے پھر رات کے اس وقت میں قیام کرتے تھے یعنی نماز کے لئے جاگتے تھے جس میں اللہ تعالیٰ کا منادی آواز لگاتا ہے کہ کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کی مانگی ہوئی چیز پوری کردوں۔ پھر رات کے بقیہ حصہ میں سوکر اس کی تلافی کرتے تھے جس سے رات کے باقی حصہ کی تکان سے راحت مل جائے اور یہ طریقہ نفس کو آرام پہنچانے کے لئے زیادہ ہی پسندیدہ ہے کیونکہ نفس سے تساہلی اور اکتاہٹ کا اندیشہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے ہیں یہاں تک کہ تم ہی اکتا جاؤ۔ (بخاری: کتاب اللباس: باب الجلوس علی الحصیر ونحوہ: (۵۸۶۱)

اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ وہ اپنا فضل وکرم ہمیشہ قائم رکھے اور یہ کہ وہ اپنے احسان سے برابر سرفراز فرماتا رہے۔ اور یہ طریقہ زیادہ راحت رساں ہے

کیونکہ قیام کے بعد سونا بدن کو راحت پہنچاتا ہے اور جاگنے کا نقصان اور ضرر ختم ہو جاتا ہے نیز جسم کی پژمردگی بھی ختم ہو جاتی ہے بر خلاف اس کے کہ صبح تک جاگتا رہے۔ (فتح الباری:۳:۲۱)

جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے جائز کیا ہے ان میں سے اچھی اور عمدہ چیز کو پسند اور اختیار کر کے نفس کو آرام پہنچانا اور خوش کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

''ان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم استعمل رجلا على خيبر ،فجاء ه بتمر جنيب ، فقال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: أكل تمر خيبر هكذا ؟ قال : لا واللّٰه يا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم انا لنا خذ الصاع من هذا با لصاعين و الصاعين با لثلاثة . فقال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم : لا تفعل ، بع الجمع بالدراهم ، ثم ابتع بالدراهم جنيباً''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر کا عامل بنایا وہ وہاں سے عمدہ کھجوریں لے کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیبر کی ساری کھجوریں اسی طرح کے ہوتے ہیں؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ واللہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس کو ایک صاع دو صاع کے عوض میں لیتے ہیں اور دو صاع تین صاع کے عوض میں لیتے ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو، ملی جلی کھجوروں کو جمع کھجور کی قسم درہموں میں بیچ لو، پھر درہموں سے جنیب کھجور خرید لیا کرو۔

(بخاری: کتاب البیوع: ۲۲۰۱۔۲۲۱۲۔ مسلم: کتاب المساقاۃ: ۵۹: (۱۵۹۲)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں نفس کو راحت پہنچانے کا اور نفس پر مشقت ڈالنے کا ترک ہے کیونکہ خراب کھجور کے مقابلہ میں عمدہ کھجور کو پسند فرمایا گیا ہے برخلاف ان زاہدین کے جنھوں نے اس سے منع کیا ہے۔ (فتح الباری: ۴: ۴۶۸)

امام ابن جوزی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسان کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے بدن پر ایسا بوجھ ڈالدے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس لئے کہ بدن تو سواری کی طرح ہے اگر اس کے ساتھ نرمی نہ برتی تو وہ سوار کو منزل مقصود تک نہ پہنچائے گا۔ چنانچہ تم لوگوں میں ایسے شخص کو دیکھو گے جو زہد اختیار کر لیتا ہے حالانکہ اس نے اپنے جسم کی پرورش عیش و راحت میں کی ہے پھر وہ اپنی مانوس اور پسندیدہ چیزوں سے منہ موڑ لیتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کو نئے نئے امراض لگ جاتے ہیں اور پھر وہ بہت سے عبادات کی ادائیگی سے عاجز رہ جاتا ہے (صید الخاطر: ۳۹۱۹)

دوسروں کے ساتھ رفق و نرمی، حسن سلوک اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا

ہر ایک کے ساتھ نرم مزاجی، خوش مزاجی، لطف و کرم اور حسن سلوک کا معاملہ کرنا۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ مرد ہو یا عورت۔ مضبوط اور طاقتور ہو یا کمزور یا ناتواں۔ صاحب اقتدار اور باثروت ہو یا بے اقتدار اور بے سروسامان۔ سب

کے ساتھ صلہ رحمی، خوش مزاجی اور رحم وکرم کا معاملہ کرے جب تک کہ کوئی شرعی اور دینی مقصد فوت نہ ہوتا ہو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تعمیل ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے:

''وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤمِنِینَ'' (اور ایمان والوں پر شفقت کیجئے)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

''فَبِمَا رَحمَةٍ مِن اللّٰهِ لِنْتَ لَهُم وَ لَو كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ القَلبِ لَا نْفَضُّوا مِن حَولِکَ'' (بعد اس کے اللہ ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تندخو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے)

اور اللہ جلّ جلالہ کا یہ فرمان:

''عَزِيزٌ عَلَيهِ مَا عَنِتُّم حَرِيصٌ عَلَيكُم بِالمُؤمِنِينَ رَؤُفٌ الرَّحِيم'' (جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وَ كُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخوانا'' (اور تم لوگ اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو)

پوری حدیث یہ ہے:

''عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللّٰه

علیہ وسلم قال : ایاکم و الظن فان الظن أکذب الحدیث و لا تحسسوا و لا تجسسوا و لاتحاسدوا و لا تباغضوا و لا تدابروا و کونوا عباد اللّٰہ اخوانا ‘‘ (بخاری: کتاب الادب:۶۰۶۴) مسلم کتاب البر والصلۃ:۲۸:۲۵۶۳)

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

’’ای : تعاملوا و تعا شروا معاملۃ الاخوۃ و معا شرتھم فی المودۃ و الرفق والشفقۃ و الملاطفۃ و التعاون فی الخیر و نحو ذلک مع صفاء القلوب والنصیحۃ بکل حال‘‘

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے معاملات اور معاشرت نیز رہن سہن میں بھائیوں جیسا معاملہ کرو کہ ان کے محبت والفت ، رفق ومہربانی ، شفقت و عنایت لطف وکرم اور خیر و نیکی کے کاموں میں تعاون و مدد وغیرہ کا برتاؤ رکھو اور ہر حال میں قلب کی صفائی اور خیر خواہی کے ساتھ معاملہ ہو۔ (شرح صحیح مسلم:۱۶:۱۱۶)

استاذ الکل حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری بخاری شریف کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

’’قولہ ’’اخوانا‘‘ ای کاخوان النسب فی المحبۃ و الشفقۃ والرحمۃ والمواساۃ والمعاونۃ و النصیحۃ ‘‘(آپ کے قول’’اخوانا‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ محبت وشفقت ، رحمت اور مواساۃ نیز تعاون اور خیر خواہی میں حقیقی بھائیوں کی طرح لوگوں کے ساتھ معاملہ کرو) (بخاری جلد ثانی:۸۹۶)

دوسروں کے ساتھ رفق وحسن سلوک کی صورتیں اوران کے نمونے بہت ہیں جن کا بیان انشاءاللہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔

رفق ونرمی کے اصول وضوابط

کسی کے ساتھ رفق ومہربانی کرنے کے کچھ اصول وضوابط بھی ہیں جن کی رعایت کرنا ضروری ہے اور جس سے چشم پوشی یا اس سے تساہلی برتنا درست نہیں ہے۔ جب ان اصول کی رعایت کرتے ہوئے رفق ونرمی کا سلوک اختیار کیا جائے گا تو اس وقت اس کے صحیح نتائج اور فوائد ظاہر ہوں گے اور اگر ان اصول کی رعایت نہ کی جائے گی اور بے موقع رفق ونرمی اور لطف ومہربانی کا سلوک برتا جائے گا تو اس کا استعمال غلط ہوگا اور اس سے غلط اور مضر نتائج اور منفی اثرات ظاہر ہوں گے۔ یہ اصول وضوابط بھی نصوص شریعت ہی سے ماخوذ اور مستنبط ہیں۔ ذیل میں اسی سلسلہ کے چند اصول وضوابط لکھے جاتے ہیں:۔

اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے کہ رفق ونرمی اور لطف ومہربانی کا برتاؤ کرنے میں ضعف وکمزوری کا اثر نہ ہونا چاہئے کیونکہ اس سے ایک طرح کی عاجزی اور بے بسی کا تاثر ظاہر ہوتا ہے اور اسلام اپنے پیروکاروں کو کسی طرح کی عاجزی، بے بسی اور بیچارگی کے اظہار سے منع کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

"استعن باللہ و لا تعجز" (اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلبگار رہو اور کم ہمتی اور بے بسی نہ ظاہر کرو)

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : المؤ من القوی خیر واحب الی اللہ من المومن الضعیف و فی کل خیر ، احرص علی ماینفعک ، و استعن باللہ و لا تعجز ، وان اصابک شئی فلا تقل : لو أنی فعلت

كان كذا كذا، ولكن قل: قدّر الله و ما شاء فعل فان" لو " تفتح عمل الشيطان"

طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ بہتر اور محبوب ہے، یوں ہر ایک میں خیر ہے، جو چیز تجھے نفع پہنچائے اس کی رغبت کرو اور اللہ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو، اور اگر تجھے کوئی چیز (خلاف طبیعت) پیش آجائے تو یہ مت کہو کہ اگر میں یہ کر لیتا تو ایسا ایسا ہو جاتا، لیکن یہ کہو کہ یہی اللہ کا حکم ہے اور اس نے جو چاہا کیا اسلئے کہ "اگر" شیطان کے عمل (کا دروازہ) کھولتا ہے۔

(مسلم: کتاب القدر: ۳۴-۲۶۶۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء ہے:

"اللّٰهم انی أعوذبک من العجز والكسل والجبن و الهرم، وأعوذبک من فتنة المحيا و الممات، وأعوذ بک من عذاب القبر"

(اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں کم ہمتی اور سستی سے اور بزدلی اور بڑھاپے سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے) (بخاری: کتاب الجهاد والسير: (۲۸۲۳)

رفق ونرمی اس طرح ہو کہ دین پر عمل کرنے میں آسانی اور سہولت ہو

چنانچہ رفق اور نرمی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ دین کے معاملہ میں لوگوں کو تساہلی اور سستی و کاہلی نیز صراط مستقیم سے انحراف کی راہ ہموار کی جائے

اور نہ اسکا مطلب یہ ہے کہ دین کے کسی مسئلہ میں تسامح سے کام لیا جائے اور احکام شریعت کو ترک یا ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کیا جائے یا حدود کے معاملہ میں رفق کرنے یا اس میں لچک پیدا کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ ایسا کرنا تو گناہ عظیم ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين الا اختار ايسرهما مالم يكن اثما فان كان اثما كان أبعد الناس منه"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو معاملوں میں اختیار دیا جاتا تو ان میں سے آسان والے کو اختیار فرماتے جبکہ اس میں گناہ نہ ہوتا، اور اگر وہ گناہ ہوتا تو پھر اس سے سب سے زیادہ دور رہتے۔

(بخاری: کتاب المناقب: (۳۵۶۰)

سب سے بڑا گناہ تو کسی واجب کو چھوڑ دینا ہے یا کسی حرام کا ارتکاب کرنا ہے ایسی چیزوں میں رفق ونرمی نیز تسامح کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

چنانچہ اکثر حالات ومعاملات میں رفق کرنا پسندیدہ اور مفید ہوتا ہے تو بعض اوقات سختی اور شدت کرنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم فُرّوج حرير فلبسه، ثم صلى فيه، ثم انصرف فنزعه نزعاً شديداً كالكاره له ثم قال: "لا ينبغي هذ اللمتقين"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک قباء ہدیہ میں پیش

فرُّوج اس قباء کو کہتے ہیں جس کے پیچھے نیچے سے کھلا رہتا ہے اور کیا گیا جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زیب تن فرمایا، پھر اس میں نماز ادا فرمائی سلام پھیرا تو اسکو زور سے کھینچ کر اتار دیا جیسے کہ اس کو ناپسند فرماتے ہوں پھر فرمایا: یہ متقین کے لئے مناسب نہیں ہے۔

(بخاری: کتاب اللباس (۵۵۰۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم فرمایا ہے: ''باب مایجوز من الغضب والشدة لامر اللّٰہ تعالیٰ'' (یہ باب اس کے بیان میں ہے کہ اللہ تعالی کے حکم کے لئے غصہ اور سختی کرنا جائز ہے)

(بخاری: کتاب الادب: ۱۰: ۵۳۳)

اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے:

''عن عائشة قالت: دخل علی النبی صلی اللہ علیه وسلم و فی البیت قِرام فیه صور فتلون وجهه ثم تناول السّتر فهتکه و قالت : قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من أشد الناس عذاباً یوم القیامة الذین یصورون هذه الصور''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، گھر میں ایک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں (اسکو دیکھ کر) آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے پردہ کو لیا اور اس کو پھاڑ ڈالا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو یہ

تصویریں بناتے ہیں۔ (بخاری: کتاب الادب باب مایجوز من الغضب.... (۵۸۷۱)

شارح بخاری مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قولہ: ''فتلون وجهه''فان ذلک كان من غضبه لله تعالىٰ''

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جانا آپ کے غضب للہ تعالیٰ کی وجہ سے تھا) (حاشیہ بخاری: مطبع دیوبند)

موقع ومحل پر بھی رفق ونرمی کا استعمال

حکمت وتدبر سے کرنا چاہئے

رفق ونرمی کا استعمال حکمت ودانائی کے ساتھ اس طرح ہونا چاہئے کہ وہ موقع ومحل اور حالات کے مناسب ہو۔ جن مواقع اور حالات میں رفق ونرمی کا استعمال مناسب نہیں ہے وہاں حکمت ودانائی کی بات یہی ہے کہ ایسی جگہ رفق ونرمی کرنا حکمت ودانشمندی کی بات نہیں ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد: ''یا عائشة ان اللّٰہ یحب الرفق فی الأمر كله '' کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اخلاق اور آپ کی کمال بردباری سے ہے اور اس میں رفق ومہربانی، صبر وبردباری اور لوگوں کے ساتھ رحم وکرم کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب پر برانگیختہ کیا گیا ہے جب تک سختی کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱۴: ۱۴۵۰)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لما كانت الطباع الی

العنف و الحدة أميل كانت الحاجة الى تر غيبهم فى جانب الرفق أكثر . فلذلك كثر الشر ع على جانب الرفق دون العنف ، و ان كان العنف فى محله حسنا كما أن الرفق فى محله حسن ...''

چونکہ طبیعتیں سختی اور تیزی کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں اس لئے اس بات کی زیادہ ضرورت تھی کہ ان کو رفق و نرمی کی طرف رغبت دلائی جائے اسی وجہ سے شریعت مطہرہ نے رفق کی طرف کثرت سے ترغیب دلائی ہے۔ اگر چہ اپنے مقام پر سختی بھی مستحسن ہے جس طرح اپنی جگہ پر نرمی مستحسن ہے۔

(احیاء علوم الدین: ۳۰: ۱۹۸)

رفق و نرمی کا بے موقع اور بے محل استعمال کرنے سے اسی طرح منفی نتائج اور اثرات ظاہر ہوتے ہیں جس طرح بے موقع سختی اور درشتی کرنے سے غلط نتائج مر تب ہوتے ہیں۔ یہی کیا کم نقصان ہے کہ بے موقع نرمی اختیار کرنے سے کمزوری، بے بسی، ذلت ورسوائی یا لاپروائی اور غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل ظاہر ہوتا ہے۔

ایسے دشمن کافر کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا جو باغی ہو، ظالم ہو، اچکا ہو، ڈاکو ہو، نیک وصالحین کا قاتل ہو، لوگوں کے گھروں اور رہائش پر غاصبانہ قابض ہو، مقاماتِ مقدسہ کی بے حرمتی اور پامالی کرنے والا ہو ایک خود بہت بڑا جرم اور گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول: ''يَـاأَيُّهَـا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ'' کی صریح اور کھلم کھلا مخالفت ہے۔

اور اسی طرح ایسے شخص کے ساتھ رفق و نرمی کرنے سے جو زمین میں فساد پھیلاتا پھرتا ہو، لوگوں کو دہشت زدہ کرتا ہو، امن وسکون کو غارت کرتا ہو خواہ یہ رفق و نرمی اس کے جرم کو ہلکا کر کے پیش کر کے ہو یا اس کی سزا میں تخفیف کر کے

ہو یا بالکل سے سزا معاف کر کے ہو، اس مجرم کے اندر اور زیادہ جرم کرنے کی جرأت اور ہمت پیدا ہوگی لہٰذا اس صورت میں رفق و نرمی کرنا خود برا اور غیر دانشمندانہ عمل ہوگا۔

اور اسی طرح کسی بے ادب کی تادیب اور کسی کوتاہی کرنے والے کی گرفت نہ کرنا وغیرہ بھی بے موقع نرمی کرنا ہے بلکہ ایسے مواقع میں رفق و نرمی کا استعمال کرنا قابل مذمت ہے اور رفق کا غلط و بیجا استعمال ہے۔

اگر ڈاکٹر خراب اور فاسد مادہ کو ناگزیر حالت میں بھی بدن میں چھوڑ دے اور اس کو آپریشن کر کے باہر نہ نکالدے تو اس حالت میں مریض کا مرض بڑھ جائے گا، یا کسی مریض کو کڑوی دوا نہ دے تو یہ اس مریض کے ساتھ رفق اور نرمی نہ ہوئی بلکہ یہ تو اس کے مرض کو اور بڑھا دے گا اور یہ مریض پر ظلم ہے۔

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”من الأمور امور لایصلح فیها الرفق الا الشدة کالجرح یعالج ، فاذا احتیج الی الحدید لم یکن منه بُدٌ“

بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں صرف شدت اور سختی ہی کارگر ہوتی ہے جیسے زخم، کہ اس کا علاج کیا جائے گا اور جب آپریشن کی ضرورت ہوگی تو پھر اس سے کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔ (فیض القدیر للمناوی:۴:۵۹)

ایسے امور میں عزم، ارادہ کی پختگی اور جزم و احتیاط مطلوب ہے نہ کہ رفق و نرمی کی۔

بہر صورت مسلمان کو حکمت و تدبر، حزم و احتیاط اور دانائی و عقلمندی سے کام لینا لازم ہے۔ جہاں پر شدت و سختی کی ضرورت ہو وہاں پر شدت و سختی کا برتاؤ

کرنا چاہئے اور جہاں پر رفق ونرمی کی ضرورت ہو وہاں پر رفق ونرمی کا برتاؤ ہونا چاہئے ۔

درشتی ونرمی بہم در بہ است   چو فاسد کہ جراح ومرہم نہ است

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

"تدرون ماالرفق ؟ قالوا: قل یاأبا محمد ،قال: ان تضع الامور فی مواضعھا ، الشدۃ فی مو ضعھا واللین فی مو ضعہ والسیف فی موضعہ و السوط فی مو ضعہ"

تم لوگ جانتے ہو رفق ونرمی کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ ہی فرماد یجئے اے ابومحمد۔ انھوں نے کہا: رفق یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو، سختی کی جگہ سختی ہو اور نرمی کی جگہ نرمی ہو۔ تلوار کی جگہ تلوار کا استعمال ہو اور کوڑے کی جگہ کوڑے کا استعمال ہو۔ یعنی جب اور جہاں جس چیز کی ضرورت ہو وہاں وہی چیز استعمال کی جائے۔ (احیاء علوم الدین: ۳: ۱۹۸)

خلاصہ یہ کہ رفق اور نرمی پر عمل کرنے کے لئے کچھ اصول اور ضابطے ہیں جن کی رعایت ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے تا کہ اس کے مقاصد حاصل ہو سکیں۔

رفق ونرمی سے کیا فوائد ومقاصد حاصل ہوتے ہیں

جب ایک بندۂ مومن رفق ونرمی کے طرزِ عمل کو اپنی زندگی کا شیوہ بناتا ہے تو اس سے اجمالی طور پر جو فائدے اور مقاصد حاصل ہوتے ہیں وہ درج

ذیل نقاط میں بیان کئے جاتے ہیں:۔

رفق ونرمی کا شیوہ اختیار کرنے سے پہلا فائدہ اور سب سے اونچا مقصد جو حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک بندۂ مومن اس صفت رفق کو اللہ تعالیٰ کی طاعت وفرمانبرداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی اتباع کی نیت سے اختیار کرتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ ''فوز عظیم'' (زبردست کامیابی) کی دولت سے سرفراز ہوتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَمَن يُطِعِ اللّٰہ وَرَسُوله فَقَد فَازَ فَوزاً عَظِيماً'' (اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا یقیناً وہ بڑی کامیابی سے سرفراز ہوگیا)

اسلام کو صحیح شکل وصورت میں پیش کرنا

رفق ونرمی اور لطف ومہربانی کے سلسلہ میں جس کثرت سے قرآن و حدیث میں نصوص آئی ہوئی ہیں ان سے بڑی صراحت اور وضاحت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام رفق ونرمی اور لطف ومہربانی کا دین ہے بلکہ یہ دین اسلام کا نہایت نمایاں وصف ہے اور خلق خدا کے ساتھ رفق ونرمی اور لطف و مہربانی ایک سچے مسلمان کی نمایاں صفت ہے جس کی جھلکیاں اس کی اسلامی معاشرت اور دینی معاملات میں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔

لوگوں کی نظر میں اسلامی احکام کو مرغوب اور پسندیدہ بنانا

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کی وصیت کے ساتھ

رسول اور معلم بنا کر مبعوث فرمایا کہ وہ رفق و نرمی کریں، تشدد اور سختی نہ اختیار کریں اور یہ کہ آسانی فرمائیں اور تنگی میں نہ ڈالیں اور یہ کہ بشارت اور خوشخبری سنائیں متنفر نہ کریں۔ اس طرزِ عمل سے لوگوں کے دل کھل گئے اور ان کو اسلام سے محبت ہوگئی اور فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت سعید بن ابی بردۃ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

"لما بعثه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و معاذ بن جبل قال لهما: "یسرا و لا تعسراً و بشرا و لا تنفراً...."

جب ان کو اور معاذ بن جبلؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعوت اسلام کے لئے) بھیجا تو آپ نے ان دونوں حضرات سے فرمایا: تم دونوں آسانی کرنا، تنگی اور دشواری مت کرنا۔ خوشخبری سنانا اور نفرت نہ دلانا....

(بخاری: کتاب الادب ۶۱۲۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یسروا و لا تعسروا و سکنوا و لا تنفروا" (آسانی کرو اور تنگی مت کرو لوگوں کو آرام پہنچاؤ اور نفرت مت دلاؤ) (بخاری: (۶۱۲۵)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس حدیث شریف میں معاملات میں آسانی کرنے کی اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ رفق و نرمی کرنے کی اور ان کی نظر میں ایمان کی محبت پیدا کرنے کی اور سختی و شدت کو ترک کرنے کی تعلیم ہے تا کہ لوگوں کے دل متنفر نہ ہو جائیں

خصوصاً ان لوگوں کے ساتھ جو اسلام میں ابھی داخل ہوئے ہیں یا ان بچوں کے ساتھ جو ابھی بلوغ کی عمر کو پہنچے ہیں تاکہ ایمان ان کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے اور اس کے وہ عادی ہو جائیں اور اس طرح انسان کو اپنی اصلاح میں بھی نرمی کرنا لازم ہے جبکہ وہ صدق دل سے اپنی اصلاح چاہتا ہو۔ اپنے نفس کے اوپر سختی نہ کرے بلکہ نفس کو آسانی کے ساتھ بتدریج اعمال کے کرنے کا خوگر بنائے یہاں تک کہ جب نفس ایک حالت اور ایک عمل میں پختہ اور اس سے مانوس ہو جائے تو پھر دوسرے اعمال کی طرف اس کا رخ کرے اور نفس پر پہلے سے اتنا ہی زیادہ بوجھ ڈالے جس کو وہ برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہو اور اتنا بوجھ نہ ڈالے کہ نفس اس کے کرنے سے عاجز ہو جائے۔

(فتح الباری: ۱۳: ۱۷۴)

آسان طریقہ سے مقصد تک پہنچنا

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی بھی مسئلہ یا کوئی نقطہ نظر یا کسی کے سامنے اپنی کوئی حاجت اور ضرورت جب اچھے انداز سے نرم لب ولہجہ میں پیش کی جاتی ہے تو مقصد میں کامیابی حاصل ہوتی ہے اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ رفق ونرمی اور لطف ومہربانی دل کے دروازہ کھولنے کی کنجی ہے (الرفق مفتاح للقلوب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ان الرفق لایکون فی شئی الازانه و لا ینزع من شئی الاشانه" (رفق ومہربانی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو آراستہ کر دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اسکو عیب دار کر دیتی ہے)

رشتوں اور تعلقات کی مضبوطی

انسانی زندگی میں بعض دفعہ ایسے حالات اور معاملات پیش آجاتے ہیں جن کا کوئی شان وگمان نہیں ہوتا ایسے وقت میں آدمی اگر حکمت اور دانائی سے کام لیتا ہے اور اس کو رفق و نرمی سے سلجھاتا ہے تو اس سخت مرحلہ سے کامیابی کے ساتھ گذر جاتا ہے اسلیئے کہ رفق و نرمی کی صفت ایسی صفت ہے جو اپنے اندر بہت سے اسرار ورموز اور بڑی بڑی خصوصیتیں رکھتا ہے۔ رفق کی وجہ سے بڑی بڑی رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں اور دوریاں قربت میں بدل جاتی ہیں اور آپسی تعلقات مضبوط ہو جاتے ہیں، دلوں سے بغض وکینہ ختم ہو جاتا ہے اور مطلوب ومقصود حاصل ہو جاتا ہے اس کے برخلاف سختی تشدد اور اکھڑ پن سے نفرت بغض، عداوت اور لاتعلقی پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

’’فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ وَ لَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَا نۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ‘‘ (بعد اس کے اللہ ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے) (سورۂ آل عمران: ۱۵۹)

اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ نیز خطاء اور غلطی کرنے والوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک اور رفق و نرمی کے برتاؤ کی مثالیں اوپر گذر چکی ہیں جیسے ایک اعرابی کا مسجد نبوی میں پیشاب کر دینا

اور جب لوگوں نے اس کو روکنا چاہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

''دعوه ، وهريقوا على بوله سجلا من ماء أو ذنوباً من ماء، فانما بعثتم ميسرين و لم تبعثوا معسرين''

اس کو چھوڑ دو، اور اس کے پیشاب پر پانی بہادو یا یہ فرمایا کہ پانی کا ایک ڈول بہادو۔ تم تو آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو دشواری کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔ (حوالہ سابق)

ایک روایت میں ہے کہ: ''فجزره الناس ، فنهاهم النبي صلى الله عليه وسلم '' (لوگوں نے اس کو ڈانٹا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو منع فرمادیا) (بخاری:۲۲۱)

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا:

''ان هذه المساجد لا تصلح لشئی من هذا البول ولاالقذر ، انما هی لذكر الله عز و جل و الصلاة وقراة القرآن '' (یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی وغیرہ کے لئے نہیں ہیں۔ یہ تو اللہ عزوجل کے ذکر کے لئے اور نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کیلئے ہیں (مسلم:۱۱۰۔۲۸۵)

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''بينا انا اصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عطس رجل من القوم ، فقلت يرحمك الله ، فرمانی القوم بابصارهم ، فقلت : واثكل امياه ! ما شانكم تنظر ون الی؟ فجعلوا يضربون بأيدهم على أفخاذهم ، فلما رأيتهم يصمتوننی لكنی سكت ، فلما رسول الله صلى الله عليه وسلم فبأبی هو و

أمی ما رأیت معلماً قبله و لا بعده أحسن تعلیماً منه فوا للہ ما کھرنی ، و لا ضربنی و لا شتمنی . قال : ان ھذہ الصلاۃ لا یصلح فیھا شئی من کلام الناس ، انما ھو التسبیح و التکبیر و قرأۃ القر آن''

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص کو چھینک آئی ، میں نے کہا: یرحمک اللہ ، تو لوگ مجھ کو آنکھوں سے گھورنے لگے۔ میں نے کہا: تمہارا ناس ہو تمہارا کیا حال ہے تم لوگ میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو؟ تو لوگ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے پھر جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو وہ مجھ کو خاموش کرا رہے تھے۔ لیکن میں خاموش رہا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے ایسا اچھا اور عمدہ تعلیم دینے والا معلم نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ اللہ کی قسم نہ تو مجھ سے ترش روئی فرمائی اور نہ ہی مجھے مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔ آپ نے فرمایا: بیشک نماز لوگوں کے کلام میں سے کسی چیز کے لئے نہیں ہے، یہ تو صرف تسبیح و تکبیر اور قرآن پڑھنے کے لئے ہے۔ (مسلم: کتاب المساجد۔۳۳۔۵۳۷)

رفق و مہربانی کے نمونے، مثالیں

اور جھلکیاں

رفق ونرمی اور لطف و مہربانی سراسر خیر ہی خیر ہے اور ایسا انسان جس میں رفق ونرمی کی صفت موجود ہو وہ اس خیر کا سرچشمہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''من اعطی حظه من الرفق فقد أعطی حظه من الخیر و من حظه من الرفق فقد حرم حظه من الخیر''

(جس شخص کو رفق میں سے اس کا حصہ دیا گیا تو اسکو خیر اور بھلائی میں سے اس کا حصہ دیا گیا اور جو شخص کو رفق کے حصہ سے محروم کر دیا گیا تو وہ خیر اور بھلائی کے اپنے حصہ سے محروم کر دیا گیا)۔

نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''ان اللّٰه یحب الرفق فی الامر کله ''(بیشک اللہ تعالیٰ رفق اور مہربانی کو تمام معاملات میں پسند فرماتے ہیں''

رفق ونرمی ایسی چیز ہے جو زندگی کی تمام حالتوں میں مطلوب ہے اور حیات انسانی کے ہر گوشہ اور ہر میدان میں اس کی ضرورت ہے۔

انسانی زندگی میں تین حالات ایسے ہیں جن میں رفق ونرمی اور لطف و مہربانی اور اعتدال کی ضرورت پڑتی ہے۔

۱ عبادات

۲ خانگی تعلقات

۳ عوامی زندگی

اب ذیل کی سطور میں ان میں سے ہر ایک پر دلائل کی روشنی میں گفتگو کی جاتی ہے۔

پہلی بحث

عبادات میں رفق ونرمی

اسلام آسانی اور سہولت والا دین ہے جس میں نہ تو سختی وتشدد ہے اور نہ مشقت۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"یُرِیدُ اللہ بِکُمُ الیُسرَ وَ لَایُرِیدُ بِکُم العُسر" (اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور دشواری نہیں چاہتا) (سورۂ بقرہ:۱۸۵)

شریعت مطہرہ کا امتیاز ہی یہ ہے کہ اس کے قوانین رحمت وکرم سے لبریز ہیں جس میں نہ تو تنگی کا گذر ہے اور نہ ہی ایسے احکام ہیں جو انسان کو عاجز اور بے بس کردیں۔ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

"وَمَا جَعَلَ عَلَیکُم فِی الدِّینِ مِن حَرَج" (اور تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں ڈالی) (سورۂ حج:۷۸)

شریعت غراء نے انسان کو اتنا ہی مکلّف کیا ہے جتنا کہ وہ برداشت کرنے اور سہارنے کی طاقت رکھتا ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

''لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفساً اِلا وُسْعَھَا'' (اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش (کے مطابق)) (سورۂ بقرہ:۲۸۶)

یہی وجہ ہے کہ رفق و نرمی دین اسلام کا ایک اہم مقصد ہے اور اس کی ایک نمایاں وصف ہے اور اسکے احکام کی ایک بڑی خصوصیت ہے۔ اور یہ ایسی شے ہے جو عبادات کے ادا کرنے کے وقت بھی مطلوب ہے وہ عبادات خواہ نماز وروزہ ہو یا زکوۃ و حج ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور عبادت ہو۔ فرض ہو خواہ نفل ہو۔ قولی عبادت ہو یا عملی عبادت ہو، سری اور خفیہ ہو یا علانیہ اور ظاہری عبادت ہو، یا تنہا ادا کی جانے والی عبادت ہو یا اجتماعی طور پر ادا کی جانے والی عبادت ہو۔ اس پر کچھ مثالیں بطور دلیل کے پیش کی جاتی ہیں:۔

نفس کے ساتھ رفق و نرمی کا لحاظ کرتے ہوئے عبادت میں غلو اور برداشت سے زیادہ کرنے کی ممانعت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یاایھا الناس خذوا من الاعمال ما تطیقون فان اللّٰہ لا یمل حتی تملو، وان أحب الاعمال الی اللّٰہ مادام و ان قلّ''

لوگو جس قدر اعمال کرنے کی طاقت رکھو اتنا ہی کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے یہاں تک کہ تم ہی اکتا جاؤ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔

(بخاری: کتاب اللباس۔۵۸۶۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لن ینجی احدامنکم عمله . قالوا : و لاانت یا رسول اللّٰه ؟ قال: و لا الا ان یتغمدنی اللّٰه برحمة . سددوا و قاربوا ، و اغدوا و روحوا و شیئاً من الدُّلجة والقصد القصد تَبلغوا“

(بخاری: باب القصد۔۶۴۶۳)

تم میں سے کسی کو اس کا عمل ہرگز نجات نہ دلائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا، آپ کو بھی اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: مجھے بھی مگر یہ کہ اللہ مجھے رحمت سے ڈھانپ لے گا۔ درست رہو، اور اعتدال کے ساتھ عمل کرو اور صبح اور شام کو عبادت کرو اور کچھ اندھیرے میں اور اعتدال اختیار کرو اعتدال (منزل) کو پہنچ جاؤ گے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قاربوا“ کا مطلب یہ ہے کہ حد سے آگے مت بڑھو کہ عبادت میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈالدو کہ تمہیں یہ اکتاہٹ میں نہ ڈالدے جس کے نتیجہ میں عمل کرنا ہی چھوڑ دو اور کوتاہی میں مبتلا ہو جاؤ۔ اور ”واغدوا“ کے اندر عبادات میں رفق و نرمی کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱:۳۰۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”أدومها و ان قل“ (جس پر ہمیشگی ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو) اور فرمایا: ”کلفوا من الأعمال ما تطیقون“ (اعمال میں سے جتنا

کرنے کی طاقت رکھتے ہو اتنا ہی کے مکلّف ہو)

(بخاری: ۶۴۶۵، باب القصد والدوامۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، دوستونوں کے درمیان ایک رسی پھیلی ہو تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ما ھذا'' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: زینب کی ہے، وہ نماز پڑھتی ہیں، جب سستی یا کمزوری ہونے لگتی ہے تو اس کو پکڑ لیتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حلوہ لیصل احدکم نشاطہ فاذا کسل أو فتر قعد'' (اس کو کھول دو، تم میں سے ہر ایک کو نشاط اور چستی کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے پھر جب سستی یا کمزوری ہونے لگے تو بیٹھ جائے)

(بخاری: کتاب التہجد: (۱۱۵۰) مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین: ۲۱۹۔۷۸۴)

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عبادات میں نفس کے ساتھ نرمی اور سہولت مطلوب ہے۔ جب انسان فرض ادا کر چکے تو اپنے اوپر اتنا ہی بوجھ ڈالے جتنا کہ برداشت کرنے کی طاقت ہو۔ اپنے اوپر نوافل کی کثرت کی مشقت اپنے برداشت سے زیادہ کہ کہیں اکتاہٹ میں نہ مبتلا ہو جائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ''باب ما یکرہ التشدید فی العبادۃ خشیۃ الفتور و خوف الملل'' (یہ باب اس کے بیان میں ہے کہ عبادت میں تشدد کرنا اکتاہٹ اور کمزوری کے اندیشہ سے مکروہ ہے) کے ذیل میں روایت فرمایا ہے۔ اور پھر یہی اکتاہٹ بعض اوقات عبادت کے بالکلیہ

ترک کردینے کا سبب بن جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتلایا گیا کہ عبداللہ یہ کہتے ہیں: کہ میں جب تک زندہ رہوں گا رات بھر ضرور قیام کرتا رہوں گا اور ضرور دن کو روزہ رکھوں گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''أنت الذی تقول ذلک'' (کیا تم ہی یہ بات کہتے ہو؟) میں نے عرض کیا: میں نے ہی یہ بات کہی ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''فانک لا تستطیع ذلک، فصم و أفطر، و نم و قم من الشهر ثلاثة أيام، فان الحسنة بعشر أمثالها و ذلک مثل صيام الدهر''

(تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو، روزہ رکھو اور افطار بھی کرو، سوؤ اور قیام بھی کرو، اور مہینہ میں تین دن روزہ رکھو، اسلیئے کہ ایک نیکی اپنے دس گنا ہے اور یہ (یعنی مہینہ میں تین دن کا روزہ) ہمیشہ روزہ رکھنے کی طرح ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں تو اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صم یوماً و أفطر یومین'' ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اے اللہ کے رسول۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صم یوماً و أفطر یوماً و ذلک صیام داؤد علیہ

السلام وهو أعدل الصيام"

ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور یہ بہت ہی معتدل روزہ ہے۔ انھوں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا أفضل من ذلك" اس سے افضل کچھ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"لأن أكون قبلت الثلاثة الأيام التى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أحب الى من أهلى و مالى"

اگر میں ان تین دنوں کو قبول کر لیا ہوتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تو یہ مجھ کو میرے گھر بار اور میرے مال سے زیادہ محبوب ہوتا

(مسلم: کتاب الصیام: ۱۸۱(۱۱۵۹)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر رفق اور نرمی نیز شفقت فرماتے تھے نیز ان کے مصالح وفوائد کی طرف رہنمائی فرماتے تھے، جس چیز کے کرنے پر مواظبت ہو سکتی ہو اس کی ترغیب دلائی ہے۔ عبادت میں تعمق یا ایسی زیادتی کرنے لگنا جو عبادت سے متنفر ہونے کا سبب بن جائے یا عبادت ہی چھوڑ دینے کا خدشہ ہو یا عبادت میں کمی اور کوتاہی ہونے لگے تو ایسی چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ (شرح مسلم: ۸: ۳۹: ۴۰)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

"ما أحسن الايمان يزينه العلم و ما أحسن العلم يزينه

العمل ،ما احسن العمل یزینہ الرفق... ''(وہ ایمان کتنا اچھا ہے جس کو علم آراستہ کرے اور وہ علم کتنا اچھا ہے جس کو عمل آراستہ کرے اور وہ عمل کتنا اچھا ہے جس کو رفق ونرمی آراستہ کرے) (احیاء علوم الدین: ۳:۱۹۸)

نفس کی راحت کا خیال کر کے ظہر کی نماز گرمی کی شدت کی وجہ سے دیر کر کے پڑھنا

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ نماز کو اس کے مستحب وقت یعنی اول وقت میں پڑھا جائے لیکن اگر نمازیوں کو کوئی پریشانی اور تکلیف لاحق ہونے لگے تو پھر نماز کو اول وقت سے مؤخر کر کے (نماز کے وقت کے اندر اندر) پڑھنا مستحب ہے۔ اور یہی احناف کا مذہب ہے۔ یہ حکم بھی لوگوں کے ساتھ رفق ونرمی کی وجہ سے ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أبرد أبرد ''(ٹھنڈا کرلو، ٹھنڈا کرلو) یا یہ فرمایا: '' انتظر انتظر ''(انتظار کرو انتظار کرو) اور ارشاد فرمایا: '' شدۃ الحر من فیح جھنم ، فاذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلاۃ ''(گرمی کی سختی جہنم کی جوش مارنے سے ہے جب سخت گرمی ہو تو نماز ٹھنڈا کر کے پڑھو) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: '' حتی رأینا فیئَ التُّلول '' یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں اور پہاڑوں کے سایے کو دیکھا (یعنی اتنی تاخیر سے ظہر پڑھی کہ ٹیلے کے سائے نظر

آنے لگے۔

(بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ (۵۳۵) مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ: ۱۸۴۔۶۱۶)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ''ٹھنڈا کرو'' کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں اتنی تاخیر کرو کہ وقت ٹھنڈا ہو جائے۔ (فتح الباری: ۲۱۲)

مقتدیوں کے خیال سے نماز کو ہلکی پھلکی پڑھنا اور لمبی نہ کرنا

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز میں دیر کر دیتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں نماز لمبی پڑھاتے ہیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت کرنے میں اتنا غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا اس دن غصہ ہوئے، ارشاد فرمایا:

''یا أیها الناس ان منکم منفِّرین فأیکم أم الناس فلیوجز فان من ورائه الکبیر و الضعیف و ذا لحاجة''

اے لوگو، تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی امامت کرے تو چاہئے کہ مختصر کرے، کیونکہ اس کے پیچھے عمر دراز بھی ہیں کمزور وناتواں بھی ہیں اور حاجتمند بھی ہیں۔ (بخاری: کتاب الاحکام: ۱۵۹۔۷، مسلم: کتاب الصلاۃ: ۱۸۲ (۴۶۶)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اذا صلى أحدكم للناس فليخفف ،فان منهم الضعيف و السقيم و الكبير و اذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ماشاء''

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے اسلئے کہ ان میں کمزور، بیمار اور عمر رسیدہ ہیں اور جب کوئی تنہا نماز پڑھے تو جتنی لمبی چاہے پڑھے۔ (بخاری: کتاب الاذان: ۷۰۳) مسلم: کتاب الصلاۃ: ۱۸۳ (۴۶۷)

حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آخری جو عہد لیا وہ یہ تھا کہ ''اذا أممت قوماً فأخف بهم الصلاة'' (جب تم کسی قوم کی امامت کرو تو ان کو ہلکی نماز پڑھاؤ) (مسلم کتاب الصلاۃ: ۱۸۷ (۴۶۷)

یہ سب احادیث شریفہ مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے نماز کی ادائیگی میں رفق ونرمی کرنے پر دلیل ہیں کہ اتنی لمبی نماز نہ پڑھائیں کہ لوگ مشقت اور تعب میں پڑ جائیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انى لأدخل فى الصلاة وأناأريد اطالتهما . فاسمع بكاء الصبى ، فأَتَجَوَّزُ فى صلاتى مما أعلم من شدة وجد أمه من بكائه''

میں نماز شروع کرتا ہوں اور لمبی نماز پڑھنا چاہتا ہوں پھر بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اسلئے کہ میں بچہ کے رونے سے بچہ کی ماں کی بیخودی کی شدت کو جانتا ہوں۔ (بخاری: کتاب الاذان: ۵۹۔ مسلم: کتاب الصلاۃ: ۱۹۲۔۴۷۰)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں مقتدیوں اور اپنے ماتحتوں

کے ساتھ رفق ونرمی کرنے اور انکے مصلحتوں کی رعایت کرنے کی دلیل ہے اور یہ کہ ان کے اوپر کوئی بلا ضرورت ایسی چیز نہ لازم کرے جس میں ان پر مشقت ہو اگر چہ وہ کام آسان ہی ہو۔ (شرح مسلم:۴:۱۸۷)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب پر شفقت اور سن رسیدہ لوگوں کے حالات اور چھوٹے بچوں کی رعایت کا بیان ہے۔ (فتح الباری:۲:۲۳۷)

صوم وصال سے ممانعت

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایاکم و الوصال'' (تم لوگ، صوم وصال۔ یعنی مسلسل بغیر افطار کئے ہوئے روزہ رکھنے سے بچو) یہ دو مرتبہ فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ تو مسلسل روزہ رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انی أبیت یطعمنی ربی و یسقینی، فاکلفوا من العمل ما تطیقون'' (میں اس حال میں رات گذارتا ہوں کہ مجھ کو میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے تم لوگ اتنا ہی پابند عمل بنو جتنا طاقت رکھتے ہو)

(بخاری: کتاب الصوم (۱۹۶۶) مسلم: کتاب الصیام:۲:۴:۷۷)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نهی النبی صلی الله علیه وسلم عنه رحمة لهم وإبقاء علیهم ، و مایکره من التعمق''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شفقت اور ان کی صحت وزندگی کے خیال سے منع فرمایا اور اس لئے منع فرمایا کہ غلو ناپسندیدہ ہے۔ (بخاری: کتاب الصوم:۴:۳۲۸)

سحری کی مشروعیت اور سحری کرنے میں

تاخیر کا استحباب

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے عرض کیا کہ اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ تو انھوں نے کہا کہ: ”قدر خمسين آية“ (پچاس آیت پڑھنے کے بقدر)

(بخاری: کتاب الصوم (۱۹۲۱) مسلم: کتاب الصیام: ۴۷: (۱۰۹۷)

امام عبداللہ بن سعد بن سعید بن جمرۃ صاحب جمع النہایۃ فرماتے ہیں:

”كان صلى الله عليه وسلم ينظر ما هوا لأ رفق بأمته فيفعله لا نه لولم يتسحر لا تبعوه فيشق على بعضهم ،ولو تسحر فى جوف الليل لشق أيضا على بعضهم ممن يغلب عليه النوم ، فقد يفضى الى ترك الصبح ، أو يحتاج الى المجاهدة با لسهر . وقال : فيه أيضا تقوية على الصيام لعموم الاحتياج إلى الطعام ولو ترك لشق على بعضهم ...“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے کہ ان کی امت کے لئے کیا چیز زیادہ آسان ہے وہی چیز آپ کیا کرتے اسلئے کہ آپ سحری نہ تناول فرماتے تو لوگ آپ کی اس میں پیروی کرتے اور اس سے بعض لوگ مشقت اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتے اور اگر آدھی رات کو سحری فرماتے تو بھی لوگوں کو مشقت ہوتی چونکہ

اس وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ یا تو صبح کی نماز ترک ہوتی یا مشقت اٹھا کر جاگتے رہتے ۔ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اس سے روزہ رکھنے میں تقویت حاصل ہوتی ہے کیونکہ کھانے کی حاجت تو عام طور سے ہوتی ہے اور اگر سحری کو بالکل ہی ترک فرما دیتے تو بھی بعض لوگ مشقت میں پڑ جاتے ۔

(نقلاً عن الفتح الباری لابن حجر عسقلانی:۴:۱۶۵)

افطار میں جلدی کرنا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر'' (جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے خیر میں رہیں گے)

(بخاری: کتاب الصوم:۱۹۵۸۔ مسلم: کتاب الصیام:۴۸(۱۰۹۸)

امام مہلبؒ شارح صحیح البخاری فرماتے ہیں: اس میں حکمت یہ ہے کہ دن میں رات کا حصہ شامل نہ ہو اور یہ کہ روزہ دار پر آسانی ہو اور اس کے لئے عبادت کرنے میں زیادہ قوت پیدا ہو۔ (نقلاً عن الفتح الباری:۴:۲۳۴)

پہلے اپنی ذات پر خرچ کرنا پھر دوسرے پر خرچ کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنو عذرہ کے ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو مدبّر کیا مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس کے آقا نے غلام سے یہ کہہ دیا ہو کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''**الک مال غیرہ**'' (کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی مال اور ہے؟) انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''**من یشتریہ منی**'' (اسکو مجھ سے کون خریدے گا؟) اسکو نُعیم بن عبداللہ عدَوی نے آٹھ سو درہم میں خریدلیا اور وہ درہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اس کو دیدیا۔ پھر فرمایا:

''**إبدأبنفسک فتصدق علیها فان فضل شئی فلأ هلک ، فان فضل عن أهلک شئی فلذی قرابتک ، فاذا فضل عن ذی قرابتک شئی فهکذا و هکذا**''

خود اپنی ذات سے شروع کرو کہ پہلے اپنے اوپر خرچ کرو۔ پھر اگر کچھ بچ رہے تو تیرے گھر والوں کے لئے ہے اور گھر والوں سے جو بچ جائے تو تیرے رشتہ داروں کیلئے اور ان سے بھی بچ جائے تو اس طرح کرو اور اس طرح کرو۔ کہ اپنے دائیں سے اپنے بائیں سے اپنی سامنے سے غرض پھر دل کھول کر خرچ کرو۔ (مسلم: کتاب الزکوۃ۔۴۱: (۹۹۷)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے لئے یہ عنوان قائم فرمایا ہے: ''**باب ابتداء فی النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة**'' (یہ باب پہلے اپنے اوپر خرچ کرنے پھر اپنے گھر والوں پھر رشتہ داروں پر کرنے کے بیان میں ہے)

پھر حدیث کے فوائد میں بیان فرمایا ہے:

"إن الحقوق و الفضائل إذا تزاحمت قدم الأوكد فالأوكد "(جب حقوق اور فضائل آپس میں ٹکرا جائیں تو اس میں الاہم فالاہم کے اصول کے مطابق عمل ہوگا)۔ (شرح صحیح مسلم :۷: ۸۳)

عرفہ کے دن روزہ حاجی کے لئے مستحب نہیں ہے

ام فضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے پاس عرفہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے بارے میں اختلاف کیا۔ بعض حضرات نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے نہیں ہیں۔ تو ام فضل نے دودھ کا ایک پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور اس وقت آپ اپنے اونٹ کے اوپر کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پی لیا۔

(بخاری: کتاب الحج:۱۶۶۱۔ مسلم: کتاب الصیام:۱۱۰(۱۱۲۳))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"احتج الجمهور بفطر النبى صلى الله عليه وسلم فيه، و لأنه أرفق بالحاج فى آداب الوقوف ومهمات المناسک "

جمہور فقہاء نے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ نہ رکھنے پر استدلال کیا ہے اور اسلئے کہ یہ وقوف عرفات اور مناسک حج کی ادائیگی میں حاجی کے لئے زیادہ سہولت کا ذریعہ ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی:۸:۲)

حاجی کا دعا وغیرہ کرنے میں اپنی ذات کے ساتھ

رفق وآسانی کا معاملہ کرنا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اترتے تو تہلیل وتکبیر کرتے جس میں ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یاأیها الناس ، اربعوا علی انفسکم ، فانکم لا تدعون أصم و لا غائباً ، انه معکم ، إنه سمیع قریب ، تبارک اسمه وتعالی جده''

لوگو، اپنی جانوں کے ساتھ نرمی کرو، اس لئے کہ کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہے۔ بیشک وہ سننے والا ہے اور قریب ہے، بابرکت ہے اس کا نام، اور بلند مرتبہ ہے اس کی بزرگی۔

(بخاری: کتاب الجہاد والسیر :۲۹۹۲۔ مسلم: کتاب الذکر والدعاء...۴۴(۲۷۰۴)

دوسری بحث

خانگی تعلقات میں رفق ونرمی کا برتاؤ

انسان کے سماجی اور معاشرتی تعلقات کے اسباب میں سے دو سبب بہت نمایاں اور اہم ہیں ان میں سے ایک خاندانی یا بالفاظ دیگر ددھیالی رشتہ و قرابت اور دوسرے سسرالی رشتہ وقرابت ۔ اسلام نے ان دونوں ہی تعلقات اور رشتہ داریوں کو بہت اہمیت دی ہے اوران کے لئے احکام وقوانین اوراصول و ضوابط مقرر کئے ہیں اور آداب وہدایات ذکر کئے ہیں ۔

ان رشتوں میں رفق ونرمی اور حسن سلوک کا دائرہ کار اور میدان عمل بہت وسیع ہے ۔ باپ بیٹے ، بھائی بہن ، میاں بیوی ، نیز سسرالی اور ننیہالی رشتہ داریاں ، یہ سارے ہی رشتہ آپس میں میل ومحبت ، لطف ومہربانی اور ایکدوسرے کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ اور برتاؤ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کے تعلقات اور روابط مستحکم اور مضبوط ہوتے ہیں اور چونکہ مسلمان کو ہر ایک سے رفق ونرمی کا حکم دیا گیا اسلئے ان رشتہ داروں کے ساتھ بدرجہ اولیٰ رفق ونرمی اور حسن سلوک کا حکم ہوگا ۔ اور جس کے ساتھ رشتہ اور قرابت کا تعلق جتنا قریب ہوگا اس کے ساتھ رفق اور حسن سلوک کا حکم اسی اعتبار سے ہوگا ، چنانچہ ماں باپ کے ساتھ رفق اور حسن سلوک سب سے زیادہ مؤکد اور اہم ہے ، پھر اس طرح درجہ بدرجہ ۔

اور اگر رفق وحسن سلوک کے بجائے تشدد اور بد خلقی کا برتاؤ ہوگا تو پھر خاندانی تعلقات خطرے میں پڑ جائیں گے اور بسا اوقات تو تعلقات ختم ہی ہو جاتے ہیں اور مودۃ ومحبت کی جگہ بغض وعناد اور دشمنی پیدا ہو جائے گی۔

یہاں پر ان خاندانی اور خانگی تعلقات کی کچھ صورتیں پیش کی جاتی ہیں جن کے سلسلہ میں اسلام نے رفق اور حسن سلوک کی ترغیب دی ہے تاکہ اس کی وجہ سے دنیا میں تعلقات میں خوشگواری اور کامیابی حاصل ہو اور آخرت میں اجر وثواب کا ذخیرہ جمع ہوتا رہے۔

والدین کے ساتھ رفق ونرمی اور حسن سلوک کا برتاؤ کرنا

اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کو بڑا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ والدین کا حق بھی بیان فرمایا ہے اور ان پر شفقت ومہربانی کرنے حکم دیا ہے۔ اللہ بلند وبالا کا ارشاد ہے:

’’وَ قَضی رَبُّک اَن لاتعبدوا اِلا إیاہ وَبا لْوالِدین اِحْسَاناً‘‘

(اور تیرے رب نے حکم فرمادیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے حسنِ سلوک کرو) (سورۂ بنی اسرائیل: ۲۳)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’اَنِ اشْکُرلِی وَلِوَالِدَیک‘‘

(یہ کہ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا) (سورۂ لقمان: ۱۴)

والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کو نہایت ہی مؤکد عمل قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَوَصَّینَا الانُسَان بِوالِدیہ حُسُنا''

(اور ہم نے انسان کو ماں باپ سے حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے)

(سورۂ عنکبوت:۸)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَ صَاحِبُھُمَا فِی الدُّنُیا مَعُروفاً''

(اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بسر کرو) (سورۂ لقمان:۱۵)

اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَلا تَقُل لَّھُما اُفٍّ وَ لَا تَنُھَر ھُمَا وَ قُل لَّھُما قَولاً کَرِیماً وَاخُفض لَھُما جَنَاحَ الذل مِنَ الرَّحُمة''

(انہیں نہ کہو اُف (بھی) اور انہیں نہ جھڑکو اور ان سے ادب کے (ساتھ) بات کہو اور ان کے لئے عاجزی کے ساتھ بازو جھکادو مہربانی سے) (سورۂ بنی اسرائیل:۲۳)

ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''امک'' (تیری ماں)

اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''امک'' (تیری ماں)

انھوں نے پھر عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''امک'' (تیری ماں)

انھوں نے پھر عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ثم ابوک'' (پھر تیرا باپ)۔

(بخاری: کتاب الادب: ۵۹۷۱۔ مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب: ۱۰ (۲۵۴۸))

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی خدمت کرے ان کی فرمانبرداری کرے، ان سے وفاداری کرے، ان کے ساتھ اچھا رکھ رکھاؤ رکھے ان کے ساتھ تواضع اور عجز وانکساری سے پیش آئے۔ ان کے ساتھ ہر معاملہ میں اچھا اور بہتر سلوک کرے، ان کی خوشی کے لئے مال خرچ کرے بشرطیکہ وہ ناجائز محل نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ یہ چیزیں رفق کے ہی ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور اسی حقیقت کی طرف قرآن کریم نے اپنے بلیغ انداز میں اشارہ فرمایا ہے اور ''وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ'' (اور ان کے لئے عاجزی کے (ساتھ) بازو جھکا دو) جیسے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے کہ ان کے لئے اپنے بازوؤں کو پست اور جھکائے رکھو اور ان کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ کرو اور احسان وبھلائی سے پیش آؤ نہ یہ کہ ان کو جھڑکو اور ان سے ایسے الفاظ اور انداز میں بات کرو جس سے ان کو تکلیف ہو۔

اور چونکہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا شرعاً واجب ہے اس لئے ان کے ساتھ رفق ونرمی کا برتاؤ رکھنا بھی واجب ہوگا کیونکہ رفق ونرمی ہوگی تب ہی حسن سلوک ہو سکے گا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور رفق ونرمی کا برتاؤ واجب ہے اگرچہ وہ کافر یا گناہگار یا خدا کے نافرمان ہی ہوں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک

غزوہ میں تھے حدیث لمبی ہے اسی حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ”لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الأعز منها الأذل“ (بخدا ہم مدینہ واپس ہوں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال باہر کردے گا) اس کی مراد یہ تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو مدینہ سے نکال دیں گے۔

یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ”یا رسول اللّٰہ دعنی اضرب عنق هذا المنافق “ (اے اللہ کے رسول، مجھ کو اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن ماردوں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”دعه لا یتحدث الناس ان محمد یقتل أصحابه“ (چھوڑ دو کہ لوگ یہ نہ کہتے پھریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کردیتے ہیں) (بخاری: کتاب التفسیر (۴۹۰۵) مسلم: کتاب البر والصلة ۶۳ (۲۵۸۴)

ابن اسحاق نے اس روایت میں اتنا اور ذکر کیا ہے کہ:

”و بلغ عبد اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن أبی ما کان من امر ابیه، فاتی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: بلغنی انک ترید قتل ابی فیما بلغک عنه فان کنت فاعلا فمُرنی به فأنا احمل الیک راسه، فقال: بل ترفق به، و تحسن صحبته“

عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ کو (جو سچے مسلمان تھے) کو اپنے باپ کے بارے میں یہ بات معلوم ہوئی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھ کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ کو میرے باپ کے

بارے میں جو خبر پہنچ ہے اس کی وجہ سے آپ ان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو آپ مجھ کو حکم فرمایئے میں آپ کی خدمت میں اس کا سر حاضر کردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو، بلکہ اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور اچھا برتاؤ کرو۔ (نقلاً عن فتح الباری: ۸: ۵۱۸)

اس سے اندازہ لگانا چاہئے کہ اس رأس المنافقین کے ساتھ جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اذیت پہنچائی رفق ونرمی کرنے کا حکم دیا گیا ہے پھر ہمیں اپنے مسلمان والدین کے ساتھ رفق ونرمی کا کیسا کچھ برتاؤ اور سلوک کرنا چاہئے؟!

اولاد کے ساتھ رفق ونرمی

اولاد سے محبت کرنا فطری تقاضا ہے، والدین کے دل اس پر مجبور ہیں کہ وہ اپنی اولاد سے محبت کریں اور اس فطری اور جبلی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ شفقت ومحبت اور لطف و پیار کا برتاؤ کریں جس کے نتیجہ میں وہ اولاد کی پرورش کا بوجھ لذت وسرور کے جذبات واحساس سے سرشار ہو کر کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال رشد وہدایت میں کثرت سے ایسی احادیث موجود ہیں جن میں اولاد کی تربیت اور ان کے ساتھ لطف ومہربانی اور رفق ونرمی سے پیش آنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ذیل میں اس سلسلہ میں چند تعلیمات وہدایات پیش کی جاتی ہیں:۔

ماں پر بچہ کا حق ہے کہ اس کو دودھ پلائے

اسلام میں یہ بچہ کا حق ہے کہ اس کی ماں اسکو دودھ پلائے، مگر بعض اوقات میاں بیوی کے آپسی اختلافات اور چپقلش سے یہ حق ضائع ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ کبھی ماں بچہ کو دودھ پلانے سے انکار کر دیتی ہے تو کبھی باپ بچہ کو ماں کے سپرد کرنے سے انکار دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم رضاعت کے بارے میں صاف لفظوں میں واضح طور پر قرآن مجید میں ہے تاکہ بچہ کا حق ضائع نہ ہونے پائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ . وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ، لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ . فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ . وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ''

(اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں، جو کوئی دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے اور ان (ماؤں) کا کھانا اور آن کا لباس باپ پر (واجب) ہے دستور کے مطابق، کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی مگر اس کی وسعت (برداشت) کے مطابق، ماں کو نقصان نہ پہنچایا جائے اس کے بچہ کے سبب، اور

نہ باپ کو اس کے بچہ کے سبب، اور وارث پر بھی ایسا ہی (واجب) ہے، پھر اگر وہ دونوں دودھ چھڑانا چاہیں آپس کی رضامندی اور مشورہ سے، تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں، اور اگر تم چاہو کہ اپنی اولاد کو دودھ پلاؤ تو تم پر بھی کوئی گناہ نہیں، جب تم دستور کے مطابق (ان کے) حوالے کردو جو تم نے دینا ٹھہرایا تھا، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اسے دیکھنے والا ہے) (سوۂ بقرہ: ۲۳۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یونسؒ نے زہریؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے بچہ کو نقصان پہنچائے۔ ماں کہے کہ بچہ کو دودھ نہیں پلاؤں گی جب کہ ماں کا دودھ بچہ کے لئے بہ نسبت دوسرے کے بہت اہم ہے اور عمدہ غذا ہے اس لئے ماں کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے انکار کرے۔ نیز باپ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ بچہ کو اس کی ماں کو ضرر پہنچانے کا ذریعہ بنائے کہ اس کی ماں کو بچہ کو دودھ پلانے سے منع کردے اور دوسرے سے بچہ کو دودھ پلوا کر ماں کو اذیت پہنچائے۔

بچہ کو چمٹا کر اسکے ساتھ شفقت و پیار کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ: آپ لوگ بچوں کو چومتے ہیں ہم لوگ نہیں چومتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أو أملک لک ان نزع اللّٰہ من قلبک الرحمة" (میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت و شفقت کو نکال لیا ہے)

بخاری: کتاب الادب (۵۹۹۸) مسلم: کتاب الفضائل: باب رحمۃ الصبیان: ۶۴ (۲۳۱۷)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''قبل رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن بن علی وعنده الأقرع بن حابس التمیمی جالسا. فقال الأقرع: إن لی عشرة من الولد ما قبلت منهم أحداً. فنظر الیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم قال: ''من لا یَرحم لا یُرحم''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی کا بوسہ لیا۔ اس قت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی نہیں چوما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا پھر ارشاد فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا ہے اس کے اوپر رحم نہیں کیا جاتا''۔

(بخاری: کتاب الادب: ۵۹۹۷۔ مسلم: کتاب الفضائل: ۶۵: (۲۳۱۸)

بچہ کو سرزنش نہ کرنا کیونکہ وہ مکلَّف نہیں ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ کو لایا گیا۔ اس بچہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کردیا تو آپ نے پانی منگایا اور اس پر بہادیا۔

(بخاری: کتاب الوضوء: ۲۲۲) مسلم: کتاب الطہارت: ۲۳۷ (۲۸۶)

حضرت ام قیس بنت محصن اپنے ایک چھوٹے لڑکے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس کو اپنی گود میں بیٹھالیا۔اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کردیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا اور اس کو دھویا نہیں۔
(بخاری: کتاب الوضو (۲۲۳) مسلم: کتاب الطہارت: ۲۳۱ (۲۸۷))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فیہ: ندب الی حسن المعاشرة واللين والتواضع والرفق بالصغار و غيرهم'' (اس میں حسن معاشرت، نرمی، تواضع اور بچوں وغیرہ کے ساتھ رفق ومہربانی کرنے پر ترغیب ہے) (شرح صحیح مسلم: ۱۹۵۳)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''و يستفاد منه: الرفق بالأطفال، و الصبر مايحدث منهم و عدم مؤاخذتهم لعدم تكليفهم''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کے ساتھ نرمی اور ان سے جو ناخوشگوار بات پیش آئے اس پر صبر کرے اور ان کا مؤاخذہ نہ کرے کیونکہ وہ مکلّف نہیں ہیں۔
(فتح الباری: ۴۴۸/۱۰۔عند شرح حدیث (۶۱۱۲))

بچوں کی باتوں پر توجہ اور دھیان دینا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کی باندیوں میں سے ایک باندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑلیتی تھی پھر جہاں چاہتی آپ کو لے چلتی تھی۔
(بخاری: کتاب الادب: ۱ (۶۰۷۲))

اور مسند احمد میں ہے کہ مدینہ والوں میں سے کسی کی بچی آتی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑلیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچی سے اپنا

ہاتھ نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ جہاں چاہتی وہاں آپ کو لے کر جاتی۔ (مسند: ۳: ۱۷۴)

بچہ کی اصلاح اور تنبیہ میں رفق ونرمی کرنا

اسلام میں اصل حکم تو یہی ہے کہ بچہ کے ساتھ رفق ونرمی کا معاملہ ہو لیکن اگر بچہ کو تنبیہ کی ضرورت ہو تو اس کے لئے بھی مناسب طریقے استعمال کرے، مثال کے طور پر بچہ کو سمجھائے بجھائے، اس کی غلطیوں سے چشم پوشی کرے لیکن نظر میں رکھے۔ ڈانٹ ڈپٹ کرے، تھوڑے وقت کے لئے قطع تعلق کرلے، ہلکا سا مار دے۔ بچہ کے سرپرست اور مربی کو چاہئے کہ ان تدابیر کو بتدریج استعمال کرے۔ اگر پہلی تدبیر سے اصلاح نہ ہو تو دوسری کا استعمال کرے اور اس سے نہ ہو تو تیسری کا اور اسی طرح درجہ بدرجہ آگے بڑھتا رہے یعنی تربیت کرنے میں پہلے معمولی سزا دے اور سخت سزا بالکل آخر میں اختیار کرنا چاہئے۔ یکبارگی کم سزا دینے کے بجائے سخت سزا نہ دے مگر یہ کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔ در حقیقت مربی اور تربیت کرنے والا مثل معالج اور ڈاکٹر کے ہے۔ اسلئے تربیت کے واسطے وہی طریقے اختیار کرنا چاہئے جو حکمت اور مصلحت کے مطابق ہو۔

ان سزاؤں میں سب سے بڑی سزا مارنے کو شمار کیا گیا ہے اور مارنے کی سزا اسی وقت دینا جائز ہے جب اصلاح کی ساری تدبیروں سے مایوس ہو جائے۔ اور پھر بھی مارنے کی سزا نہایت مشکل حالات ہی میں اور محدود طور پر دی جائے، کیونکہ اصلاح اور تادیب کے لئے مارنا کچھ بہتر طریقہ نہیں ہے۔ جس شخص نے مار پیٹ کے ذریعہ اصلاح کرنی چاہی تو درحقیقت اس نے سختی کی، اصلاح اور تادیب نہیں کی، اور اس نے بجائے اصلاح کے اور خرابی کی راہ ہموار

کی اور بسا اوقات مربی کا یہ فعل بجائے تربیت اور اصلاح کے انتقام سمجھ لیا جاتا ہے اور پھر جب یہ صورت پیدا ہو جاتی ہے تو اصلاح اور تربیت نہیں ہو پاتی۔

بچوں کو سزا دینے کی شرائط اور ان کی اصلاح کا طریقہ

۱ تربیت کرنے والے کو مار پیٹ کی طرف اس وقت تک متوجہ نہ ہونا چاہیے جب تک وہ تنبیہ اور ڈانٹ ڈپٹ کے تمام طریقے استعمال نہ کرلے۔

۲ تربیت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ سخت غصہ کی حالت میں بچہ کو ہرگز نہ مارے کیونکہ اس سے بچہ کو جسمانی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

۳ تربیت کرنیوالے کو چاہیے کہ بچہ کے جسم پر کسی ایسی جگہ نہ مارے جہاں مارنے سے ایذاء اور نقصان کا خوف ہو۔ جیسے چہرہ، سر، سینہ اور پیٹ وغیرہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''چہرے پر مت مارو''

۴ سزا کے ابتدائی مراحل میں زیادہ سخت اور تکلیف دہ مار نہ ہو بلکہ ہلکی پھلکی معمولی چھڑی سے ہاتھ پاؤں وغیرہ پر مارنے چاہیے اور اگر بچہ چھوٹا ہو تو دو تین چھڑیوں سے زیادہ نہ مارے۔

۵ جب تک بچہ دس سال کی عمر کو نہ پہنچ جائے اسے نہیں مارنا چاہیے اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہو جائیں۔

۶ پہلی غلطی پر بچہ کو جرم سے توبہ کرنے کا موقع دے اور اس حرکت پر اس

کا عذر قبول کر لے۔

۷ تربیت کرنے والا بچہ کو خود سزا دے کسی دوسرے سے سزا نہ دلوائے تا کہ باہم لڑائی جھگڑا اور بغض وکینہ کی آگ نہ بھڑکے۔

۸ اپنی چھوٹی اولاد کے سامنے بڑی اولاد کو زجر وتوبیخ نہ کرے ایسا کرنے سے چھوٹے بے ادب اور اپنے بڑوں پر جری ہو جائیں گے۔

۹ بچہ جب بالغ ہو جائے اور دو تین چھڑیوں سے اصلاح نہ ہوتی ہو تو تنبیہ اور اصلاح کیلئے کچھ اضافہ بھی کر سکتا ہے اور تکلیف دہ مار بھی لگا سکتا ہے یہاں تک کہ وہ محسوس کرے کہ بچہ اب راہ راست پر آ گیا ہے۔

ان سب معاملات میں بچہ کے ساتھ رفق ونرمی ہی کا معاملہ کرنا بہتر ہو گا۔ حضرت ابو الشیخ نے ''کتاب الصواب'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ:

''رحم اللہ والداً اعان ولدہ علی برہ'' (اللہ تعالیٰ اس والد پر رحم کرے جو بھلائی میں اپنی اولاد کی مدد کرے) اس لئے والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کی تربیت اور اصلاح میں رفق اور نرمی کے معاملہ کو اولیت کا درجہ دیں ورنہ تشدد اور سختی کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ ان میں سرکشی، نافرمانی اور انحراف پیدا ہو گا جس کے ذمہ دار خود والدین ہوں گے۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بیٹے یزید سے ناراض ہو گئے تو احنف بن قیس کے پاس آدمی بھیجا تا کہ ان سے بچوں کے بارے میں ان کی رائے معلوم کریں۔ انھوں نے کہا: بچے ہمارے دلوں کا پھل اور ہماری بہشت کا سہارا ہیں اور ہم ان کے

لئے ہموار زمین اور سایہ فگن آسمان ہیں۔ لہذا اگر وہ تم سے کچھ مانگیں تو دیدیا کرو اور اگر وہ ناراض ہو جائیں تو انہیں راضی کرلیا کرو۔ اس لئے کہ وہ اس کے بدلے تمہیں اپنی محبت کا صلہ دیں گے اور اپنی محبت کا پھل دیں گے اور ان پر سختی نہ کرنا ورنہ وہ تمہاری زندگی سے تنگ ہو جائیں گے اور تمہاری موت کی تمنا کریں گے۔ (ماخوذ از تربیت اولا دلعبد اللہ علوان اختصار أبتغیر یسیر)

اس سلسلہ میں ایک روایت پیش ہے۔ حضرت ام فضل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی حضرت عباس کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ: میں نے (خواب) دیکھا کہ گویا میرے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء میں سے کوئی عضو ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں اس سے گھبرا گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خیراً تلد فاطمة غلاماً فتکفلنیه بلبن ابنک قثم'' (اچھا ہے، فاطمہ کے ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کی کفالت اپنے بیٹے قثم کے دودھ سے کرنا) وہ کہتی ہیں کہ پھر فاطمہ کے یہاں حسن پیدا ہوئے تو وہ مجھے دئے گئے اور میں نے ان کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ چلنے لگے یا میں نے ان کا دودھ چھڑادیا پھر میں ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھا دیا۔ بچہ نے پیشاب کر دیا۔ تو میں نے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ارفقی بابنی رحمک اللّٰہ أو أصلحک اللّٰہ أوجعت ابنی'' (میرے بیٹے کے ساتھ نرمی کرو، اللہ تجھ پر رحم کرے۔ یا یہ فرمایا: اللہ تیری اصلاح کرے، تو نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی۔

(مسند احمد: ۶: ۳۳۹۔ مسند ابو یعلی: ۱۲: ۵۰۰ (۷۰۷۴)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''إسنادہ جید'' (اس کی اسناد جید ہے) (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۴: ۴۸۴)

عورتوں کے ساتھ رفق ونرمی کرنا

اسلام نے عورت پر خاص توجہ دی ہے اوران کو بڑا رتبہ عطا کیا ہے۔اور ان کوایسی قدر ومنزلت عطا کی ہے کہ دین اسلام کے مقابلہ میں اورادیان و مذاہب اس کے گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے ہیں جس کا اقرار ہر انصاف پسند اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے نصوص سے واقفیت رکھنے والے ہر شخص کو ہے۔اور جس کی تفصیلات امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں موجود ہیں۔

اسلام نے عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں اس تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ترغیب دی ہے کہ اب اس کے بعد کسی بھی اضافہ یا اصلاح و ترمیم کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے اسلئے کہ یہ اسلامی نظام ہے جو ایک باخبر اور حکیم ہستی کی طرف سے نازل ہوا ہے لہٰذا اس سے اعراض وغفلت اور بے اعتنائی کا انجام خسارہ اور تباہی کے سوا کچھ اور نہیں، جیسا کہ آج موجودہ زمانہ میں دیکھا بھی جاتا ہے کہ اس الٰہی نظام سے انحراف کے نتیجہ میں دنیا معاشرتی اور اخلاقی تباہی کے کگار پر پہنچ گئی ہے۔

ہم یہاں پر عورتوں کے متعلق اسلام کی صرف وہ تعلیمات پیش کرتے ہیں جن میں ان کے ساتھ رفق ونرمی اور حسن سلوک کی ہدایت اور تاکید کی گئی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی نے اس کو خوب مؤکد اور واضح کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں وصیت اور تلقین فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

جب آپ حجۃ الوداع کے موقع پر اہل ایمان کے ایک زبردست عظیم الشان جم غفیر کو خطاب فرمارہے تھے تاکہ دین کے خزانوں اور اسلام کے مسائل کو ان کے سامنے واضح فرمادیں تو اپنے اس اہم خطبہ میں بھی عورتوں کے بارے میں وصیت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں فرمایا:

"... اتقوا اللّٰہ فی النساء فانکم أخذ تموھن بأمان اللّٰہ، و استحللتم فروجھن بکلمة اللّٰہ..." (تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اسلئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ حاصل کیا ہے اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ کے ذریعہ حلال کیا ہے)

(مسلم نے اسکو حضرت جابرؓ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ کتاب الحج باب حجۃ النبیؐ ۸۸۹ (۱۲۱۸)

اللہ تعالیٰ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک اور نیک برتاؤ کرنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ" (اور تم ان (بیویوں) سے بھلائی کے ساتھ رہن سہن رکھو)

بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا مہر اور نفقہ ادا کرے، ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آئے، ان کے ساتھ نرم گوئی کا رویہ اختیار کرے اور صبر کرے، ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس سے چشم پوشی کرے، ان سے اگر کوئی ناموافق بات یا کام ہو جائے تو درگذر سے کام لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"... واستوصوا بالنساء خيراً فانهن خلقن من ضلع، و ان اعوج شئی فی الضلع أعلاه، فان ذهبت تقيمه كسرته و ان تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خيراً"

اور عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو کیونکہ عورتیں پسلیوں سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سب سے ٹیڑھی اوپر والی ہے، لہذا اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو تم اس کو توڑ دو گے اور اگر اسکو چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس لئے عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔

(بخاری: کتاب النکاح: باب التوصاہ بالنساء (۵۱۸۶) مسلم: کتاب الرضاع: باب الوصیة بالنساء: ۶ (۱۴۶۸)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"استوصوا بالنساء: فيه الحث على الرفق بالنساء و احتمالهن" (استوصوا بالنساء میں عورتوں کے ساتھ رفق کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور ان سے چشم پوشی اور ان کے معاملہ میں صبر کرنے کو کہا گیا ہے)

(شرح صحیح مسلم: ۱۰: ۵۸)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معناه: اقبلوا وصيتى فيهن و اعملوا بها وارفقوا بهن و أحسنوا عشرتهن" (اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو اور اس پر عمل کرو اور ان کے ساتھ رفق و نرمی کا معاملہ کرو اور ان

کے ساتھ حسن سلوک کرو) (فتح الباری: ۶: ۴۲۴ عند شرح حدیث (۳۳۳۱)

بیوی کے ساتھ رفق کی ایک صورت

اس کی دلجوئی کرنا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''...تدارھا نعش بھا'' (اس کے ساتھ مدارات اور دلجوئی کرو تو اس کے ساتھ زندگی بسر کرلو گے)

اس کی تخریج احمد، ابن حبان نے اور حاکم نے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح اسناد کے ساتھ کی ہے۔

(احمد فی المسند: ۸۵۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ۹: ۴۸۵۔ (۴۱۷۸)۔ مستدرک: ۴: ۱۷۴)

مدارات اور دلجوئی رفق و نرمی کی ایک صورت ہونے کی وجہ سے مطلوب ہے اور اہل خانہ کے حق میں بدرجہ اولیٰ مطلوب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''خیارکم خیارکم لنساء ھم'' (تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہیں)

امام ترمذی نے اس کو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے۔

(ترمذی: کتاب الرضاع: ۱۱۶۲) ابن ماجہ: کتاب النکاح: ۱۹۷۸)

بیوی کے ساتھ رفق ونرمی کی ایک صورت اسکے کاموں نیز اس کی ذمہ داریوں میں اس کا ہاتھ بٹانا

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ''کان یکون فی مهنة أهله تعنی خدمة اهله فاذا حضرت الصلاة خرج الی الصلاة'' (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے، جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے چلے جاتے)

(بخاری: کتاب الادب: باب کیف یکون الرجل فی اہلہ (۶۰۳۹)۔۶۷۶)

بیوی کے ساتھ رفق ونرمی کی ایک صورت اس کی بکواس وغیرہ لغزشوں کو معاف کر دینا اور اس سے چشم پوشی کرنا ہے

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''شدة الوطأة على النساء مذموم ، لا النبى صلى الله عليه وسلم اخذ بسيرة الانصار فى نسائهم و ترك سيرة قومه''

عورتوں پر سخت گیری کرنا برا ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں انصار کا طریقہ اختیار فرمایا جو ان کا اپنی عورتوں کے حق میں تھا اور

اپنی قوم یعنی قریش کا طریقہ چھوڑ دیا) (فتح الباری: ۹:۲۰۲)

بیوی کے ساتھ رفق کرنے کی ایک صورت اس کو خوشحال اور آسودہ رکھنا اس کی جائز خواہشات کو پورا کرنا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''دخل علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و عندی جاریتان تغنیان لغناء بعاث . فاضطجع علی الفراش و حول وجهه و دخل ابوبکر فا نتهرنی و قال مزمارة الشیطان عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فأقبل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: "دعهما" فلما غفل غمزتهما فخر جتا ، و کان یوم عید یلعب السودان با لدرق و الحراب فاما سألت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، و اما قال: " تشهین تنظرین ؟" " فقلت : نعم ، فأقامنی وراء ه خدی علی خده ، وهو یقول :" دو نکم یا بنی أرفدة " حتی اذا مللت قال : " حسبک ؟" قلت : نعم ، قال : فاذهبی ''

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کا مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے گانا گا رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور اپنا رخ مبارک پھیر لیا۔ ابوبکر آ گئے انھوں نے مجھ کو ڈانٹا اور فرمایا: شیطان کی بانسری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ان

دونوں کو چھوڑ دیئے پھر جب وہ غافل ہو گئے تو میں نے ان دونوں کو آنکھ سے اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔

(بخاری: کتاب العیدین: باب الحِراب والدرق یوم العید: (۹۴۹۔۹۵۰) مسلم: کتاب العیدین: باب الرخصة فی اللعب الذی لامعصیة فیہ ایام العید: ۲:۶۰۹ حدیث ۱۹ (۸۹۲)

بیوی کے ساتھ رفق و نرمی کی ایک صورت اس کی معقول بات کا سننا اور اس کی موافقت کرنا ہے

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی کچھ عورتیں باتیں کر رہی تھیں اور زیادہ گفتگو کرنا چاہتی تھیں اور ان کی آوازیں اونچی تھیں۔ جب حضرت عمر نے اجازت چاہی تو وہ عورتیں اٹھ کھڑی ہوئیں اور جلدی سے حجاب کرنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو اجازت مرحمت فرمادی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ حضرت عمر نے عرض کیا: آپ کو اللہ تعالیٰ ہنستا رکھے اے اللہ کے رسول۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عجبت من هولاء اللاتی کن عندی ، فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب"

مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا جو میرے پاس تھیں کہ جب انھوں نے آپ کی آواز سنی تو جلدی سے پردے میں بھاگ کھڑی ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ تو اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں۔ پھر کہا: أی : " عدوات انفسھن " اے اپنی جان کی دشمنو، کیا تم لوگ مجھ سے ڈر کر بھاگتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو؟ ان عورتوں نے کہا: ہاں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت اور ترش رو ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" والذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطان قط سالکا فجاً الا سلک فجاً غیر فجک " قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے شیطان آپ سے کبھی بھی کسی راستہ میں نہیں ملتا یہ کہ وہ آپ کے راستہ سے ہٹ کر دوسرے راستہ پر چلنے لگتا ہے۔ (بخاری :۔ فتح الباری: ۲:۵۱۴)

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی اور خوش ہو کہ ان کے اندر شدت وقوت کی ایسی دو زائد خصلتیں موجود تھیں جس کی وجہ سے شیطان بھی ان سے خوف کھاتا اور وحشت میں پڑ جاتا اور راستہ بدل دیتا۔

علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

" کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یواجہ احداً بما یکرہ الا فی حق من حقوق اللّٰہ وکان عمر یبالغ فی الزجر عن المکروھات مطلقاً و طلب المعذوبات فلھذا قال النسوۃ لہ ذلک "

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناگواری کے ساتھ کسی سے مخاطب نہیں ہوتے تھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کسی حق سے متعلق ہو یعنی اگر اللہ

تعالیٰ کا کوئی حق ہوتا تو پھر اس پر نکیر فرماتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکروہات کے معاملہ میں زجر و توبیخ کرنے میں مبالغہ سے کام لیتے تھے اور مندوبات کا مطالبہ کرتے تھے اسی وجہ سے ان عورتوں نے ان کے بارے میں یہ بات کہی۔ (فتح الباری: ۷: ۵۸)

بیوی کے ساتھ رفق و نرمی کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ اگر وہ نافرمانی کرے تو بتدریج اصلاح کی کوشش کرے

اصل قول یہی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ہمیشہ مودت اور محبت ہی کی فضا قائم رہے لیکن اگر کبھی بیوی سے کوئی لغزش یا ناسمجھی کی بات سرزد ہو جائے جس کی اصلاح ضروری ہو تو اس میں بتدریج اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن کریم میں اس طرز اصلاح کی رہنمائی اور ہدایت موجود ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَالّٰتِی تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا''

(اور تمہیں ڈر ہو جن عورتوں کی بدخوئی کا پس ان کو سمجھاؤ، اور خوابگاہوں میں ان کو تنہا چھوڑ دو، اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہارا کہا مانیں تو ان پر (الزام کی) کوئی راہ تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ سب سے اعلیٰ سب سے بڑا ہے)

(سورۂ نساء: ۳۴)

بیوی کی اصلاح کے سلسلہ میں قرآن مجید نے یہاں پر جو ترتیب تعلیم کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱ پہلے اسکو سمجھائے بجھائے، نصیحت کرے۔

۲ پھر اگر ضرورت پڑے تو اس کا بستر الگ کر دے، اس کی طرف توجہ نہ کرے۔

۳ پھر اگر ضرورت پڑے تو اب ہلکا پھلکا مار بھی سکتا ہے۔

اس ترتیب میں اس کی رعایت ملحوظ ہے کہ جب تک ہلکی سے ہلکی سزا سے کام چل سکے اس وقت تک اس سے سخت سزا نہ دے، جب سمجھنے سمجھانے سے کام چل سکے تو بات چیت اور بستر سے علحیدگی نہ کرے، اور جب بستر سے علحیدگی کی نوبت آجائے اور اس سے اصلاح ہو جائے تو مارنے سے احتیاط برتے، یہ تو آخری علاج ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کبھی بھی کسی بیوی کو نہیں مارا۔

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی ایک صورت یہ ہے

کہ اس کو طلاق نہ دے

اسلام نے عورت کے ساتھ رفق و نرمی اور اچھے برتاؤ کا نہایت تاکیدی حکم دیا ہے یہاں تک کہ طلاق جیسی سخت مشکل گھڑی میں بھی اس کے ساتھ رفق و نرمی اور اچھے برتاؤ ہی کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ" (یا رخصت کر دینا حسنِ سلوک سے) (سورۂ بقرہ:۲۲۹)

طلاق دینے میں اچھے برتاؤ اور حسن سلوک کا مطلب یہ ہے کہ بیوی کے منہ پر اس کو طلاق نہ دے اس لئے کہ ایسا کرنے سے بیوی کے جذبات اور احساسات زیادہ مجروح ہوتے ہیں۔ امام بخاری نے کتاب الطلاق میں ایک باب قائم فرمایا ہے جس کا عنوان ہے: ''من طلق وھل یواجہ الرجل امرأته با لطلاق ؟'' (جس شخص نے طلاق دیا اور کیا مرد اپنی بیوی کو اسکے منہ پر طلاق دے؟) اس عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی احادیث ذکر فرمائی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی طرف رخ نہ فرماتے جو اپنی بیوی کو منہ پر اس کے رہتے طلاق دیکر آتا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''و اما المواجهة : فأشار الى أنها خلاف الأولىٰ ، لأن ترک المواجهة أرفق و الطف الا أن احتیج الى ذکر ذلک''

اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ منہ پر طلاق دینا خلاف اولیٰ ہے اس لئے کہ منہ پر سامنے طلاق دینا زیادہ مناسب اور زیادہ اچھے برتاؤ کا سبب نہیں ہے مگر یہ کہ (مجبوراً) اسکے ذکر کی ضرورت ہو تو دوسری بات ہے۔

(فتح الباری:۹:۲۶۹)

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیویوں کے ساتھ رفق ونرمی اور لطف و مہربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور عام حالات میں عورتوں پر رفق کرنے پر آمادہ اور برانگیختہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ تو ''حدی'' پڑھنے والے نے حدی پڑھی۔ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ارفق یاانجشة. ویحک. با لقواریر'' اے انجشہ، شیشوں کے ساتھ نرمی سے کام لو، تیرا برا ہو۔ (بخاری: تقدم تخریجہ سابقاً)

ابومحمد رامہُر مُزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یقول صلی الله علیه وسلم : اجعل سیرک علی مهل، فانک تسیر بالقواریر ،فکنی عن ذکر النساء بالقواریر شبهھن بها لرقتهن و ضعفهن عن الحرکة ...و سمیت النساء قوایر : لأنهن أشبهنها بالرقة واللطافة و ضعف البِنیة''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ...تم اپنی رفتار کو نرم اور آہستہ رکھو کیونکہ تم شیشوں کو لیکر چل رہے ہو۔ عورتوں کو شیشوں سے تشبیہ دی ان کے رقیق القلب اور حرکت وغیرہ کرنے میں کمزور ہونے کی وجہ سے۔ نیز عورتوں کو ''قواریر'' سے موسوم کرنا اس لئے بھی ہے کہ عورتیں رقت، لطافت نیز جسمانی کمزوری میں شیشوں کے زیادہ مشابہ ہیں کہ جیسے شیشہ ذرا تیز اور سخت حرکت سے ٹوٹ جاتی ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے (امثال الحدیث: ۱۲۷۔۱۲۸)

رشتہ داروں کے ساتھ رفق ونرمی اور حسن سلوک

''ارحام'' ''رحم'' کی جمع ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الرحم : ..... یطلق علی الأقارب وهم من بینه و بین الآخر نسب، سواء کان یرثه أم لا وسواء کان ذا محرم أم لا ، وقیل : هم المحارم فقط . والأول هو المرجح لأن الثانی یستلزم خروج أولاد الأعمام و أو لاد الأخوال من ذوی الأرحام ، و لیس

کذالک''

''رحم''، رشتہ داروں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور رشتہ دار وہ ہیں جن کا آپس میں کوئی نسبی تعلق ہو۔ خواہ ان کا وراثت میں حصہ یا نہ ہو۔ اور خواہ وہ ذومحرم ہوں یا نہ ہوں۔ اور بعضوں نے کہا کہ ارحام میں صرف ''محارم'' ہی داخل ہیں۔ پہلی تعریف راجح ہے اسلیئے کہ دوسری تعریف سے چچاؤں اور ماموؤں کی اولادیں ذوی الارحام سے نکل جائیں گے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(فتح الباری: ۱۰/۲۸۱۴ عند شرح باب ۱۰ من کتاب الادب)

رشتہ داروں کے ساتھ رفق اور حسن سلوک مطلوب ہے کیونکہ صلہ رحمی کی شریعت میں بڑی تاکید آئی ہے۔ امام نووی ؒ نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ صلہ رحمی کی حقیقت یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ شفقت و رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔ یہاں پر اس سلسلہ کی چند احادیث درج کی جاتی ہیں:۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لیس الواصل بالمکافی و لکن الواصل الذی إذا قطعت رحمة وصلها'' (صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلہ چکا دے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کا رشتہ توڑا جائے تو اسکو جوڑے)

(بخاری: کتاب الادب: ۵۹۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ قطع تعلق کرتے

ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کا معاملہ کرتے ہیں میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لئن كنت كما قلت فكأنما تُسِفُّهُمُ الملَّ و لا يزال معك من الله ظهير عليهم ما دمت علىٰ ذلك"

(اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کہہ رہا ہے تو گویا ان کو گرم گرم راکھ کھلا رہے ہو، اور جب تک تم اس طرزِ عمل پر قائم رہو گے برابر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلہ میں تمہارے ساتھ ایک مددگار رہے گا) (مسلم: كتاب البر والصلة: ۲۲_۲۵۵۸)

مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف سے قطع رحمی اور برے سلوک کرنے کے باوجود تمہارا ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرتے رہنا ایسا حسن سلوک اور ایسی نیکی ہے جس پر تم اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے مستحق ہو اور وہ اپنی ان حرکتوں پر گناہ عظیم کے سزاوار ہوں گے۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اپنی قرابت اور رشتہ داروں کے ساتھ برابر رفق کرنے پر آمادہ اور برانگیختہ فرمایا ہے کہ وہ ان کے ساتھ برابر صلہ رحمی کرتا اور حسن سلوک کرتا رہے اور ان کی اذیت رسانی پر صبر کرے اور پھر اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی نیز اللہ تعالیٰ کی مدد کی بشارت اور خوش خبری سنائی ہے۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن الصدقة على المسكين صدقة، وعلى ذى الرحم

اثنتان: صدقة و صلة'' (مسکین اور غریب پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا دو صدقہ ہے: ایک تو صدقہ اور دوسرے صلہ رحمی)

(ترمذی: کتاب الزکوۃ۔ (۶۵۸) نسائی: کتاب الزکوۃ: الصدقۃ علی الاقارب: (۲۵۸۲)
ابن ماجہ: کتاب الزکوۃ: باب فضل الصدقۃ: ۱۸۴۴)

یہ حدیث خصوصیت کے ساتھ حاجتمند اور غریب رشتہ داروں کے ساتھ رفق ونرمی کرنے کی ترغیب دیتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تم کو خوشحالی کی نعمت عطا فرمائی ہے تو تمہیں اپنے غریب اور مفلس رشتہ داروں کے ساتھ رفق ومہربانی کے سلوک سے پیش آنا چاہئے اور ان کی مدد اور حاجت برآری کرنی چاہئے اور اس عمل سے تم کو دوگنا اجروثواب ملے گا۔

سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ رفق اور حسن سلوک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَهُوالَّذی خَلَقَ مِنَ المَاء بَشَراً فَجَعله نسباً و صِهراً و كَانَ رَبک قدیراً'' (اور وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے بشر، پھر بنائے اس کے نسب (نسبی رشتے) اور سسرال، اور تیرا رب قدرت والا ہے)

(سورہ فرقان: ۵۴)

''صہر'' سسرالی رشتہ داری کو کہتے ہیں۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ رفق وحسن سلوک کرنے کی ہدایت موجود ہے۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ناموں میں سب سے محبوب نام ''ابوتراب'' تھا۔ حضرت علی

رضی اللہ تعالی عنہ اس سے خوش ہوتے کہ ان کو اسی نام سے پکارا جائے۔ان کا نام ''ابوتراب'' خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن حضرت علی حضرت فاطمہ سے ناراض ہوئے اور گھر سے نکل کر مسجد کی دیوار سے لگ کر لیٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے پیچھے آئے۔ وہ دیوار سے لگے لیٹے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان کی پیٹھ مٹی سے بھری ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے: ''اجلس یا أبا تراب'' (بیٹھ جاؤ اے ابوتراب) (بخاری: کتاب الادب ۶۲۰۴)

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''و فی ھذا الحدیث : أن أھل الفضل قد یقع بینھم و بین أزواجھم ما جبل اللّٰہ علیہ البشر من الغضب و الحرج ، حتی یدعوھم ذلک إلی الخروج عن بیوتھم و لیس ذلک بعائب لھم ... و فیہ من الفقہ : الرفق الاصھار و ترک معا تبتھم''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی اہل فضل اور ان کی ازواج کے درمیان بھی انسانی جبلت کی چیز غصہ وغیرہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کی وجہ سے گھر سے باہر بھی چلے جاتے ہیں اور ایسا ہو جانا کچھ عیب اور مذموم نہیں ہے۔ اس حدیث میں یہ فقہ ہے کہ سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ رفق و نرمی سے پیش آئے اور ان پر غصہ نہ کرے۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال: ۹: ۳۵۲۔۳۵۳)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''و یحتمل أن یکون سبب خروج علی خشیتہ أن یبدو

منـه فـی حـالة الغضب ما لا یلیق بجناب فا طمة رضی الله تعالیٰ عنها فحسم مادة الکلام بذلک إلی أن تسکن فورة الغضب من کل منهما''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر سے نکلنے کا سبب اس اندیشہ سے بھی ہوسکتا ہے کہ کہیں غصہ کی حالت میں جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کوئی ایسی بات سرزد نہ ہوجائے جوان کے شان کے لائق نہ ہو اس لئے گھر سے نکل کر مزید گفتگو کا سلسلہ ختم کردیا یہاں تک کہ دونوں حضرات کے غصہ کا جوش ٹھنڈا ہوجائے۔ (فتح الباری: ۱۰:۶۰۴)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فیـه : کـرم خـلق النبی صلی الله علیه وسلم لأ نه توجه نـحـو عـلـی لیترضاه ، و مسح التراب عن ظهره لیبسطه و داعبه بـالـکنیة المذکورة المأخوذة من حالته و لم یعا تبه علی مغا ضبته لا بنته مع رفعة منزلتها عنده''۔

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کا نمونہ بھی ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ ان کو راضی کریں اوران کے پیٹھ سے مٹی پوچھنے لگے تا کہ ان کو خوش کردیں اور حضرت علی کو مذکورہ کنیت (ابوتراب) جو کہ ان کی اس وقت کی حالت سے ماخوذ ہے خوش طبعی فرمائی اور حضرت علی سے اپنی بیٹی پر غصہ ہونے میں باز پرس نہیں فرمائی باوجودیکہ حضرت فاطمہ کا مرتبہ آپ کے نزدیک بلند ہے۔ (فتح الباری: ۱۰:۶۰۴)

عام تعلقات میں رفق ونرمی اور

حسن سلوک سے پیش آنا

پچھلے صفحات میں حدیث شریف گذر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یا عائشة إن الله رفیق یحب الرفق فی الامر کله'' (اے عائشہ، بیشک اللہ تعالیٰ رفق ونرمی کو تمام معاملات میں پسند فرماتے ہیں)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''ان الرفق لا یکون فی شئی إلا زانه و لا ینزع من شئی إلا شانه'' (رفق ونرمی جس چیز میں ہو تی ہے اس کو آراستہ کر دیتی ہے اور جس چیز سے رفق نکال لی جاتی ہے وہ اس کو عیب دار بنا دیتی ہے)

ان دونوں حدیثوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رفق و مہربانی اور حسن سلوک کا تعلق صرف اپنے متعلقین کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ حدیث شریف میں تمام معاملات میں رفق کی ترغیب آئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ جس شخص میں رفق ونرمی کی صفت موجود ہوتی ہے وہ اس کے حسن وخوبی میں زیادتی کا ذریعہ ہوتی ہے چنانچہ ایک مسلمان سے تمام حالات، تمام معاملات میں اور ہر زمان ومکان میں اور ہر ایک کے ساتھ خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان، یہی مطالبہ ہے کہ وہ رفیق القلب، اچھا برتاؤ کرنے والا، اور لطف ومہربان سے پیش آنے والا ہو۔ سوائے ان معاملات کے کہ جن میں

مصلحت اور حکمت کا تقاضا ہی یہ ہو کہ وہاں سختی کی جائے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ۔ اور ایسے حالات کا سمجھنا مسلمان کی حکمت و دانائی پر موقوف ہے کہ کہاں پر شدت و سختی کی ضرورت ہے اور کہاں نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے ضوابط رفق کے باب کا مطالعہ فرمائیں۔

لہذا مسلمان کو جس طرح اپنے اہل و عیال اور دوست و احباب کے ساتھ خوش اخلاقی اور نرمی کا معاملہ کرنا چاہئے اسی طرح اس کو اپنے پڑوسیوں، دوستوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا چاہئے بلکہ جن سے تھوڑا بھی اور کسی طرح کا بھی تعلق ہو خواہ وہ سڑکوں اور بازاروں میں چلنے اور تفریح کرنے والے ساتھی ہوں یا سفر وغیرہ کے ساتھی ہوں سب ہی کے ساتھ رفق و مہربانی اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔

چنانچہ ہر مسلمان کو نرم دل، مہربان اور خوش اخلاق ہونا چاہئے خواہ وہ طالب علم ہو یا استاذ ہو، افسر ہو یا ماتحت ہو، نوکر ہو یا آقا ہو، خادم ہو یا مخدوم ہو، حاکم ہو یا محکوم ہو۔

اب عام اور پبلک زندگی میں رفق و نرمی اور حسن سلوک کے سلسلہ میں کچھ تفصیل عرض کی جاتی ہیں:۔

حاکم کا رعیت کے ساتھ رفق و نرمی کی ہدایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس گھر میں فرماتے ہوئے سنا:

''اللّٰھم من ولی من أمر أمتی شیئاً فشق علیھم فا شقق

علیہ و من ولی من أمر أمتی شیئاً فرفق بھم فارفق به" (اے اللہ جو شخص میری امت کے معاملہ میں سے کسی چیز کا ذمہ دار ہو اور وہ ان پر مشقت ڈالے تو تو بھی اس کے اوپر مشقت ڈال دے۔ اور جو شخص میری امت کے معاملہ میں سے کسی معاملہ کا ذمہ دار ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ رفق و نرمی کا معاملہ کرے تو تو بھی اس کے ساتھ رفق کا معاملہ فرما) (مسلم: کتاب الامارۃ: ۱۹ (۱۸۲۸))

اس حدیث کو بیان کرنے کے لئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب قائم فرمایا ہے:

"باب فضيلة الامام العادل، و عقوبة الجائر، والحث على الرفق بالرعية، و النهى عن إدخال المشقة عليهم"

(یہ باب امام عادل کی فضیلت اور حاکم ظالم کی عقوبت کے بیان میں اور رعیت کے ساتھ رفق کرنے کی ترغیب اور ان پر مشقت ڈالنے کی ممانعت کے بیان میں ہے)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ ان کی رعیت میں سے ایک جماعت کو ان کے حاکموں سے شکایت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ملاقات کرنے کا حکم دیا۔ جب سب آ گئے تو حضرت عمر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

"ایتھا الرعیة ان لنا علیکم حقاً: النصیحة بالغیب، والمعاونة على الخير. أيتها الرعاة: إن للرعية عليكم حقاً، فاعلموا أنه لاشئی أحب إلى الله ولا أعز من حلم إمام ورفقه..."

اے ماتحتو، بیشک ہمارا تم پر ایک حق ہے (وہ یہ کہ) پیٹھ پیچھے خیر خواہ ہونا،

اور بھلائی والے کاموں میں معاونت اور مدد کرنا۔ اے حاکمو، بیشک ماتحتوں کا تم پر ایک حق ہے۔ تم جان لو کہ حاکم کی بردباری اور اس کے رفق ونرمی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل پسندیدہ اور قابل احترام نہیں ہے....

(احیاء علوم الدین: ۳:۱۹۸)

پانچویں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطبہ میں فرماتے:

"إن من أحب الأمور إلى اللّٰه : القصد فى الجدة، والعفو فى المقدرة، و الرفق فى الولاية، و مارفق عبد بعبد فى الدنيا إلا رفق الله به يوم القيامة"

(بیشک اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں میں سے: وسعت کے باوجود مال کے خرچ کرنے میں میانہ روی کرنا (مال و دولت ہونے کے باوجود خرچ کرنے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنا کہ نہ تو فضول خرچی کرے اور نہ ہی بخل سے کام لے) اور قادر ہونے کے باوجود معاف کر دینا اور حکومت واقتدار میں رفق ونرمی کرنا ہے اور جس نے کسی بندے کے ساتھ دنیا میں رفق ونرمی کا برتاؤ کیا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ قیامت کے دن نرمی فرمائیں گے)

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۷: (۳۵:۷۸)

احمد بن یزید مہلبی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے متوکل (خلیفہ عباسی) نے ایک دن کہا:

"يا مهلبى، إن الخلفاء كانت تستعصب على الرعية لتطيعها، و أنا ألين لهم ليجيؤنى و يطيعونى"

(اے مہلبی ، خلفاء رعیت پر سختی کرتے تھے تاکہ رعیت ان کی فرمانبرداری کرے اور میں رعیت کے ساتھ نرمی کرتا ہوں تاکہ وہ میرے پاس آئیں اور میری فرمانبرداری کریں)

(تاریخ بغداد: ۷:۱۶۶)

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو کسی فوج یا سریہ کا حاکم اور امیر مقرر فرماتے تو ان کو ان کے ذاتی معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور جو ان کے ساتھ مسلمان ہوتے ہیں ان سے خیر کا معاملہ کرنے کی وصیت فرماتے۔

(مسلم: کتاب الجہاد والسیر۔ ۳:۱۳۵۷۔ (۱۷۳۱))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فی هذه الکلمات من الحدیث استحباب وصیة الامام أمراء ہ و جیوشه بتقوی اللّٰه تعالیٰ ، والرفق بأتباعهم...“

حدیث کے ان کلمات میں امام وقت کو اپنے حکام کو اور فوجیوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور اپنے ماتحتوں سے رفق و نرمی کرنے کی وصیت کے استحباب کی تعلیم ہے۔

خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ رفق و نرمی کا برتاؤ فرماتے تھے آپ کو اس کا بڑا اہتمام رہتا تھا کہ صحابہ کرام سکون واطمینان اور انسیت کے ساتھ بے خوف ہو کر رہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم احسن الناس ، و اجود الناس و اشجع الناس و لقد نزع اهل المدینة ذات لیلة فا نطلقوا

الناس قبل الصوت فا ستقبلهم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قد سبق الناس الی الصوت و هو یقول : "لم تراعوا لم تراعوا" وهو علی فرس لابی طلحة عریی ما علیه سرج فی عنقه سیف..."

نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ با اخلاق، لوگوں میں سب سخی اور بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والے بہت دہشت زدہ ہو گئے۔ لوگ (اس گھبراہٹ والی) آواز کی طرف چل پڑے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو (راستہ میں واپس آتے ہوئے) مل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے پہلے ہی آواز کی طرف جا چکے تھے اور آپ فرما رہے تھے: گھبراؤ نہیں واپس چلو۔ گھبراؤ نہیں واپس چلو، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار تھے اور جس پر زین نہیں تھا اور آپ کے گردن میں تلوار تھی....

(بخاری: کتاب الادب (۶۰۳۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے فوائد اور مصالح کو پیش نظر رکھتے تھے اور ان کو انہی کاموں کا حکم فرماتے تھے جس میں ان کے ساتھ سہولت و نرمی ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے ایک غلام کو مدبر بنا کر آزاد کیا ہے۔ ان صاحب کے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی اور دوسرا مال نہیں تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں فروخت کر دیا پھر اس کی قیمت ان صاحب کو بھیج دی۔

(بخاری: کتاب الاحکام: ۷۱۸۶۔ مسلم: کتاب الایمان: (۹۹۷))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’فی ھذ الحدیث : نظر الامام فی مصالح رعیته امره ایاھم مما فیه الرفق و با بطاله مایضرھم من تصرفاتھم التی یمکن فسخھا‘‘

اس حدیث میں یہ تعلیم ہے کہ امام وقت کو اپنی رعیت کی مصالح نظر رکھنی چاہئے اور ان کو ایسے معاملہ کا حکم دے جس میں ان کے لئے سہولت ہو ان کے جو کام انکو نقصان دینے والے ہوں جہاں تک ان کا فسخ کرنا ممکن ہو ان کو باطل کر دے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱:۱۴۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم و محکوم کو ایسی چیزوں سے ہوشیار اور چوکنا رہنے کا حکم فرمایا ہے جو سہولت اور آسانی کی ضد ہوں۔

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ: ’’و من شاق شق اللّٰہ علیه یوم القیامة‘‘ (جس نے لوگوں کو مشقت میں ڈالنا تو اللہ تعالیٰ اس پر قیامت کے دن مشقت ڈالیں گے)

(بخاری: کتاب الاحکام: ۷:۱۵۲:۵۲)

رعیت کا حاکموں کے ساتھ رفق و نرمی اور اچھا برتاؤ

حاکموں کے ساتھ رفق اور اچھا برتاؤ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کو نصیحت اور پند و نصیحت کرنے کا موقع ملے تو اس میں سختی کے بجائے نرمی سے کام لے، سخت لہجہ میں گفتگو نہ کرے بلکہ سنجیدگی، متانت اور نرم لب و لہجہ میں بات کرے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا:

''الدین النصیحة'' (دین تو خیر خواہی ہے) ہم نے عرض کیا: کس کیلئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''للہ و لکتابه و لرسوله و لأئمة المسلمين و عامتهم'' (اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے پیشواؤں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے)

(مسلم: کتاب الایمان: ۹۵: (۵۵))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''و أما النصيحة لأئمة المسلمين : فمعاونتهم على الحق و طاعتهم فيه و أمرهم به و تنبيهم و تذكيرهم برفق ولطف...''

مسلمانوں کے پیشواؤں اور حکام کے لئے خیر خواہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حق کے معاملہ میں ان کی معاونت کرے اور حق بات میں ان کی فرمانبرداری کرے اور ان کا کہنا مانے اور حق پر عمل کرنے کی ان کو نصیحت کرے اور رفق و نرمی کے ساتھ ان کو تنبیہ و تذکیر اور وعظ و نصیحت کرے۔

(شرح صحیح مسلم: ۲: ۳۸)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے سوال فرمایا: رفق کیا ہے؟

انھوں نے کہا: ''تكون ذا أناة فتلاين الولاة'' یہ کہ آپ وقار و سنجیدگی والے ہوں کہ حاکموں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں۔ انھوں نے عرض کیا: خرق (پھوہڑ پن، بدسلیقگی) کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ''معاداة

إمامک ، و منا وأة من يقدر على ضررک "اپنے حاکم کی دشمنی اور اس شخص کی مخالفت مول لینا جو نقصان پہنچا سکتا ہو۔

تعلیم میں رفق ونرمی

تعلیم کے رفق میں استاد اور شاگرد دونوں کا رفق شامل ہے۔ آج تعلیمی سرگرمیاں بہت سی مشکلات، دشواریوں اور رکاوٹوں سے دوچار ہیں جن کا سبب اکثر یہی ہے کہ رفق ونرمی اور خوش اسلوبی سے معاملات سلجھانے سے غفلت اور بے توجہی برتی جاتی ہے۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے موجودہ تعلیمی نظام میں اصلاح اور سدھار اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ ہم اس میں در آئی خرابیوں کا علاج اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نسخۂ رفق اور نرمی کو جذبۂ شفقت و ہمدردی و حسن سلوک اور خوش سلیقگی سے کریں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح اساتذہ سے شاگردوں کے ساتھ رفق ونرمی اور شفقت ہمدردی مطلوب ہے اسی طرح شاگردوں سے بھی مطلوب ہے کہ اپنے استاذوں کے ساتھ عزت واحترام اور محبت و تعظیم سے پیش آئیں۔ چنانچہ احادیث شریفہ میں معلم اور متعلم ہر ایک کے لئے اس سلسلہ میں قدر افزاء ارشادات موجود ہیں جس پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ فلاح ونجاح قدم چومے گی اور تعلیمی سرگرمیوں میں عمدہ نتائج حاصل ہوں گے۔ اسی سلسلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ قیمتی ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:۔

تعلیم کا انداز اور طور و طریق حالات کے لحاظ سے عمدہ اور اچھا اختیار کرنا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے وضو کیا تو اس کے قدم پر ناخن برابر جگہ چھوٹ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ لیا تو فرمایا: ''إرجع فأحسن وضوء ک '' (جاؤ اور اپنا وضو اچھی طرح کرو) چنانچہ لوٹ کر گئے، پھر نماز پڑھی۔ (مسلم: کتاب الطہارت: ۳: ۲۴۳)

معلم کو متعلِّم کے فائدہ پہنچانے کا خواہشمند ہونا چاہئے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا: '' مَتی السَّاعة؟ '' (قیامت کب آئے گی؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہی رہے۔قوم میں سے کسی نے کہا کہ: اس اعرابی نے جو کہا آپ نے اس کو سن لیا اور آپ نے اسکو ناگوار سمجھا۔اور کسی نے کہا: بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی بات پوری فرمالی تو ارشاد فرمایا:

''این . أراه. السائل عن الساعة؟'' (کہاں ہیں میں سمجھتا ہوں وہ قیامت کے بارے میں سوال کر رہا تھا؟) انھوں نے کہا: میں ہوں اے اللہ کے رسولؐ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' فاذا ضیعت الأمانة فانتظر الساعة '' (جب امانتیں ضائع کی

جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو) انھوں نے عرض کیا: امانتیں کیسے ضائع ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إذا وُسِدّ الامر الی غیر أهلـه فا نتظر الساعة" (جب معاملات نااہلوں کے سپرد کردیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو)

(بخاری: کتاب العلم :۵۹)

اس حدیث کو بیان کرنے کے لئے امام بخاری نے ان الفاظ سے عنوان قائم فرمایا ہے: "باب من سئل علماً وهو مشتغل فی حديثه فأتم الحديث ثم أجاب السائل" (یہ باب اس شخص کے بیان میں جس سے کوئی علمی سوال کیا جائے اور وہ اپنی بات میں مشغول ہو تو بات پوری کرلے پھر سائل کا جواب دے)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"محصلة التنبيه على أدب العلم و المتعلم ... اما العالم: فلما تضمنه من ترک زجر السائل، بل أدبه با لاعراض عنه أولا حتی استو فی ما کان فيه، ثم رجع إلی جوابه فرفق به، لانه من الاعراب وهم جفاة. و فيه: العناية بجواب سؤال السائل، و لو لم يكن السوال متعيناً ولا الجواب و أما المتعلم: فلما تضمنه من أدب السائل ان لا يسأل العالم وهو مشتغل بغيره، لأن حق الاول مقدم"

اس کا حاصل یہ ہے کہ عالم اور متعلم کے آداب پر تنبیہ کرنا ہے۔ عالم کو تو اس طرح کہ سائل کو زجر و توبیخ نہیں فرمایا، بلکہ پہلے اس سے اعراض کر کے اس کو

ادب سکھلایا یہاں تک کہ جس بات میں مشغول تھے اس کو پورا کیا پھر اس کو جواب دینے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمایا اسلئے کہ وہ شخص اعرابی تھا جو گنوار ہوتے ہیں۔ نیز اس حدیث میں سوال کرنے والے کے سوال کے جواب کی طرف توجہ کرنے کی بھی تعلیم ہے اگرچہ سوال اور جواب دونوں متعین نہ ہوں۔

اور متعلم کا یہ ادب معلوم ہوا کہ عالم سے اس وقت سوال نہ کرے جب وہ کسی دوسرے کام میں مشغول ہوں اس لئے کہ پہلے آنے والے کا حق مقدم ہے۔ (فتح الباری: ۱۷۱:۱)

بتدریج تعلیم دینا، تعلیم دینے میں مبتدی کی حالت کی رعایت کرنا، اہم اور ضروری چیزوں کی تعلیم پر اکتفاء کرنا اور خوب اچھی طرح سمجھانا

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ ایک شخص داخل ہوا، اس نے نماز پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا اور ارشاد فرمایا:

"ارجع فصلِّ فانک لم تُصلّ" (جائیے پھر سے نماز پڑھئے آپ نے نماز نہیں پڑھی ہے) وہ لوٹے اور جس طرح نماز پڑھی تھی ویسے ہی نماز پڑھی۔ پھر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا:

"ارجع فصل فانک لم تصل" (جائیے پھر سے نماز پڑھیے آپ نے نماز نہیں پڑھی ہے) اسی طرح تین بار ہوا۔ پھر ان صاحب نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے اچھا نہیں کرسکتا۔ آپ مجھ کو سکھلا دیجئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إذا قمت إلى الصلاة فكبّر، ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعاً. ثم ارفع حتى تعتدل قائماً، ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً، ثم ارفَع حتى تطمئن جالساً وافعل ذلك في صلاتك كلها"

جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، پھر قرآن کریم میں سے جو تم کو آسان ہو وہ پڑھو، پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر اٹھ کر سیدھا کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو، پھر اٹھو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اسی طرح اپنی پوری نماز میں کرو۔ (بخاری: کتاب الاذان: ۷۵۷۔ مسلم: کتاب الصلاۃ: ۴۵(۳۹۷))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فيه: الرفق بالمتعلم والجاهل، وملاطفته وايضاح المسألة، وتلخيص المقاصد، والاقتصار في حقه على المهم، دون المكملات التي لا يحتمل حاله حفظها والقيام بها"

اس میں متعلم اور ناواقف کے ساتھ رفق ونرمی نیز لطف ومہربانی کی تعلیم ہے اور مسئلہ کی وضاحت اور مقاصد کا خلاصہ کر کے بیان کرنے نیز سائل کے حق میں اہم مسئلہ ہی کے بیان پر اکتفاء کرنے کی تعلیم ہے اور یہ کہ ایسی تفصیل نہ بیان کرے جسکو یاد رکھنے اور انجام دینے کی صلاحیت وہ نہ رکھتا ہو۔ (شرح صحیح مسلم: ۴: ۱۰۸)

تعلیم کے لئے بشاشت اور چستی کا وقت مقرر کرنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناغہ کے ساتھ ہم کو وعظ فرمایا کرتے تھے کیونکہ ہمارے اوپر اکتاہٹ کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری: کتاب العلم: ۶۸۔ مسلم: کتاب صفات المنافقین واحکامہم: ۸۲۔۲۸۲۱)

معلم متعلم کو اچھے انداز سے رغبت اور شوق دلائے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ لوگ جمعہ کے دن باری باری اپنے گھروں اور عوالی (اطراف مدینہ) سے آیا کرتے تھے۔ وہ لوگ اس حال میں آتے کہ ان پر غبار اور پسینہ ہوتا تھا اور پسینہ نکلتا رہتا تھا۔ انہی میں سے ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''لو أنکم تطھرتم لیومکم ھذا'' (کاش تم لوگ اپنے اس دن کے لئے خوب نہا دھولیا کرتے) (بخاری: الجمعہ: ۹۰۲)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں جہاں بہت سے فوائد ہیں وہیں پر ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ متعلم کے ساتھ علم سکھانے میں رفق و نرمی کا طریقہ اختیار کرے۔ (فتح الباری: ۲: ۴۴۹)

کامیاب تعلیم وہی ہے جو سختی اور تکلیف وغیرہ سے خالی ہو

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ہم میں سے ایک صاحب کو چھینک آئی۔ میں نے کہا: یرحمک اللہ۔ تو لوگ مجھ کو اپنی آنکھوں سے اشارہ کرنے لگے، میں نے کہا: ہائے خرابی ہو، تم لوگ میری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟ لوگ اپنے ہاتھوں کو رانوں پر مارنے لگے پھر جب میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مجھ کو خاموش کرا رہے تھے تو (مجھے غصہ آیا) لیکن میں خاموش ہو گیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے میرے باپ آپ پر قربان، میں نے ایسا عمدہ تعلیم دینے والا استاد اور معلم نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا۔ اللہ کی قسم نہ تو مجھ سے ترش روئی فرمائی اور نہ ہی مجھ کو مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا ارشاد فرمایا:

"إن هذه الصلاة لايصلح فيها شئی من كلام الناس، إنما هو التسبيح والتكبير و قراة القرآن"

بیشک یہ نماز لوگوں کے کلام میں سے کسی چیز کی صلاحیت نہیں رکھتی یہ تسبیح اور تکبیر اور قرآن کریم کی قراءت کیلئے ہے۔ (مسلم: کتاب المساجد و مواقع الصلاۃ: ۳۳-۵۳۷)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فيه: بيان ما كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم من عظيم الخلق الذى شهد الله تعالى له به. و رفقه بالجاهل ورأفته بأمته، و شفقته عليهم، و فيه: التخلق بخلقه صلى الله عليه وسلم فى الرفق با لجاهل و حسن تعليمه واللطف به، و تقريب الصواب إلى فهمه"

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم اخلاق کا بیان ہے جس کی

شہادت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اور اس میں ناواقف کے ساتھ رفق ونرمی اور اپنی امت پر شفقت ہے۔ اور اس میں یہ تعلیم ہے کہ ناواقف شخص کے ساتھ رفق ونرمی برتنے اور ان کو اچھی تعلیم دینے اور ان کے ساتھ مہربانی کرنے اور صحیح بات کو سمجھانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کو اختیار کرنا چاہئے۔
(شرح صحیح مسلم: ۵: ۲۰)

غلطی کرنے والے کو اس کی غلطی پر اس کو ذلیل کئے بغیر تنبیہ کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں میں تین شخص آئے۔ وہ لوگ نبی صلی اللہ کی عبادت کے بارے میں سوال کر رہے تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے باخبر ہوئے تو گویا کہ ان لوگوں نے اپنی عبادت کو کم سمجھا۔ ان لوگوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرمادئے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ: میں تو ہمیشہ رات بھر نماز ہی پڑھا کروں گا۔ دوسرے صاحب نے کہا: میں ہمیشہ روزہ ہی رکھا کروں گا۔ اور کبھی افطار نہ کروں گا یعنی بے روزہ کے نہ رہوں گا تیسرے صاحب نے کہا: میں عورتوں کو چھوڑ دوں گا کہ کبھی شادی ہی نہیں کروں گا۔ پھر ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

''أنتم الذين قلتم كذا و كذا ؟ اما والله انى لا خشاكم لله و أتقاكم له، لكنى أصوم و أفطر و اصلى و أرقد و أتزوج النساء، فمن رغب عن سنتى فليس منى''

تم ہی لوگوں نے اس اس طرح کہا ہے؟ اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے لئے پرہیز کرنے والا ہوں۔ لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں تو جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

(بخاری: کتاب النکاح: ۵۰۶۳۔ مسلم: کتاب النکاح: ۵: ۱۴۰۱)

طالب علم کے بار بار سوال کرنے پر صبر کرنا

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إيمان با لله، وجهاد فى سبيله'' (اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا)

میں نے عرض کیا: کون سے غلام کو آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''أغلاها ثمناً وانفسها عند أهلها'' (وہ جو بیش قیمت ہو اور وہ جو اس کے گھر والوں کے نزدیک زیادہ مرغوب اور پسندیدہ ہو)

میں نے عرض کیا: اگر میں ایسا نہ کرسکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

"تعين صانعاً او تصنع لأخرق" (کسی کام کرنے والے کی مدد کر دو یا جو شخص کام اچھی طرح نہ کر پا رہا ہو اس کا کام کردو) میں نے عرض کیا: اگر میں یہ نہ کرسکوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تدع الناس من الشر ، فانها صدقة تصدق بها على نفسك" (لوگوں کو برائی سے بچاؤ اس لئے کہ یہ ایسا صدقہ ہے جو تم اپنے ہی اوپر صدقہ کروگے) (بخاری: کتاب العتق: ۲۵۱۸) مسلم: کتاب الایمان: ۱۳۶(۸۴))

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفى الحديث : حسن المراجعة فى السؤال و صبر المفتى و المعلم على التلميذ و رفقه به"

اس حدیث شریف میں سوال کرنے میں حسن مراجعت کی تعلیم اور مفتی، معلم اور استاذ کو طالب علم اور شاگرد کے سوال کرنے پر صبر کی تلقین اور اس کے ساتھ نرمی کرنے کی تلقین ہے۔ (فتح الباری: ۵: ۱۷۸)

اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک صاحب آئے اور انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول، میں تو ہلاک ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مالك ؟" (تجھ کو کیا ہوا؟)

انھوں نے عرض کیا: میں روزہ سے تھا اور اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کر بیٹھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ھل تجد رقبۃ تعتقھا'' (کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جس کو تم آزاد کردو) انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''فھل تستطیع ان تصوم شھرین متتابعین ؟'' (کیا تم پے در پے دو ماہ کے روزہ رکھنے پر قادر ہو؟) انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''فھل تجد اطعام ستین مسکینا؟'' (کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟) انھوں نے کہا نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے رہے۔ ہم لوگ ابھی اسی حالت میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عرق پیش کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں عرق ایک پیمانہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''این السائل ؟'' (سوال کرنے والا کہاں ہے؟) انھوں نے کہا: میں یہاں ہوں۔ آپ نے فرمایا:

''خذھا فتصدق بہ'' (اس کو لیلو اور صدقہ کردو) ان صاحب نے عرض کیا: کہ کیا اپنے سے بھی زیادہ فقیر پر صدقہ کروں اے اللہ کے رسول؟ اللہ کی قسم دونوں سیاہ پتھروں والی وادیوں کے درمیان میرے گھر .... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔ پھر ارشاد فرمایا:

''اطعمہ اھلک'' (اس کو اپنے گھر والوں کو کھلا دو)

(بخاری: کتاب الصوم: باب اذا جامع فی رمضان: ١٩٣٦) مسلم: کتاب الصیام: ٨١/٧(١١١١))

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فیہ الرفق بالمتعلم،

والتلطف فی التعلیم ، والتالف علی الدین ...''

اس حدیث میں متعلم کے ساتھ رفق و نرمی ہے اور تعلیم دینے میں شفقت ومہربانی اور دین سے موافقت پیدا کرنے کی تعلیم ہے....

(فتح الباری:۴:۲۰۴)

غلطیوں کی اصلاح رفق ونرمی اور عمدہ اور بہتر طریقہ سے کرنا

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی کھڑا ہوا اور مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ اس کی طرف لپکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''دعوہ وھریقوا علی بولہ سجلا من ماء او ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین''

اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی بہا دو یا فرمایا: پانی کا ایک ڈول ڈال دو تم تو آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو دشواری کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔

طالب علم کیلئے ادب یہ ہے کہ سوال تہذیب اور ادب سے کرے اور معلم کو چاہئے کہ جواب اہتمام اور توجہ سے دے

حضرت رفاعۃ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اس وقت آپ خطبہ دے رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں:

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک پردیسی شخص آیا ہے وہ اپنے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے وہ نہیں جانتا ہے کہ اس کا دین کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ میرے پاس پہنچ گئے، پھر ایک کرسی لائی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے اور مجھ کو ان چیزوں میں سے سکھلانے لگے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلایا تھا پھر واپس اپنے خطبہ کے لئے تشریف لائے اور اس کو پورا فرمایا۔

(مسلم: کتاب الجمعہ: باب حدیث التعلیم فی الخطبہ: ۵۹۷(۸۷۶)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”**فیه : استحباب تلطف السائل فی عبارته و سؤاله العالم ، و فیه :تواضع النبی صلی اللہ علیه وسلم و رفقه بالمسلمین ، و شفقته علیهم و خفض جناحه لهم**“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال کرنے والے کو عالم سے سوال کرنے میں خوش اسلوبی و نرمی کا لحاظ رکھنا پسندیدہ ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ تواضع اور شفقت کا برتاؤ فرماتے تھے اور ان سے انکساری سے پیش آتے تھے۔

بہت زیادہ اور بار بار سوالات کر کے استاد کو تنگ نہ کرے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''الصلاة علی وقتها'' (نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا) انھوں نے عرض کیا: پھر کونسا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ثم بر الوالدین'' (پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا) عرض کیا: پھر کون؟ ارشاد ہوا:

''الجهاد فی سبیل اللّٰه'' (اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا) وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ سب چیزیں بتلائیں اور اگر میں آپ سے مزید سوال کرتا تو آپ ضرور مجھ کو زیادہ بتلاتے۔

(بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ (۵۲۷) مسلم: کتاب الایمان: ۱۳۹(۸۵))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فیه رفق المتعلم بالمعلم، ومراعاة مصالحه و الشفقة علیه: لقوله: فما ترکت استزیده إلّا إرعاءً علیه''

اس حدیث میں متعلم کو معلم کے ساتھ رفق ونرمی اور پاس ولحاظ کی تعلیم ہے اور معلم کی مصلحتوں کی رعایت اور ان پر شفقت کی تعلیم ہے کیونکہ (مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ): فما ترکت... میں نے آپ سے مزید سوالات آپ کی رعایت اور لحاظ میں نہیں کئے۔

(یہ مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ شرح صحیح مسلم: ۲:۷۹)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فیه: السؤال عن مسائل شتی فی وقت واحد والرفق

بالعالم ، والتوقف عن الاكثار عليه خشية ملا له و ماكان عليه الصحابة من تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم والشفقة عليه ، وماكان هو عليه من إرشاد المسترشدين و لو شق عليه"

اس حدیث سے یہ باتیں معلوم ہوئیں کہ ایک وقت میں کئی مسائل کے بارے میں سوال کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ عالم کے ساتھ رفق و نرمی کا لحاظ رکھے اور یہ کہ ان کی اکتاہٹ کے خوف سے زیادہ سوالات نہ کرے اور یہ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بجالانے اور آپ کی رعایت کرنے میں کیا حال تھا۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طالبین و مسترشدین کی رہنمائی فرمانے کی کیا کیفیت تھی اگرچہ آپ کو تکلیف ہی ہو۔

(فتح الباری: ۲: ۱۴)

وعظ و نصیحت کرنے میں نرمی برتنا

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الدين النصيحة" (دین خیر خواہی ہے) (الحدیث۔ رواہ مسلم)

نصیحت کہتے ہیں اس چیز کی طرف دعوت دینے کو جس میں بھلائی فساد اور برائی سے روکنے کو اور یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جس کی وجہ سے یہ امت "خیر امت" کے مقام و منصب پر فائز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"كُنتُم خَيرَ اُمة اُخرِجَت لِلناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر و تؤمنون بالله" (تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی

لئے بھیجی گئی تم اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو، اور برے کاموں سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان لاتے ہو) (سورۂ آل عمران:۱۱۰)

اور بنی اسرائیل اسی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوتاہی کے سبب انبیاء کی زبانی ملعون قرار پائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"لُعِنَ الَّذِین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسیٰ ابن مریم، ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون. کانوا لا یتناھون عن المنکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون" (بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ ملعون ہوئے، داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زبانی، یہ اس لئے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھتے تھے اور وہ ایک دوسرے کو برے کام سے جو وہ کر رہے تھے نہ روکتے تھے، البتہ برا ہے جو وہ کرتے تھے) (سورۂ مائدہ:۷۹)

اس اہم کام کو پورا کرنے میں اخلاص کا ہونا بہت ضروری ہے اس پر حدیث "الدین النصیحة" دلیل ہے۔ لغت میں "ناصح" اسکو کہتے ہیں جو ہر چیز سے خالص ہو۔ تو مناسب ہے کہ ناصح بھلائی کے حکم دینے اور برائی سے روکنے میں مخلص ہو۔ اور دوسروں کو راہ دکھلانے میں حریص اور کوشاں ہو اور ان کو خیر کی بات پہنچانے، برائیوں سے بچانے کا اس کے اندر خیر خواہانہ جذبہ اور داعیہ ہو اور یہ چیز اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ نصیحت کرنے والا واعظ سیدنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے آراستہ ہو کہ آپ کی ذات والا صفات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"عَزِیزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّم حَرِیص علیکم با لمؤمنین رؤوف

رحیم ''(اس پر گراں ہے، تمہاری (بھلائی کا) بہت خواہشمند ہے، مومنوں پر شفیق، نہایت مہربان ہے) (سورۂ توبہ:۱۲۸)

اسی طرح ناصح اور واعظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ سخت مزاج اور درشتگی سے کوسوں دور ہو۔ اس لئے کہ سختی سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور وعظ و نصیحت سے خاطر خواہ فائدہ نہیں حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات نفرت اور وحشت پیدا ہو جاتی ہے اور ناصح کے لئے نصیحت کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''فَبِمَا رَحمة مِن اللّٰه لِنتَ لَهُم وَلَو كُنت فظّاً غَلِيظَ القَلبِ لانفَضُّوا من حولك'' (پس اللہ کی رحمت (ہی) سے ہے کہ اگر آپ اُن کے لئے نرم دل ہیں اور اگر تند خو، سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے) (سورۂ آل عمران:۱۵۹)

نصیحت کرنے میں رفق کی بہترین دلیل اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے جو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرمایا گیا تھا۔ جس وقت ان دونوں حضرات کو فرعون کو دعوت کے لئے بھیجا۔ ارشاد ہوا:

''فَقُولَا له قولاً لَيِناً لعَلَّه يتذَكَّر أو يخشىٰ'' (تم اس کو نرم بات کہو شاید وہ نصیحت پکڑ لے یا ڈر جائے) (سورۂ طٰہٰ:۴۴)

حالانکہ معلوم ہے کہ فرعون جیسا کوئی کافر نہیں اور اس کی طرح اللہ اور اس کے رسول کا کوئی دشمن بھی نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وينبغي للآمر با لمعروف و الناهي عن المنكر ان يرفق.

لیکون اقرب الی تحصیل المطلوب فقد قال الا مام الشافعی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه : من وعظ اخاه سراً فقد نصحه وزانه ،و من وعظه علانیة فقد نضحه و شانه"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ نرمی کا برتاؤ کرے تاکہ وہ مطلوب کو حاصل کرنے کے زیادہ قریب ہو جائے۔ چنانچہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ طور پر نصیحت کی تو اس نے اس کے ساتھ خیر خواہی کی اور اس کو آراستہ کر دیا۔ اور جس نے اس کو علانیہ نصیحت کی تو اس نے اس کو رسوا کیا اور اس کو عیب دار بنایا۔ (شرح صحیح مسلم: ۲:۲۴)

نیز آگے فرماتے ہیں:

"و اما نصیحة عامة المسلمین ،وهم من عداولاة الأمر فارشادهم مصالحهم فی آخر تهم و دنیا هم و کف الاذی عنهم ، فیعلمهم ما یجهلونه من دینهم و بعینهم علیه بالقول و الفعل ، و ستر عوراتهم و سد خلاتهم ، و دفع المضار عنهم و جلب المنافع لهم، وامرهم بالمعروف و نهیهم عن المنکر یرفق واخلاص والشفقة علیهم ...."

اور بہر حال عام مسلمانوں کو نصیحت کرنا اور عام مسلمانوں سے
مراد حکام اور ارباب اقتدار کے علاوہ سب ہیں یہ ہے کہ ان کو ان کے
دنیوی واخروی مصالح اور فوائد کی رہنمائی کرے اور اذیت اور تکلیف کی چیزوں
کو ان سے دور کرے، لہٰذا دین کی وہ باتیں ان کو سکھلائے جس کو وہ نہ جانتے

ہوں، اس پر قول وفعل سے ان کی مدد کرے انکی عیب پوشی کرے، نقصان دِہ اشیاء سے ان کو دور رکھے اور منافع کی چیزوں میں ان کے لئے کوشاں رہے، اخلاص اور رفق کے ساتھ ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے، نیز ان کے ساتھ شفقت ومہربانی کا معاملہ کرے..... (شرح صحیح مسلم ۲:۳۹)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے اس خطہ میں جس کو انھوں نے عباد بن عباد کو لکھا تھا یہ مضمون بھی تھا کہ:

"....فان استطعت ان تأمر بخير في رفق ، فان اقبلت علی نفسک ، فان لک فيها شغلاً"

اگر تم مودت اور بھلائی کا حکم نرمی کے ساتھ دے سکتے ہو تو دو۔ اگر تمہاری بھلائی اور نصیحت قبول کر لی جائے تو اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرو اور اگر وہ رد کر دی جائے تو تم اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ بیشک تمہارے لئے اس میں فکر کی بات ہے۔ (الجرح والتعدیل۔ ۱:۸۷)

کمزور کے ساتھ رفق ونرمی اور شفقت کا برتاؤ

کمزور اور ضعیف میں خادم، مریض، مصیبت زدہ پریشاں حال، وہ دشمن جو مغلوب ہو چکا ہو اور قیدی شامل ہیں۔

خادم

خادم کے مفہوم میں وہ تمام لوگ آگئے جو کسی کے ماتحت ہوں۔ جیسے مزدور اور ملازم وغیرہ۔ حدیث شریف میں کمزوروں کے ساتھ نرمی کرنے کی

ترغیب عمومی طور پر آئی ہے اسلئے کہ آدمی ضعف کی حالت میں رحمت وشفقت اور مہربانی کا زیادہ حاجت مند ہوتا ہے۔ اور جو شخص ضعیفوں اور کمزوروں کے ساتھ رفق ومہربانی کا معاملہ کرے گا تو اس کے لئے آخرت میں ثواب جزیل کا وعدہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ثلاثٌ من کن فیه ستر الله علیه کنفه و أدخله جنته: رفق بالضعیف، و شفقة علی الوالدین، و إحسان المملوک''

تین چیزیں جس میں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے اور اس کو اپنی جنت میں داخل کریں گے:

۱ کمزوروں کے ساتھ نرمی کرنا۔

۲ والدین سے محبت سے پیش آنا۔

۳ اور غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے: ''ھذا حدیث حسن غریب'' (باب ۴۸۔ حدیث (۲۴۹۴)

خادم کے ساتھ رفق ونرمی کرنے کی سب سے عمدہ دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کبھی ''اُف'' تک نہ کہا۔ اور نہ یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا۔ اور نہ یہ کہا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا؟ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ میرے اوپر کبھی کسی کام میں کوئی عیب نہیں لگایا۔

(بخاری: کتاب الادب (۶۰۳۸) مسلم: کتاب الفضائل: ۴: ۱۸۰ (۲۳۰۹))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" و فی هذا الحديث بيان كمال خلقه صلى الله عليه وسلم و حسن معاشرته و حلمه و صفحه" (اس حدیث میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اخلاق اور آپ کی حسن معاشرت اور حلم و بردباری اور عفوودرگذر کا بیان ہے) (شرح صحیح مسلم: ۱۵: ۷۱)

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

" من لطم مملوكه أو ضربه فكفارته أن يعتقه " (جس نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا یا اس کو پیٹا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے)

(مسلم: کتاب الایمان: ۲۹۔ (۱۶۵۷))

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی:

" إعلم أبا مسعود " (جان لو ابو مسعود)

میں غصہ کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وہ مجھ سے قریب ہوئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور فرما رہے تھے:

" إعلم أبا مسعود ، اعلم أبامسعود " وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے کوڑے کو پھینک دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" إعلم أبا مسعود أن الله أقدر عليك منك على

هـذا الغلام“ (ابو مسعود، جان لو کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہیں جتنا تم اس غلام پر قادر ہو) وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اس کے بعد میں کبھی بھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا) (مسلم: کتاب الایمان۔۳۴۔(۱۶۵۹))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فيه الحث على الرفق بالمملوك، والوعظ والتنبيه على استعمال العفو وكظم الغيظ...“ (اس حدیث میں غلام کے ساتھ رفق ونرمی کرنے کی ترغیب اور عفو ودرگذر اور غصہ کو برداشت کرنے کی نصیحت اور تنبیہ ہے)

(شرح صحیح مسلم:۱۱:۱۳۰)

حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے اوپر عمدہ پوشاک ہے اور ان کے غلام پر بھی عمدہ پوشاک ہے۔ ہم نے اس کے بارے میں ان سے دریافت کیا، تو انھوں نے کہا: میں نے ایک شخص کو برا بھلا کہا انھوں نے میری شکایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

”أعيَّرتَه بأمه؟“ (کیا تم نے اس کو اس کی ماں سے شرم دلائی ہے؟) پھر فرمایا:

”إن إخوانكم خوَلكم جعلهم الله تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه مما يأكل، و ليلبسه مما يلبس، و لا تكلفوهم ما يغلبهم فان كلفتموهم ما يغلبهم فأعينوهم“

بیشک تمہارے بھائی تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ

نے تمہاری ماتحتی میں دیا ہے۔ تو جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اس کو چاہیئے کہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھائے اور اس کو وہ پہنائے جو خود پہنے اور اس کو ایسا کام کرنے کا حکم نہ دے جس کے کرنے سے وہ عاجز ہو اور اگر کوئی ایسا کام سپرد ہی کر دو جو اس کو عاجز کر دے تو پھر تم ان کی مدد کرو۔

(بخاری: کتاب العتق: ۲۵۴۵۔ مسلم: کتاب الایمان: ۳:۱۲۸۲(۱۶۶۱))

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''و فی الحدیث : النھی عن سب الرقیق و تعییرھم بمن ولدھم و الحث علی الاحسان إلیھم و الرفق بھم و یلتحق بالرقیق : من فی معناھم من أجیر و غیرہ''

حدیث میں غلاموں کو برا بھلا کہنے سے اور اسکو اس کے ماں باپ سے عار دلانے سے یعنی یہ طعنہ دینے سے کہ وہ غلاموں کی اولاد ہیں، جن کا کوئی نسب نہیں ہوتا منع کیا گیا ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور رفق و نرمی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور غلام ہی کے حکم میں مزدور وغیرہ بھی ہیں۔

(فتح الباری: ۵:۲۰۷)

مریض

مریض بھی کمزور اور معذور ہوتا ہے لہٰذا جو شخص کسی مریض کی تیمارداری میں لگا ہوا ہو یا کسی مریض کی عیادت کے لئے گیا ہو اس کو مریض کی حالت کے لحاظ سے اس کے ساتھ نرمی و مہربانی کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

علماء کرام نے احادیث شریفہ سے مریض کی عیادت کے کچھ آداب

استنباط فرمائے ہیں، جس میں بنیادی طور پر یہی بات ملحوظ ہے کہ مریض کے ساتھ جس طرح کے رفق اور نرمی کی ضرورت ہو اس سے گریز نہ کیا جائے۔ منجملہ ان آداب کے یہ ہیں:

(۱) مریض کی خدمت محبت اور نرمی سے کرنا۔

(۲) مریض سے ملاقات کی اجازت لینا۔

(۳) مریض سے کسی چیز کے بارے میں اصرار نہ کرنا۔

(۴) مریض سے زیادہ گفتگو کرنے کی کوشش نہ کرنا۔

(۵) مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھنا۔ (البتہ جس کے بیٹھنے سے مریض کو انس و راحت ہو وہ بیٹھ سکتا ہے)

(۶) مریض سے محبت، مہربانی اور شفقت کا اظہار کرنا۔

(۷) مریض کیلئے دعا کرنا۔

(۸) مریض کو صحت مند ہو جانے کی امید دلانا۔

(۹) مریض کے پاس ایسے وقت میں نہ جانا جس میں عیادت کرنا مناسب نہ ہو۔

(۱۰) مریض کو مرض پر صبر کرنے کی تلقین کرنا اور اس پر اجر اور ثواب ہونے کو بیان کرنا۔

آفت زدہ اور مصیبت میں مبتلا شخص سے رفق ونرمی کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے گھر والوں میں سے کسی عورت سے کہا: تم فلانی عورت کو جانتی ہو؟ ان صاحبہ نے کہا: ہاں۔ انھوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے اس وقت وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اتقی اللہ و اصبری'' (اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو) اس عورت نے کہا: چلو، ہٹو، تم تو میری مصیبت سے خالی ہو (یعنی تمہیں ہماری مصیبت کی کیا خبر؟) وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے پاس سے آگے بڑھ گئے، اور چلے گئے۔ ایک صاحب اس عورت کے پاس سے گذرے تو انھوں نے کہا: تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ اس عورت نے کہا: میں نے ان کو پہچانا نہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آئی تو دروازہ پر کوئی دربان نہیں پایا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول، اللہ کی قسم میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إن الصبر عند اول صدمة'' (صبر تو اول صدمہ ہی کے وقت ہے) (بخاری: کتاب الاحکام (۷۱۵۴) مسلم: کتاب الجنائز: ۱۵ (۹۲۶)

مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو اس عورت سے کہا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس پر جیسے موت آگئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آئی.....حدیث۔

دشمن

دشمن پر فتح اور اس پر قابو پا لینے کے بعد حکم نبوی ہے کہ اس کے ساتھ رفق و نرمی کا معاملہ کیا جائے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ سے نکل کر جنگل کی طرف چلا یہاں تک کہ جب میں جنگل کی گھاٹی میں تھا تو مجھ کو عبدالرحمٰن بن عوف کا ایک غلام ملا، میں نے اس سے کہا: تیرا برا ہو، تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں۔ میں نے کہا: کس نے ان کو پکڑ رکھا ہے؟ اس نے کہا: غطفان اور فزارہ نے، میں تین بار زور کی آواز سے چلایا کہ لابتین کے درمیان سب کو سنا دیا، ''یا صباحاہ یا صباحاہ یا صباحاہ'' کسی اہم کام پر لوگوں کو جمع کرنے کیلئے پہاڑ پر چڑھ کر آواز لگائی جاتی تھی پھر میں تیزی سے دوڑا یہاں تک کہ ان لوگوں سے جا ملا اور وہ لوگ ان اونٹنیوں کو لئے ہوئے تھے، پھر میں ان کو تیر مارنے لگا اور میں کہتا جاتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن دودھ پینے کا دن ہے (یعنی آج پتہ چلے گا کہ کس نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہے) میں نے ان لوگوں سے ان اونٹنیوں کو اس کے پینے سے پہلے چھڑا لیا۔ پھر میں اونٹنیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو ہنکا لایا۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، بیشک قوم پیاسی ہے اور میں نے ان کے پینے سے پہلے ہی ان کو پا لیا، آپ ان کے پیچھے لوگوں کو بھیج دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یاابن الأکوع ،ملکت فأسجِح ، إن القوم یقرؤن فی قومهم '' (اے ابن الاکوع تم قابو پا چکے ہو لہٰذا اب عفو درگذر سے کام لو، بیشک قوم کی اپنے ہی قوم میں مہمان نوازی کی جاتی ہیں)

(بخاری: کتاب الجہاد والسیر (۳۰۴۱۔ مسلم: کتاب الجہاد والسیر :۱۳۱(۱۸۰۶))

قیدی

اسلام رفق ونرمی کا دین ہے، چنانچہ رفق ونرمی اس جنگی قیدی کے لئے بھی ہے جو ابھی ابھی مقابلہ میں ہتھیار تانے کھڑا ہمارے اوپر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔

جس زمانہ میں جنگی قیدیوں کے ساتھ ہر طرح کے ناروا سلوک جائز سمجھے جاتے تھے اوران کے حقوق کے لئے آج کی طرح نہ کوئی تنظیم تھی اور نہ کوئی حقوق انسانی کی حفاظت کے نام پر ادارہ قائم تھا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی زمانہ میں قیدیوں کے حقوق کے اصول وضوابط قائم فرمائے اور خود اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ بلا کسی تفریق وامتیاز کے حسن سلوک کی مثال پیش فرمائی جس کا کوئی معمولی حصہ بھی آج کی تنظیمیں اورادارے جو حقوق انسانی کی حفاظت کا علمبردار بنتی ہیں پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ مسلمانوں کے یہاں قیدیوں کے ساتھ رفق ونرمی اور حسن سلوک کا برتاؤ اوران کے حقوق کا پاس ولحاظ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اس چشمہ صافی سے مستفاد ہے۔

سنت مطہرہ اور احادیث نبوی میں قیدیوں کے ساتھ رفق ونرمی اور حسن سلوک کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں لیکن میں بہ خوف طوالت یہاں پر صرف ایک ہی مثال بیان کرنے پر اکتفاء کروں گا جس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے روایت فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجد کی طرف ایک ٹولی بھیجی۔ اس ٹولی نے قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لیا جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا ہے جو یمامہ کا سردار تھا اور اس کو مسجد نبوی کے ایک ستون میں باندھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے پاس آئے اور اس سے فرمایا:

''ماذا عندک یا ثمامة'' (ثمامہ تمہارے پاس کیا ہے؟) (انھوں نے کہا: میرے پاس اے محمد خیر ہے، اگر آپ قتل کریں گے تو ایک خون کے مستحق کو قتل کریں گے اور اگر آپ احسان فرمائیں گے تو ایک شکر ادا کرنے والے پر احسان فرمائیں گے اور اگر مال چاہتے ہیں تو مانگئے جو چاہئے گا وہ دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اگلا دن آ گیا تو ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ما عندک یا ثمامة ؟'' (ثمامہ تمہارے پاس کیا ہے؟) انھوں نے کہا جو میں نے آپ سے کہہ دیا ہے کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکر ادا کرنے والے پر احسان فرمائیں گے اور اگر قتل کریں گے تو ایک خون کے مستحق کو قتل کریں گے اور اگر مال چاہتے ہیں تو مانگیئے جو چاہئے گا وہ دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ دوسرا دن ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ماذا عندک یا ثمامة'' (ثمامہ تمہارے پاس کیا ہے؟) انھوں نے کہا میرے پاس وہ ہے جو میں آپ سے کہہ چکا ہوں۔ اگر احسان کریں گے تو ایک شکر ادا کرنے والے پر احسان کریں گے اور اگر قتل کریں گے تو ایک خون کے مستحق کو قتل کریں گے۔ اور اگر مال چاہتے ہیں تو مانگیئے جو چاہئے گا وہ دیا

جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''أطلقوا ثمامة'' (ثمامہ کو چھوڑ دو) ثمامہ مسجد کے قریب کھجور کے باغ میں گئے اور غسل کیا پھر مسجد میں آئے اور کہا:

''أشهد أن لا إله الا اللّٰه وأشهد أن محمداً عبده ورسوله'' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اس روئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ کوئی دوسرا چہرہ مجھے مبغوض نہیں تھا اور اب آپ کا چہرہ سب سے زیادہ محبوب ہو گیا اور اللہ کی قسم آپ کے دین سے زیادہ مجھ کو کوئی دین مبغوض نہیں تھا اور اب آپ کا دین سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو گیا اور اللہ کی قسم آپ کے شہر سے زیادہ مجھے کوئی دوسرا شہر مبغوض نہیں تھا اور اب آپ کا شہر سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو گیا۔ آپ کے فوجیوں نے مجھ کو پکڑ لیا حالانکہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو اب آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خوشخبری سنائی اور ان کو عمرہ کرنے کا حکم دیا۔

پھر جب وہ مکہ آئے تو ان سے کسی کہنے والے نے کہا: کیا تو بد دین ہو گیا: انھوں نے کہا: نہیں۔ لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا ہوں۔ اور سن لو، اللہ کی قسم یمامہ سے تمہارے پاس گیہوں کا ایک دانہ بھی بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے نہیں آئے گا۔

(بخاری: کتاب المغازی (۴۳۷۲) مسلم: کتاب الجہاد والسیر: باب ربط الاسیر ۵۹ (۱۷۶۴)

مالی معاملات میں رفق و نرمی کرنا

مسلمانوں کو دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں اخلاق حسنہ کے اعلیٰ

مقام پر ہونا چاہئے ، اس کو فیاض ، رحیم و کریم ہونا چاہئے ، بخل اور کنجوسی سے بچنا چاہئے کسی کے اوپر تنگی نہیں کرنی چاہئے تنگ دست کو قرض خواہی میں مہلت دینی چاہئے اور اپنے ساتھ بدسلوکی کرنے والے سے درگذر کرنا چاہئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”رحم اللّٰہ رجلاً سمحاً إذا باع وإذا اشترى و إذا اقتضىٰ “(اللہ تعالیٰ چشم پوشی سے کام لینے والے آدمی پر رحم فرمائے جبکہ وہ خرید وفروخت کرے اور جب وہ تقاضا کرے)

(بخاری: کتاب البیوع ۔باب السہولۃ والسماحۃ فی الشراء والبیع :(۲۰۷۶)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فيه الحض على السماحة فى المعاملة و استعمال معالى الأخلاق ، وترك المشاحة والحض على ترك التضييق على الناس فى المطالبة ، و أخذ العفو منهم“

اس حدیث میں معاملہ میں نرمی اور فراخدلی کرنے اور بلند اخلاق کے استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور بخل وکنجوسی ترک کرنے کو کہا گیا ہے اور لوگوں سے مطالبہ کرنے میں تنگی نہ کرنے اور عفو و درگذر سے کام لینے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

(فتح الباری: ۴:۳۵۹)

معاملات میں رفق ونرمی کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ دوسرے سے حق وصول کرنے اور مطالبہ کرنے میں نرمی برتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ پر جھگڑنے والوں کی آواز سنی، ان دونوں کی آوازیں بلند ہورہی تھیں اور ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے قرض میں کچھ معاف کرنے کو اور اس سے کچھ نرمی کرنے کو کہہ رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ: اللہ کی قسم میں نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

''أين المتألي على الله لا يفعل المعروف؟'' (اللہ کے نام پر یہ قسم کھانے والا کہاں ہے کہ وہ بھلائی کا کام نہیں کریگا؟) اس نے کہا: میں ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے لئے (اب) وہی ہے جو وہ چاہے (یعنی معافی چاہے یا وصولی میں نرمی چاہے، جو چاہے وہ لے لے)

معاملات میں رفق ونرمی کی ایک صورت یہ ہے کہ تنگ دست کو مہلت دے اور اس سے مطالبہ کرنے میں جلدی نہ کرے یا چشم پوشی اور درگذر سے کام لے۔ جس شخص نے ایسا کیا تو وہ اس دن رحمٰن کے عرش کے سایہ میں ہوگا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی پریشانی کو دور کردیں گے اور اس کے گناہ بخش دیں گے۔

حضرت ابوالیَسَر کی مرفوع حدیث میں ہے:

"من أنظر معسراً أو وضع عنه أظله الله فى ظله"(جس شخص نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس سے قرض کو معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں رکھیں گے) (مسلم: کتاب الزہد والرقائق:۷۴(۳۰۰۶)

اور یہی حدیث طبرانی کی روایت میں اس طرح ہے:

"من أنظر معسراً أو رفق به أظله الله فى ظله "(جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا اس کے ساتھ نرمی برتی اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں رکھیں گے) (معجم الاوسط:۵:۲۷۱(۴۵۳۴)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مقروض شخص کو بلایا تو وہ ان سے چھپ گیا، پھر آپ نے اس کو کہیں پایا تو اس نے کہا: میں تنگ دست ہوں۔ حضرت ابوقتادہ نے کہا: اللہ کی قسم کیا تو واقعی تنگدست ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"من سره أن يُنجيه الله من كرب يو م القيامة فلينفس عن معسر أو يضع عنه"

جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی مصیبت سے نجات عطا فرمائیں تو اس کو چاہئے کہ تنگدست کو سہولت دیدے یا اس کو معاف کر دے۔

(مسلم: کتاب المساقاۃ:۳۲(۱۵۶۳))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’كان تاجر يُداينُ الناس فاذا رأى معسراً قال لفتيانه: تجاوزوا عنه، لعل الله أن يتجاوز عنا فتجاوز الله عنه‘‘

ایک تاجر تھا لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ جب وہ مقروض کو تنگدست دیکھتا تو اپنے نوجوانوں سے کہتا: تم لوگ اس سے درگذر کرو، شاید اللہ تعالیٰ ہم کو درگذر کردے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف فرمادیا۔

(بخاری: کتاب البیوع (۲۰۷۸) مسلم: کتاب المساقاۃ:۳۱ (۱۵۶۲)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوگیا وہ جنت میں داخل ہوا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم کون سا عمل کرتے تھے؟ اس نے کہا: میں نہ تو ذکر واذکار کرتا تھا اور نہ ہی وعظ ونصیحت، پھر اس نے کہا: میں لوگوں سے خرید وفروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا، جس کو میں تنگدست دیکھتا تو میں سکہ یا نقدی میں اس کو معاف کردیتا بس اسی لئے میری مغفرت ہوگئی‘‘ حضرت ابومسعود کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو سنا ہے۔ (مسلم: کتاب المساقاۃ: ۲۸: (۱۵۶۰)

سخت مزاج شخص کے ساتھ رفق ونرمی کرنا

دین اسلام میں رفق ونرمی کی تاکید اور اہمیت یہاں تک ہے کہ سخت مزاج اور بداخلاق شخص سے بھی رفق اور نرمی کا سلوک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے کہ اس طرح اس سخت مزاج شخص کے دل میں بھی الفت کا جذبہ پیدا ہو اور لوگ یہ سبق لیں کہ نرمی اور مہربانی کے طرز عمل سے انسان وہ فوائد حاصل کرسکتا ہے جو دوسرے طریقوں سے نہیں حاصل کرسکتا۔

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کے چند قبا سونے کے کام کئے ہوئے ہدیہ میں پیش کئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں میں تقسیم فرمادیا اوران میں سے ایک قبا مخرمہ بن نوفل کے لئے الگ کرلیا۔ پھر وہ آئے اوران کے ساتھ ان کے بیٹے مسور بن مخرمہ بھی تھے اور دروازہ پر کھڑے ہوگئے پھر کہا کہ تم ان کو میرے لئے بلاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سن لی، چنانچہ آپ نے ایک قباء لی اوراس کو لے کران سے ملاقات کی اوراس کی گھنڈیاں ان کے سامنے کر کے ارشاد فرمایا:

"یا ابا المسور خبأت هذا لک" اے ابوالمسوراس کو میں نے تمہارے لئے چھپارکھا تھا، اے ابوالمسوراس کو میں نے تمہارے چھپارکھا تھا) اور وہ سخت مزاج تھے۔

(بخاری: کتاب قرض الخمس :۲۶۱ (۳۱۲۷))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔آپ کے اوپر ایک موٹے حاشیہ والی نجرانی چادر تھی۔ ایک بدو نے آپ کو پکڑلیا۔اس بدو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو زور سے پکڑ کر کھینچا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گردن میں اس کے تیزی سے چادر کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑا ہوا دیکھا۔ پھراس بدو نے کہا: میرے لئے بھی اللہ کے اس مال میں سے جوآپ کے پاس ہے دینے کا حکم دیجئے، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس پڑے اوراس کو عطا کرنے کا حکم فرمایا۔

بے وقوف کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت مانگی۔ پھر جب آپ نے اس کو دیکھا تو اس نے کہا ”بئس اخو العشیرۃ و بئس ابن العشیرۃ“ (مطلب یہ کہ یہ قبیلہ کا برا آدمی ہے) پھر جب وہ بیٹھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے پیش آئے۔ پھر جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ اے اللہ کے رسول، جس وقت آپ نے اس کو دیکھا تو آپ نے اس کے لئے ایسی ایسی بات فرمائی پھر اس سے خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے پیش آئے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یا عائشة متی عهد تنی فحاشاً، ان شر الناس عند اللہ منزلة یوم القیامة من ترکه الناس اتِّقاء شره“ (اے عائشہ، تم نے مجھے کب فحش گو پایا ہے، یقیناً اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین آدمی وہ شخص ہو گا جس کے شر کے خوف سے لوگ اس کو چھوڑ دیں)

(بخاری: کتاب الادب: (۶۰۳۲))

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے احمق اور اکھڑ گنوار آدمی سے بھی حسنِ اخلاق و خندہ پیشانی ہی سے پیش آنا چاہئے یہ چیز مدارات کے قبیل سے ہے یہ مداہنت نہیں ہے جو ممنوع ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ مدارات اور مداہنت کا فرق اس طرح بیان

فرماتے ہیں:

''الفرق بين المداراة والمداهنة: أن المداراة بذل الدنيا لصلاح الدنيا أو الدين أو هما معاً ،وهي مباحة، وربما استحبت. والمداهنة : ترك الدين لصلاح الدنيا ، والنبي صلى الله عليه وسلم إنما بذل له من دنياه حسن عشرته والرفق في مكالمته ، ومع ذلك فلم يمدحه يقول فلم يناقض قوله فيه فعله ، فان قوله فيه قول حق ، و فعله معه حسن عشرة ، فيزول مع هذا التقرير الاشكال بحمد الله تعالیٰ''

مداراۃ اور مداہنت میں یہ فرق ہے کہ مداراۃ دنیا یا دین یا دین و دنیا دونوں کی صلاح کو اچھا بنانے اور بھلائی کے لئے دنیا کو خرچ کرنا ہے، اور یہ مباح اور جائز ہے بلکہ بعض اوقات مستحب ہے۔ اور مداہنت دنیا بنانے کے لئے دین کو چھوڑ دینا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر اپنی دنیا میں سے اس کے لئے اپنی صحبت سے اپنا حسن معاشرت اور اس سے گفتگو کرنے میں نرمی کے برتاؤ کو خرچ فرمایا لیکن اس کی تعریف میں کوئی بات نہیں فرمائی اس لئے آپ کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے اسلئے کہ آپؐ نے اس کے بارے میں جو کچھ فرمایا وہ حق تھا اور اس کے ساتھ .... حسن اخلاق کا برتاؤ فرمایا۔

(نقلاً عن فتح الباری: ۱۰:۴۶۹)

راہ گیروں کے ساتھ رفق کرنا

راہ گیروں کے ساتھ رفق و نرمی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے دھکم

دھکا نہ کرے، نہ ان کو تنگ کرے اور ان کے راستہ میں کوئی چیز پھینک کر ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور جب خود سواری پر ہو اور لوگ پیدل ہوں تو ان کے ساتھ لطف و مہربانی کا معاملہ کرے۔ راہ گیروں کے سلسلہ میں یہ اسلامی آداب ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے اونٹ کے تیز چلانے کیلئے ڈانٹ ڈپٹ، مار اور آواز سنی تو ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"أيها الناس عليكم با لسكينة ، فان البر ليس بالايضاع"

(اے لوگو، تم وقار اور سکینہ کو لازم پکڑو، نیکی تیز چلنے میں نہیں ہے)

(بخاری: کتاب الحج: (۱۶۷۱))

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من مر في شئى من مساجد نا أو أسواقنا بنبَل ، فلياخذ على نصالها لا يعُقِر بكفه مسلماً"۔

جو شخص ہماری مسجدوں یا ہمارے بازاروں سے تیر لیکر گذرے تو اس کو چاہئے کہ اس کے پھل پکڑے رہے، اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی نہ کردے۔ (بخاری: کتاب الصلاۃ: (۴۵۲))

اپنے ساتھ کھانے والوں کے ساتھ رفق ونرمی کرنا

جب آپ کے ساتھ کھانے میں کوئی اور بھی شریک ہو تو ساتھ میں

کھانے والے ساتھی کے ساتھ رفق ونرمی کا برتاؤ کریں۔ یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ ساتھ میں کھانا کھانے والوں کے ساتھ رفق ونرمی اور سیر چشمی کا برتاؤ کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت وہ ہے جس کو حضرت جَبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں عراق کے کچھ لوگوں کے ساتھ تھے۔ ہمارے اوپر قحط کا سال آگیا، ابن الزبیر ہم لوگوں کو کھجوریں کھلایا کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمارے پاس سے گذرتے تو فرماتے: ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساتھ دو کھجوریں کھانے سے منع فرماتے تھے مگر یہ کہ آدمی اپنے بھائی سے اجازت لے لے''۔ (بخاری: کتاب المظالم: (۲۴۵۵) مسلم: کتاب الاشربۃ: ۱۶۱۷(۲۰۴۵))

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''المراد به: لایقرن تمرة بتمرة عند الاکل لئلا یجحف برفقته، فاذا أذنوا له فی ذلک جاز، لانه حقهم، فلهم أن یسقطوه''

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک کھجور کے ساتھ دوسرا کھجور ملا کر نہ کھائیں یعنی دو دو کھجور ایک ساتھ نہ کھائیں تاکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ زیادتی نہ ہو البتہ سب لوگ اجازت دیدیں تو پھر دو دو کھانا بھی جائز ہے اس لئے کہ وہ سب کھانے والوں کا حق ہے اس لئے ان کو اپنا حق معاف کردینے کا بھی حق حاصل ہے۔ (فتح الباری: ۵: ۱۲۷)

مردہ کے ساتھ رفق ونرمی

زندہ شخص تو زندہ ہی ہے، مومن کی حرمت وعزت مرنے کے بعد بھی

اسی طرح ہے جس طرح اس کی زندگی میں ہے چنانچہ جس طرح زندوں کے ساتھ رفق ونرمی کا برتاؤ کرنا مطلوب ہے اسی طرح مُردوں کے ساتھ بھی رفق ونرمی مطلوب ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ میت کے غسل دینے میں، اس کی تجہیز وتکفین میں، جنازہ لے کر چلنے میں، دفن کرنے میں رفق ونرمی کا طریقہ اختیار کریں، خصوصاً اس وقت اور بھی زیادہ لحاظ کریں جبکہ میت کسی ممتاز فضیلت رکھنے والے شخص کی ہو۔

میت کے ساتھ رفق ونرمی کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ اس کی تجہیز و تکفین میں اس کے احترام اور اس کے سہولت ونرمی کا لحاظ رکھے۔ حضرت عطاؒء کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ میں مقام سَرِف (مکہ معظّمہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں موجود تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، جب تم لوگ ان کی میت کو اٹھاؤ تو اس کو جھٹکا نہ دو اور نہ ہلاؤ اور نرمی اور سہولت کے ساتھ اٹھاؤ....

(بخاری: کتاب النکاح (۵۰۶۷) مسلم کتاب الرضاع: ۵۱ (۱۴۶۵))

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”قوله: ”وارفقوا“ إشارة إلى أن مراده السير الوسط المعتدل، و يستفاد منه ان حرمة المومن بعد موته باقية كما كانت في حياته“

حضرت ابن عطاؒء کا قول: ”وارفقوا“ (نرمی اور سہولت سے اٹھاؤ) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چلنے میں معتدل اور درمیانی چال رکھے اور اسی سے

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی عزت اس کی موت کے بعد بھی اسی طرح باقی رہتی ہے جس طرح کہ زندگی میں تھی۔ (فتح الباری:۹:۱۵)

حضرت اَدرَع سُلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے کے لئے آیا (حدیث لمبی ہے، اس میں آگے ہے کہ) ایک صاحب مدینہ میں انتقال کر گئے۔لوگ ان کی تجہیز سے فارغ ہوئے اور انکی نعش کو اٹھایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ارفقوا به رفق الله به، إنه كان يحب الله ورسوله'' (تم لوگ ان کے ساتھ نرمی کرو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمائے، بیشک یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے تھے) (ابن ماجہ: کتاب الجنائز: (۱۵۵۹))

جانوروں کے ساتھ رفق و نرمی کرنا

دین اسلام میں بہت سے ایسے احکام آئے ہیں جن میں جانوروں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کے حدود بیان کئے گئے ہیں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرنے کی تاکید اور ان کے حقوق کی وضاحت کی گئی ہے اور اس پر عملدر آمد کو لازم کیا ہے، اور یہ اس وقت سے ہے جب جانوروں کا تو کیا ذکر دنیا بھر میں انسانوں تک کے حقوق کی پامالی کھلے عام ہو رہی تھی اس لئے مسلمانوں کو جانوروں کے حقوق کی پاسداری میں تمام اقوام عالم پر سبقت حاصل ہے۔ دیگر اقوام عالم نے تو بہت بعد میں اسلامی تعلیمات ہی سے شعوری یا غیر شعوری طور پر متاثر ہو کر جانوروں کی حفاظت اور ان کے حقوق کی پاسداری کے لئے انجمنیں اور تنظیمیں قائم کیں، لیکن چونکہ یہ سب ادارے انسانی ذہن کی پیداوار

ہیں اس لئے یہ اس اعتدال اور توازن سے عاری ہیں جو اسلامی تعلیمات کا خاصہ ہے۔

جانوروں کی تکلیف و آرام کا خیال رکھنا

حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پیٹھ (بھوک کی وجہ سے) اس کے پیٹ سے مل رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اتقوا اللّٰہ فی ھذہ البھائم المعجمة ، فارکبوھا صالحة وکلوھا صالحة'' (ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان پر سواری بھی اچھی طرح کرو اور ان کو کھاؤ بھی اچھی طرح)

(ابوداؤد: کتاب الجہاد: (۲۵۴۸))

(اس جانور کی پیٹھ پیٹ سے مل رہی تھی) اس کا مطلب یہ ہے کہ بھوک کی وجہ سے بالکل لاغر ہو گیا تھا اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ کل قیامت کے دن بھوک، پیاس، تھکاوٹ اور مشقت کے بارے میں تم سے پوچھ نہ ہو جائے۔

جانوروں کا خرچ اس کے مالک پر واجب ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عذبت امرأة فی ھرة ربطتھا حتی ماتت ، فدخلت فیھا النار ، لا ھی أطعمتھا و لا سقتھا إذ حبستھا و لا ھی ترکتھا تأکل

من خشاش الأرض''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اس نے اسکو باندھ رکھا یہاں تک کہ وہ مرگئی لہذا وہ عورت اس کے بارے میں دوزخ میں داخل ہوئی اس نے نہ اس کو کھلایا نہ پلایا کیونکہ اس کو بند کر رکھا تھا اور نہ اس کو چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالے۔

(بخاری: کتاب احادیث الانبیاء (۳۴۸۲) مسلم: کتاب السلام: ۱۵۱ (۲۲۴۲))

جانوروں کو کھلانا پلانا گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بينا رجل يمشي فا شتد عليه العطش ، فنزل بئراً فشرب منها ، ثم خرج فاذا هو بكلب يلهث ،يأ كل الثرى من العطش ، فقال : لقد بلغ هذا مثل الذى بلغ بى فملأ خفه ثم أمسكه بِفِيه،ثم رقِي فسقى الكلب فشكر الله له ، فغفر له''

ایک شخص چل رہا تھا کہ اس کو سخت پیاس لگی، وہ کنویں میں اترا اور پانی پیا، پھر اس سے باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر مٹی کھا رہا ہے۔ تو اس نے کہا: جیسے مجھ کو پیاس لگی تھی ویسے ہی اس کو بھی لگی ہے، اس نے اپنا چمڑہ کا موزہ پانی سے بھرا پھر اس موزے کو اپنے منہ سے پکڑا اور اوپر آیا اور کتے کو پلایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدردانی فرمائی اور اس کی

مغفرت فرمادی۔

لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، کیا ہم کو جانوروں (کے کھلانے پلانے) میں بھی ثواب ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فی کل کبد رطبۃ اجر'' (ہر تر جگر میں یعنی ہر جاندار کے کھلانے پلانے میں اجر وثواب ہے)

(بخاری: کتاب الشرب والمساقاۃ (۲۳۶۳) مسلم: کتاب السلام ۱۵۳ (۲۲۴۴))

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدکردار عورت نے ایک کتے کو گرمی کی دنوں میں دیکھا کہ کنویں کا چکر کاٹ رہا ہے اس کی زبان پیاس کی وجہ سے لٹک رہی ہے تو اس عورت نے اپنے موزے سے اس کے لئے پانی نکالا تو اسکی مغفرت کردی گئی۔

(مسلم: کتاب السلام: ۱۵۴ (۲۲۴۵))

جانوروں سے کام لینے میں رحم وکرم کا برتاؤ کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اونٹ پر سوار ہوئیں تو اس میں کچھ دشواری ہوئی تو وہ اس کو ایڑ لگانے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''علیک بالرفق'' (تم پر لازم ہے کہ اسکے ساتھ رفق ونرمی کرو) (مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب: ۷۹ (۲۵۹۳))

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' إذا سافرتم فی الخصب فأعطوا الابل حظها من

جانورکوذبح کرتے وقت یااس کوجان سے مارتے وقت رفق ونرمی اورخوش اسلوبی مطلوب ہے

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو چیزیں ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا ہے۔ فرمایا:

''إن اللّٰہ کتب الاحسان علی کل شئی ،فاذا قتلتم فأحسنو االقتلة و اذا ذبحتم فأحسنو الذبح و لیحد احدکم شفرته و لیرح ذبیحته''

بیشک اللہ تعالیٰ نے احسان یعنی حسن سلوک کرنے کو ہر چیز پر فرض کیا ہے تو جب تم قتل کرو تو خوبی کے ساتھ قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو خوبی کے ساتھ ذبح کرو۔ اور ذبح کرتے وقت چھری تیز کر لینی چاہئے اور ذبیحہ کو (جلدی اور تیزی سے ذبح کر کے) آرام پہنچائے۔ (مسلم: کتاب الصید والذبائح: ۵۷(۱۹۵۵))

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگھ والے مینڈھے کا حکم فرمایا جس کی کھریں کالی تھیں اور سینہ بھی کالا تھا اور آنکھ بھی کالی تھی چنانچہ اس کو قربانی کے لئے لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا:

''یا عائشة هلمی المدیة'' (اے عائشہ، چھری لاؤ) پھر فرمایا:

''اشحذیها بحجر '' (اس کو پتھر پر تیز کرو) حضرت عائشہ نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ نے چھری کو لیا اور مینڈھے کو پکڑا پھر اس کو کروٹ لٹا دیا اور اس کو

ذبح فرمایا پھر ارشاد فرمایا:

"باسم اللّٰہ اللّٰھم تقبل من محمد و آل محمد و من امة محمد" (اللہ کے نام سے، اے اللہ محمد کی طرف سے اور آل محمد کی طرف سے اور امت محمد کی طرف سے قبول فرمائیے)

(مسلم: کتاب الاضاحی: ۱۹(۱۹۶۷))

جانوروں کو سزا دینے اور ستانے کی ممانعت

حضرت ہشام بن زید فرماتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس آیا تو انھوں نے چند لونڈوں یا چند نوجوانوں کو دیکھا جو ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ بنا کر تیر مار رہے تھے تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے فرمایا ہے۔ (بخاری: کتاب الذبائح (۵۵۱۳) مسلم: ۵۸(۱۹۵۶))

اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ لوگ چند نوجوانوں یا کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ بنا کر تیر مار رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے ابن عمرؓ کو دیکھا تو اس کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: یہ کس نے کیا؟ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے جس نے ایسا کام کیا۔

(بخاری: کتاب الذبائح: ۵۵۱۵۔ مسلم: کتاب الصید: ۵۹(۱۹۵۸))

حکیم الامُت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جانوروں کے یہ حقوق لکھے ہیں:

۱ جس جانور سے کوئی معقول فائدہ نہ ہو اس کو قید نہ کرے بالخصوص بچوں کو آشیانہ (گھونسلوں) سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔

۲ جو جانور قابل انتفاع ہیں ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے۔

۳ جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کی خورد ونوش وراحت رسانی وخدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے، ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے، ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔

۴ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تو تیز اوزار سے جلدی سے کام تمام کردے۔ اس کو تڑپائے نہیں، بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔ (دینِ کامل:۱۴۱)

تم بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ وکرمہ

یوم الاربعاء

۴؍رجب المرجب ۱۴۳۸ھ

۲؍اپریل ۲۰۱۷ء

فی رحاب دار العلوم المرکز الاسلامی الہ آباد

سید محمد ضیاء الدین مظاہری

کرامت کی چوکی آزادنگر کریلی الہ آباد

اتر پردیش۔ ہندوستان

خلاصۂ کتاب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندگی کے تمام شعبوں اور تمام حالات میں رفق ونرمی اور حسن سلوک کی طرف رہنمائی فرمانا اس کی مشروعیت اور اس کی فضیلت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

زندگی کے تین اہم گوشے ہیں:

عبادات

خانگی تعلقات

عام زندگی

عبادات کے اندر رفق ونرمی کرنا۔ یہی وہ خصوصیت ہے جو شریعت اسلامیہ کو دوسرے ادیان ومذاہب سے انتظام وانصرام اور قانون وشریعت کے لحاظ سے ممتاز کرتی ہے۔

خانگی تعلقات میں تو مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے والدین، بھائی بہن، بیوی، اقرباء، اعزہ سے ہر قسم کے معاملات میں رفق ونرمی اور حسن سلوک کا معاملہ کریں جس میں مرد وعورت کے درمیان کوئی فرق نہ ہو۔

عام زندگی میں تو اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کی کچھ صورتیں یہ ہیں:

حاکم کا اپنی رعیت کے ساتھ نرمی

رعیت کا اپنے حاکموں سے نرمی

تعلیم میں نرمی

وعظ ونصیحت میں نرمی

کمزور ولاچار سے نرمی

خادم

مریض

مصیبت زدہ اور ایسے دشمن جس پر قابو پالیا گیا ہو

قیدی سے نرمی

دیگر اہل مذاہب سے نرمی

میت کے ساتھ نرمی

یہاں تک کہ بے زبان جانوروں سے بھی نرمی اور بہتر سلوک کی ہدایت شریعت اسلامیہ میں تاکید کے ساتھ کی گئی ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر انعام واکرام ہے۔

تصانیف

مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری الہ آبادی
بانی وناظم مرکز اسلامی الہ آباد

۱	تفسیر تبیان القرآن	500=00
۲	اسلامی عقائد (عقیدۃ الطحاوی کی شرح)	200=00
۳	امثال القرآن	60=00
۴	البلاغت (اردو زبان میں اصول بلاغت کی آسان کتاب)	100=00
۵	تسہیل الاصول (اردو زبان میں اصول فقہ کی آسان کتاب)	200=00
۶	تعلیمات سیرت	90=00
۷	سنت وبدعت حقائق اور واقعات کی روشنی میں	280=00
۸	حکیم الامت	20=00
۹	سوانح مسیح الامت	225=00
۱۰	املاء وترقیم (عربی زبان کے املاء اور ترقیم کے قواعد اور اصول)	50=00
۱۱	اسلام اور ترقی	50=00
۱۲	میں نماز کیوں پڑھتا ہوں؟	50=00
۱۳	لذت سحر (تہجد کے فضائل)	70=00
۱۴	تحفہ خطابت	50=00
۱۵	گلدستہ تقریر	60=00
۱۶	توبہ واستغفار	50=00
۱۷	حقوق العباد	50=00
۱۸	دینِ کامل اردو	200=00
۱۹	دین کامل ہندی	150=00
۲۰	سیرت اسعد (حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم اعلی مظاہر علوم کی سوانح حیات)	

		250=00
۲۱	اصلاحی بیانات (جلد اول) (حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری)	300=00
۲۲	مجالسِ مسیح الامت (مکمل تین جلدیں)	1200=00
۲۳	دعوتِ تبلیغ (وعظ حضرت مولانا تھانویؒ)	50=00
۲۴	دعوت وتبلیغ کی ضرورت اور اسکے آداب (وعظ حضرت مولانا تھانویؒ)	40=00
۲۵	مذاق اور دل لگی (ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری)	150=00
۲۶	دین کی بنیادی باتیں (ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری)	20=00
۲۷	تدوین قرآن (ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری)	180=00
۲۸	آسان نماز (مولانا سید محمد راشد)	50=00

ملنے کا پتہ

دار العلوم مرکز اسلامی

548A/4 راجہ پور (اونچوا) الہ آباد

مکتبہ الاشرف

9,1/2,1 آزاد نگر، کرامت کی چوکی، کریلی الہ آباد

Husne Sulook

"Sunnat-e-Nabvi ke Aaine Men"

Written By

Dr. Mohammad Ziauddin

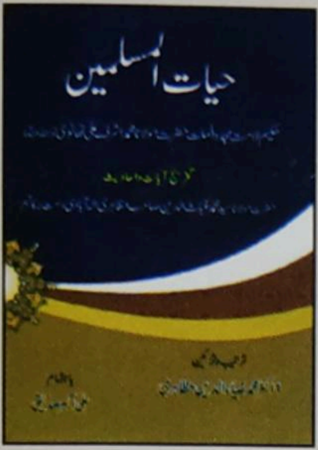

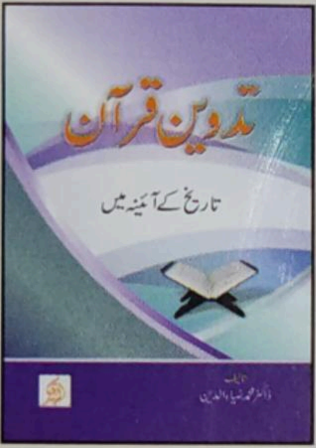

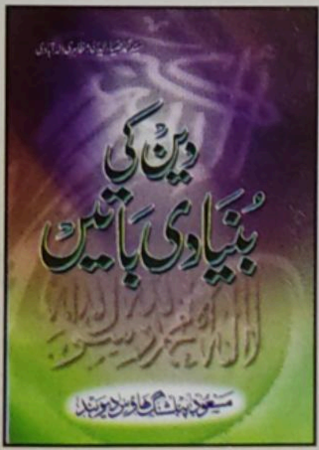

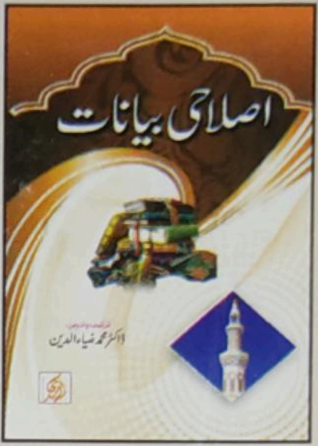

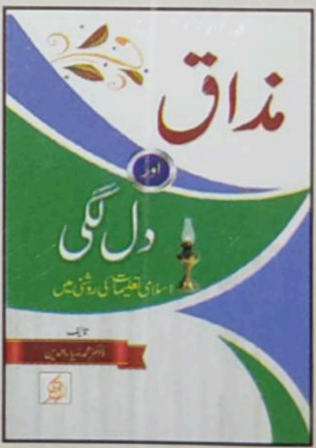

پیش نظر کتاب ''**حسن سلوک، سنت نبویؐ کے آئینہ میں**'' عصر حاضر کے شور وشغب میں خودغرضی اور مفاد پرستی کے ماحول میں نور بصیرت اور سرمۂ بصارت کی حیثیت رکھتی ہے۔

مولانا ڈاکٹر **محمد ضیاء الدین مظاہری** گیسٹ لکچرر شعبہ عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس (رطل گراں مایہ) کو عوام کی ضیافت کے لئے عام کردیا ہے، اور پھر سے اس فراموش سبق کو یاد دلانے کی سعی مشکور کی ہے، ہمیشہ کی طرح اس کتاب میں بھی انھوں نے عام فہم [illegible] کے ساتھ، سادہ اور دلنشیں اسلوب میں [illegible] زبان میں اسلام کے اخلاق حسنہ کی دلکش اور پرکشش تصویر کھینچ دی ہے۔

موضوع کی انفرادیت اور ندرت، پیشکش کی سادگی و پرکاری مولانا محمد ضیاء الدین کے انداز نگارش کی خوبی ہے۔ یہ چیز ان کی تمام ہی تصانیف میں پائی جاتی ہے، امید ہے کہ یہ کتاب ہر عمر کے قاری کے لئے مفید ہوگی اور اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے گا انشاء اللہ۔

پروفیسر شبیر احمد ندوی
سابق صدر شعبہ عربی، لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ

ناشر
مکتبہ الاشرف - الہ آباد
دار العلوم مرکز اسلامی ۴/۵۴۸ راجہ پور الہ آباد

فلاح العباد ٹرسٹ
91/21 آزاد نگر، کرامت کی چوکی کریلی، الہ آباد

ISBN 93-84036-24-2

Distributor: الھدیٰ پبلیکیشنز دہلی
alHuda publications
2982, Kucha Neelkanth, Qaziwara, Daryaganj, New Delhi-2
Phone: 011-43259013, E-mail: alhudapublications@yahoo.com

9 789384 036249

₹ 350.00